یزید کی شخصیت

اہلِ سنّت کی نظر میں

ناصبیوں کے ۱۲ شبہات کے جوابات

از

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی

مکتبۃ اہل سنۃ وجماعۃ

کراچی۔ ۱۹

قیمت ۱۵ روپے

Marfat.com

مطلوبہ کتب

~~التفہی~~ التفہیمات الالٰہیہ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

شرح تراجم ابواب بخاری از شاہ ولی اللہ دہلوی

اسماء الخلفاء والولاۃ از ابن حزم اندلسی

منہاج السنہ از ابن تیمیہ

میزان الاعتدال از الذہبی

Marfat.com

صحابہ کی ایک جماعت امام حسین کے موقف کی حامی تھی ص ۱۹۵ و ص ۱۹۶

یزید ص ۱۰ تا ص ۱۳ ص ۲۶ تا ص ۳۱ و ص ۵۳ ص ۶۵ ص ۷۲

ص ۸۳ ص ۸۵ تا ص ۹۲ ص ۱۰۸ و ص ۱۰۹ ص ۱۴۷ (لعنت یزید)

ص ۱۸۳ ص ۲۰۰ تا ص ۲۰۳

یزید اس کا اہل نہیں کہ اس سے روایت کی جائے ص ۱۱۱

موقف امام حسین کی صحت ص ۱۹۷

یزید حضرت مجدد کی نظر میں ص ۲۱۰

یزید نواب صدیق حسن خان کی نظر میں ص ۲۱۴

یزید کی مذمت میں حدیثیں ص ۳۵ و ص ۳۹ و ص ۴۷ و ص ۵۴ و ص ۶۶

17/3/99

Marfat.com

بلغ العلیٰ بکمالہ

کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ

صلوا علیہ وآلہ

[illegible]

جملہ حقوق محفوظ ہیں

یزید کی شخصیت

اہلِ سُنّت کی نظر میں

ناصبیوں کے ۱۲ شبہات کے جوابات

از

مولانا محمد عبد الرشید نعمانی مدظلہ

ناشر

مکتبہ اہل سنۃ وجماعۃ کراچی ۱۹

۳۸۶ - قاسم آباد، لیاقت آباد، کراچی ۱۹ - (پاکستان)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

حامداً ومصلیاً ومسلماً امابعد

حق تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے ہم اس قابل ہوئے کہ اس کتاب کی دوسری اشاعت ناظرین کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ عزّوجلّ سے بصد عجز ونیاز یہ دعا ہے کہ وہ ہماری اس کوشش کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور ناصبیتؒ کے اس تازہ فتنے کا قلع قمع فرمائے جو خاندانِ نبوت اور عترتِ پیغمبر علیہ الصلوات والتسلیمات سے مسلمانوں کی عقیدت کو مجروح کرنے، اور تاریخ اسلام کا حلیہ بگاڑنے کے لیے کھڑا کیا گیا ہے۔

ناظرین سے ہماری بس اتنی استدعا ہے کہ جو کتاب بھی ہم شائع کریں اس کا ٹھنڈے دل سے مکرر سہ کرر، بغور مطالعہ کر کے فیصلہ کریں کہ اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حق ہے یا نہیں، اور پھر اگر مطالعہ کے بعد آپ کا دل خود اس امر کی گواہی دے کہ یہ حق کی دعوت ہے تو اس دعوت کو عام کرنے میں ہمارا ہاتھ بٹائیں، کتاب کو خود خریدیں استطاعت ہو تو اس کے مزید نسخے خرید کر دوست احباب کو ہدیہ کریں۔ خاص طور پر اپنی مسجد کے خطیب اور امام صاحب کو اس کا نسخہ پیش کریں ورنہ خود پڑھیں اور دوسروں کو اس کے پڑھنے کی دعوت دیں۔

ناچیز مظفر لطیف عفی اللہ عنہٗ

چہارشنبہ ۲۴ جمادی الثانیہ ۱۴۰۳ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

دیباچۂ طبع دوم

حامداً و مصلیاً و مسلماً اما بعد

حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم اس کتاب کی دوسری اشاعت ناظرین کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے اور ناصبیت کے اس تازہ فتنہ کا قلع قمع فرمائے۔ اور نہ صرف "ناصبیت" بلکہ اہلِ اسلام کو دشمنانِ دین کے ہر فتنہ سے محفوظ رکھے، آمین۔

"یزید" بھلا آدمی تھا یا بُرا، وہ خلیفہ عادل تھا یا ظالم و جابر فرمانروا اس کا ایمان پر خاتمہ ہوا یا کفر پر، اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا اس نے حکم دیا یا نہیں، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے خلاف خروج کر کے بغاوت کی تھی یا ان کا یہ اقدام سراسر شرع کے حکم کے مطابق تھا۔ یزید نے مدینۂ نبوی اور حرم الٰہی کی حرمت کو پامال کیا یا نہیں۔ صحابہ و تابعین کی ایک خلقت کا اس کے ہاتھوں قتل عام ہوا یا نہیں، یہ اور اس قسم کے دیگر مباحث ظاہر ہے کہ ان کو عملی زندگی سے دور کا بھی تعلق نہیں، یہ خالص نظریاتی مسائل ہیں۔ اس لئے ممکن ہے کہ بعض لوگ ہماری اس کوشش کو تحسین کی نظر سے نہ دیکھیں اور اس کو مفت کا ضیاع وقت خیال کریں۔

لیکن ایک دوسری حیثیت سے اگر اس کو دیکھا جائے تو ہمارے اس کام کی اہمیت

بہت ہی بڑھ جاتی ہے وہ یہ کہ اگر بالفرض یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ "یزید ایک صالح مسلمان اور خلیفہ عادل بھی تھا" تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ مسلمانوں نے نہ صرف یہ کہ اپنی تاریخ کو محفوظ ہی نہیں رکھا بلکہ الٹا اُس کو مسخ کر دیا، یزید جیسے صالح مسلمان اور خلیفۂ عادل کے کردار کو ایسا گھناؤنا کر کے پیش کیا کہ وہ شیطان مجسم نظر آنے لگا۔

یاد رہے یزید کا دور صحابہ و تابعین کا دور ہے۔ اس لئے اس دور کی تاریخ کا ایک ایک واقعہ بسند قلمبند کیا گیا ہے، وہ عام تاریخ کی طرح نہیں کہ جس میں سند کا التزام نہیں ہوتا۔ بلکہ محض وقائع نگاروں کے قلم کی مرہون منت ہوتی ہے۔ طبقاتِ صحابہ و تابعین پر بیسیوں کتابیں لکھی گئی ہیں، سارے علم اسماء الرجال کا دارومدار ان ہی کتب طبقات پر ہے۔ اگر یہی کتابیں بے اعتبار ٹھیریں تو پھر حدیث کی ساری کتابوں کو دریا برد کرنا پڑیگا۔ کیونکہ ان کی صحت و ضعف کا دارومدار ان ہی کتب طبقات پر ہے۔ کہ ان ہی کتب میں راویوں کے احوال مذکور ہیں اگر یہی بے اعتبار قرار پائیں تو پھر یہ کیسے معلوم ہو کہ فلاں شخص صحابی ہے اور فلاں نہیں، اور فلاں تابعی ہے اور فلاں نہیں، اور فلاں سچا اور لائق اعتبار تھا اور فلاں کذاب اور دجال، جب یزید جیسے خلیفہ عادل کا ان کتابوں میں حلیہ بگاڑ کر رکھدیا گیا اور فیصلہ کر دیا گیا کہ "وہ اس کا اہل ہی نہیں کہ اس کی کوئی روایت قبول کی جائے"۔ چنانچہ حدیث کی تمام کتابیں اسکی روایت سے یکسر خالی ہیں اور اگر کہیں ایک آدھ روایت کسی نے درج بھی کی تو علم اسماء الرجال نے یزید کی نا اہلی کا فیصلہ کر کے اس کی روایت کو مردود کر دیا، غرض سارے محدثین نے اس غریب سے بالکلیہ قطع تعلق کر لیا اور نہ صرف محدثین بلکہ حاملین ملت کے تمام طبقوں میں خواہ وہ مفسرین ہوں یا متکلمین، فقہا ہوں یا صوفیہ اس خلیفہ عادل اور صالح مسلمان کو بار نہیں۔ اور یہ تو صرف ایک بیچارے یزید کے ساتھ ہوا

Marfat.com

معلوم نہیں اور اس جیسے کتنے صالحین ہوں گے جو اس ظلم کی چکی میں پس گئے ہوں گے اور ہم ان کو صالحین کی فہرست سے خارج کر کے زمرۂ شیاطین میں شمار کرتے ہوں گے اور جس طرح یزید کا تاریخ اسلام نے حلیہ بگاڑا ہے اور اسے ایک ظالم و سفاک فاسق و فاجر کے روپ میں پیش کیا ہے۔ اسی طرح عین ممکن ہے کہ مسلمانوں کے اسماء الرجال، ان کی تاریخ اور کتب حدیث و طبقات نے کسی شیطان مجسم کو اس کا نقش و نگار ٹھیک کر کے ہمارے سامنے اس کو ولی اللہ کے روپ میں پیش کر دیا ہو یا اسے صحابی، تابعی اور خلیفہ راشد بنا دیا ہو کیونکہ جب یزید کے ساتھ ایسا ظلم و ستم تاریخ کے ہاتھوں ہوا تو پھر دوسروں پر کیوں نہیں ہو سکتا اور یہ مان لینے کے بعد پھر اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلامی تاریخ سے ہاتھ دھو کر خود اسلام کے اثر پر کلام کیا جائے اور اس کی ساری تعلیم کو غیر محفوظ قرار دیا جائے۔ یہی منکرین حدیث کی اصل غرض و غایت اور ملحدین کا اصل منشا ہے۔ کمیونسٹ اس کے ساتھ یہ بھی چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں افتراق اور اشتعال پیدا ہو کر قتل و قتال کا بازار گرم ہو۔ افسوس ہے کہ بعض نادان مولوی جن کو تاریخ کا سرے سے ذوق نہیں ان بے دینوں کی اس سازش کا شکار ہو کر یزید کی حمایت میں سرگرمی دکھا رہے ہیں۔ اور اس طرح گویا خود اپنے پیروں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔

محمود احمد عباسی اس فتنہ کا سربراہ ایک ناخدا ترس اور دین بے زار آدمی تھا۔ جس زمانہ میں وہ چینی سفارت خانہ میں ملازم تھا اس نے اس فتنہ کی داغ بیل ڈالی۔ اور اب رفتہ رفتہ یہ فتنہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اس فتنہ میں مبتلا لوگوں کی جرات یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ وہ آئے دن عباسی کی کتاب "خلافت معاویہ و یزید" سے کچھ شبہات نقل کر کے مولویوں کو استفتاء کی

صورت میں بھیجتے رہتے ہیں چنانچہ یہ بارہ شبہات بھی اس کی کتاب سے نقل کر کے "بشارت مغفرت کے امین حضرت یزید بن معاویہؓ سے متعلق ایک اہم استفتار اور اس کا جواب" کے نام سے ایک کتابچہ کی شکل میں پہلے مجلس عثمان غنی کراچی نے شائع کیے اور بعد کو "انجمن تحفظ ناموس صحابہ لاہور" نے پھر کسی صاحب نے اس کو اپنے ہاتھ سے نقل کر کے "مدرسہ عربیہ علامہ بنوری ٹاؤن" کے دارالافتار میں استفتار کی شکل میں پیش کر دیے اور جواب کے طالب ہوئے۔

حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ان شبہات کا تحقیقی جواب لکھنے کی توفیق بخشی۔ ہماری اس کاوش سے اگر کسی ایک مسلمان کا بھی ذہن ان شبہات کے خس و خاشاک سے پاک ہو گیا تو ہماری دلی مراد بر آئی اور ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوئے کہ

شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

یزید کی شخصیت کے متعلق اس سے زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کہ علمار اہلِ سنت میں اس پر تو اتفاق ہے کہ وہ فاسق و ظالم تھا، البتہ اختلاف ہے تو اس بارے میں ہے کہ اس کو کافر قرار دیا جائے یا نہیں اور اس پر لعنت کرنا روا ہے یا اس سے احتیاط کرنا بہتر ہے۔ اب ایسے شخص کو جنتی بتانا اور اس کی تعریف کے گن گانا ضلالت نہیں تو اور کیا ہے۔

اس اشاعت میں سولہ صفحات کا اضافہ ہے جس میں کراچی کے بعض غیر مقلدین نے یزید کی تائید میں جو فتوی صادر کیا تھا۔ اس کا تفصیلی جواب ہے اور اہلحدیث کے معتمد علماء نے یزید کے بارے میں جو اظہار خیال کیا ہے وہ درج ہے۔ نیز اس امر پر سیر حاصل بحث ہے کہ یزید قطعاً اس لشکر میں شامل نہ تھا جس کے لئے مغفرت کی حدیث نبوی میں بشارت آئی ہے۔ دو جگہ نہایت قیمتی حواشی کا اضافہ ہے۔ اس کی بھی کوشش کی ہے کہ پہلی طباعت میں جو غلطیاں یا خامیاں رہ گئی ہیں ان کو درست کر دیا جائے۔ محمد عبد الرشید نعمانی۔ ۲۰ جمادی الاولی ۱۴۰۸ھ

Marfat.com

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان
۱	تمہید
۲	استفسار کے سوالات عباسی کی کتاب سے منقول ہیں
۳	استفسار
۹	استفسار کا اجمالی جواب
۹	اہل عدل سے محبت رکھنا اور اہل جور سے بغض رکھنا اہل سنت کا شیوہ ہے
۹	حضور علیہ السلام کے اصحاب، ازواج اور ذریت کے بارے میں اچھی رائے رکھنے والا نفاق سے بری ہے۔
۱۰	حضرت فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حضرات حسنین جوانان جنت کے۔
۱۱	یزید سے نفرت کرنا ایمان کا مقتضی ہے
۱۱	یزید کے برے کرتوتوں کی تفصیل شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے قلم سے۔
۱۳	شاہ ولی اللہ صاحب کی تصریح کہ یزید داعی ضلال تھا اور منافق تھا یا فاسق۔
	ناصبیوں کے شبہات کے تفصیلی جوابات۔
۱۴	پہلے شبہ کا تفصیلی جواب۔

Marfat.com

غزوہ قسطنطنیہ میں یزید کی شرکت کی بابت دو حدیثیں	۱۴
مستفتی اگر دوسری حدیث پر غور کرتے تو سرے سے شبہ ہی پیدا نہ ہوتا۔	۱۴
کسی عمل خیر پر بشارت کا یہ مطلب نہیں کہ اس عمل کے بعد ظلم کی کھلی چھٹی ہے۔	۱۵
کسی شخص کا نام لے کر اسے جنتی کہنا اور بات ہے اور کسی عمل خیر پر مغفرت کی بشارت دینا الگ چیز ہے۔	۱۵
یزید کا نام لے کر اس کو جنت کی بشارت نہیں دی گئی۔	۱۵
حافظ ابن کثیر کی تصریح کہ یزید کا اعتقاد مرجیہ کا سا تھا جو ایک گمراہ فرقہ ہے۔	۱۶
شیعان امویہ کا مذہب۔	۱۷
یزید جہاد قسطنطنیہ میں شرکت کے لیے تیار نہ تھا۔	۱۷
یزید کا مجاہدین روم کا مذاق اڑانا	۱۸
حضرت معاویہ کا بالجبر اس کو جہاد پر روانہ کرنا	۱۹
یزید نے زمام خلافت سنبھالتے ہی بحری اور سرمائی جہاد کو ختم کرنے کا حکم دے دیا۔	۲۰
"سیدنا یزید" کے مؤلف کی شرمناک حاشیہ آرائی۔	〃
بالفرض یزید جہاد قسطنطنیہ میں دل سے شریک ہوا تو اس غزوہ تک جو گناہ اس نے کیے تھے ان کی مغفرت کی امید تو کی جا سکتی ہے نہ کہ آئندہ ہونے والے جرائم کی بخشش کی۔	۲۱
شاہ ولی اللہ صاحب کی تصریح اس باب میں	۲۲

Marfat.com

صفحہ

یزید نے بعد کو ایسے کام کیے جو لعنت کے موجب تھے	۲۴
حدیث میں جن چھ افراد کو لعنتی بتایا گیا ہے ان میں یزید شامل تھا۔	۲۵
جہادِ قسطنطنیہ میں شرکت کے بعد یزید کے مظالم کی تفصیل امام ابن حزم کی زبانی۔	۲۶
خلاصہ بحث	۳۲
یزید جیسے فاسق کی سرکردگی میں بھی جہاد ہو سکتا ہے	۳۳
"مدینہ قیصر" سے حدیث میں قسطنطنیہ نہیں بلکہ "حمص" مراد ہے	۳۴
"صحیح بخاری" میں یزید کی مذمت میں حدیثیں	۳۵
پہلی حدیث	"
حضرت ابو ہریرہ کا دورِ یزید سے پناہ مانگنا	۳۷
یزید کی مذمت میں "صحیح بخاری" کی دوسری حدیث	۳۹
امت کی تباہی قریش کے چند بے وقوف لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی۔	۴۰
لونڈوں کی حکومت کی کیفیت	"
شمر کا اطاعت یزید کے سلسلہ میں عذرِ بد	۴۱
امت کو تباہ کرنے والے لونڈوں میں یزید سرِ فہرست ہے	۴۳
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کہ ان لونڈوں سے دور رہا جائے۔	۴۴
صحابہ و تابعین کا اس ہدایت پر عمل۔	"

Marfat.com

صفحہ

مروان کا ان مفسد لونڈوں پر لعنت کرنا ۴۶
یزید کے دور میں صحابہ و تابعین پر مظالم ۴۷
تیسری روایت 〃
یزید کی ولی عہدی کے سلسلے میں مروان کی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی جناب میں گستاخی و افترا پردازی۔ 〃
حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کا مروان کو بر سرِ منبر ٹوکنا۔ ۴۹
حضرت عائشہ کا مروان کو جھوٹا کہنا ۵۱
مروان کی حضرت عائشہ سے سخت کلامی 〃
حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر، حضرت معاویہ و ابوسفیان سے افضل ہیں 〃
حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کا حضرت معاویہ کی رقم کو واپس کر دینا۔ ۵۲
یزید کا گورنر مدینہ کو اس لیے معزول کر دینا کہ اس نے حضرت حسین و حضرت ابن زبیر پر سختی کیوں نہیں کی۔ ۵۳
مروان کا گورنر مدینہ کو مشورہ دینا کہ حضرت حسین و ابن زبیر و ابن عمر اگر بیعت نہ کریں تو ان کو قتل کر دیا جائے۔ ۵۴
حضرت ابوشریح کا گورنر مدینہ کو حرمِ الٰہی پر فوج کشی سے منع کرنا 〃
چوتھی حدیث۔ 〃
یزیدی گورنر کا حضرت ابوشریح کے سامنے اپنی علمیت بگھارنا ۵۷
اس گورنر کے بارے میں امام ابن حزم کا فیصلہ 〃
حضرت ابن زبیر کے خلاف گورنر مدینہ عمرو اشدق کی ہرزہ سرائی

Marfat.com

صفحہ

قابل قبول نہیں ۵۷
حضرت ابن زبیر کے فضائل حضرت ابن عباس کی زبانی ۶۰
حضرت عثمان نے جن حضرات کو کتابتِ قرآن پر مامور کیا ان میں
ابن زبیر بھی ہیں۔ ۶۱
حضرت ابن زبیر کے فضائل احادیث کی روشنی میں ۶۲
یزیدی گورنر عمرو اشدق کی مذمت حدیث میں ۶۵
کربلاء کے دن بنی امیہ نے اپنے دین کو ذبح کر کے رکھ دیا ۶۶
پانچویں حدیث "
قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس ولحاظ "
ابن زیاد بدنہاد کی حضرت حسین کے سر اقدس کے ساتھ گستاخی ۶۹
یزید کی شقاوت ۷۲
ابن زیاد بدنہاد کا صحابہ کے ساتھ گستاخانہ طرز عمل ۷۳
حضرت معقل بن یسار کا اس کو نصیحت فرمانا۔ "
ابن زیاد کی حضرت عبد اللہ بن مغفل کے ساتھ گستاخی ۷۶
ابن زیاد کی حضرت عائذ بن عمرو کے ساتھ بدتمیزی ۷۷
ابن زیاد کا حضرت ابو برزہ کا مذاق اڑانا ۷۸
ابن زیاد بدنہاد تھا ۸۱
یزید کی مدینہ نبوی پر فوج کشی ۸۳
واقعہ حرہ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
پیشین گوئی۔ چھٹی حدیث۔ "

Marfat.com

صفحہ

حرہ کے مظالم کی تفصیل ٨٥

حرم مکہ کا محاصرہ اور اس پر گولہ باری ٨٩

یزید کا انجام بد 〃

خود فیصلہ کیجئے ٩١

امام سیوطی اور علامہ تفتازانی کا یزید پر لعنت کرنا۔ ٩٢

ناصبیوں کا یہ عقیدہ کہ خلفاء حساب و عذاب سے بری ہیں۔ ٩٣

دوسرا شبہ اور اس کا جواب

صحابہ یزید کے درباری نہ تھے۔ ٩٧

یہ رافضیوں کی طرح کا شبہ ہے ٩٩

کیا یزید کے ظلم و ستم میں کبھی کوئی صحابی شریک ہوا ہے؟ ١٠١

تیسرا شبہ

یزید کی برائت کے بارے میں محمد بن حنفیہ کی روایت
قابل اعتماد نہیں ہے۔ ١٠٦

"منتقی" کا غلط حوالہ 〃

یہ جاہل کردوں کا عقیدہ ہے کہ یزید خلیفۂ راشد تھا 〃

خلافت نبوت جیسا کہ حدیث میں تصریح ہے تیس برس
رہی پھر ملوکیت آگئی۔ 〃

ائمہ مسلمین میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہیں کہ یزید عادل تھا
اور حق تعالیٰ کا مطیع۔ ١٠٧

حافظ ابن کثیر کی تصریحات یزید کے فسق کے بارے میں ١٠٨

Marfat.com

صفحہ

محمد بن حنفیہ کی طرف منسوب اس افسانہ کا ذکر دوسری کتابوں میں نہیں ملتا ۱۱۰
فن رجال کا متفقہ فیصلہ "یزید اس کا اہل نہیں کہ اس کی کوئی روایت لی جائے"۔ ۱۱۰

چوتھا شبہ

کیا حضرت ابن عباس نے یزید کو اپنے خاندان کا نیک فرد بتلایا تھا؟ ۱۱۲
اغانی کی روایت میں یہ بات مذکور نہیں۔ "
"الامامہ والسیاسیہ" قابل استناد کتاب نہیں ۱۱۳
"بلاذری" کی سند صحیح نہیں۔ ۱۱۴
بالفرض یہ روایت صحیح ہو تو حضرت ابن عباس کی آخری رائے کا اعتبار ہوگا۔ "
یزید اور حضرت ابن عباس کی خط و کتابت ۱۱۵
یزید کا خط حضرت ابن عباس کے نام "
حضرت ابن عباس کا سرزنش نامہ یزید کے نام ۱۱۷

پانچواں شبہ اور اس کا جواب

قاضی ابن العربی کی رائے غزالی کے بارے میں ۱۲۲
قاضی ابن العربی کا فتویٰ کہ حسین کا قتل جائز تھا ۱۲۳
قاضی ابوبکر ابن العربی ناصبی ہیں ۱۲۴
کتاب الزہد میں جس یزید کا ذکر ہے وہ یزید اموی نہیں بلکہ

Marfat.com

صفحہ

اس نام کے دوسرے بزرگ ہیں۔ ۲۶
ناصبیوں کا امام ابن جریر کو رافضی بتانا محض جھوٹ ہے ۲۷
مطبوعہ کتاب "الزہد" اصل نہیں اس کا انتخاب ہے ۲۸
یزید کے بارے میں امام احمد کی تصریح کہ اس سے کوئی روایت
نہ کی جائے۔ "
حافظ ابن حجر کی "لسان المیزان" سے یزید کا مکمل ترجمہ ۳۰
امام احمد کی تصریح کہ یزید ملعون ہے۔ ۳۶
قاضی ابوبکر بن العربی کی ہجو۔ ۳۹

چھٹا شبہ اور اس کا جواب

یزید کے جرائم کی فہرست طویل ہے ۴۲
غزالی کے فتویٰ کی تنقیح "
حضرت حسین کا میدان کربلا میں آخری خطبہ ۴۵
امام کیاہراسی کا فتویٰ کہ یزید ملعون ہے ۴۷
حافظ ابن الوزیر یمانی نے غزالی کے فتویٰ کا تفصیلی رد لکھا ہے ۴۹
یزید پر لعنت کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تحقیق "
یزید پر لعنت کے بارے میں علماء کے اختلاف کی بابت
شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحقیق ۵۳
یزید پر جب لوگوں نے پھٹکار کی تو اس نے اظہار ندامت کیا ۵۵
یزید پر لعنت کے بارے میں شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ ۵۶
بعض علماء یزید پر لعنت اس لیے نہیں کرتے کہ کہیں اس کے

Marfat.com

گناہوں کا بوجھ کم نہ ہو جائے۔ ۱۵۸
بعض حضرات کے پیش نظر اس سلسلہ میں یہ مصلحت ہے کہ لعنت کا سلسلہ آگے نہ بڑھے۔ ۱۵۹
یزید پر لعن کے بارے میں امام احمد کی تصریح ۱۶۰
یزید پر لعنت کے بارے میں امام اعظم اور دوسرے ائمہ حنفیہ کی تصریحات ۱۶۱
امام ابوبکر جصاص کا فتویٰ ″
ائمہ بخاری کا فتویٰ ″
امام کردری کا فتویٰ ۱۶۲
"خلاصۃ الفتاویٰ" اور "فتاویٰ بزازیہ" کا شمار فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں ہے۔ ″
لعن کے بارے میں "کتاب العالم والمتعلم" کی عبارت ۱۶۴
مسلمان پر لعنت کرنے کا مطلب ۱۶۵
ساتویں اور آٹھویں شبہے
یزید نے حضرت عبداللہ بن جعفر کی بیٹی اور حضرت عمر کی پوتی سے نکاح کیا تھا۔ ۱۶۶
ان شبہوں کا منشا کیا ہے ۱۶۶
نواں شبہ
حضرت زین العابدین کی یزید سے بیعت اور اس کے حق میں دعائے خیر کرنا۔ ۱۶۷
اس شبہ کا جواب

صفحہ

طبقات ابن سعد" اور بلاذری کا غلط حوالہ ١٦٨

یزید کے کمانڈر کی حضرت زین العابدین کے ساتھ بدتمیزی "

اہل شام کا حضرت زین العابدین کو ستانا۔ ١٧٠

اہل بیت کی حق تلفی ١٧١

دسواں شبہ

سادات کی رشتہ داریاں امویوں سے ١٧٣

اس شبہ کا جواب

واقعۂ کربلاء کے بعد بنی فاطمہ اور یزید کی اولاد میں کوئی رشتۂ مناکحت قائم نہیں ہوا۔ "

عبدالملک کا یزید کے زوال سے عبرت پکڑنا "

گیارھواں شبہ

شریر النفس لوگوں نے حضرت حسین کو یزید کے خلاف خروج پر آمادہ کیا۔ اور جب آپ نے جان لیا کہ تمام امت یزید کی بیعت پر متفق ہے تو آپ اپنے ارادے سے دست بردار ہو گئے۔ ١٧٤

اس شبہ کا جواب

سائل کی لغو بیانی و دروغ گوئی۔ ١٧٥

حضرت فاروق اعظم کی شہادت میں کسی کوفی کا ہاتھ نہ تھا "

بقیہ غلط باتوں کی تفصیل ١٧٦

حضرت حسین کا اقدام محض للّٰہ فی اللّٰہ بغرض اعلاء کلمۃ اللّٰہ تھا "

Marfat.com

صفحہ

جن حضرات نے یزید و حجاج کے خلاف اقدام کیا ان سے
جنگ کرنا ناجائز تھا ۱۷۷
حر بن یزید اور اس کے عمال نے حضرت حسین کو
چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ ۱۷۸
جن حضرات نے بھی حضرت حسین کو کوفہ جانے سے روکا
بربنائے شفقت روکا 〃
کوفہ کے سب لوگ غدار نہ تھے ۱۷۹
کوفہ کی گورنری پر ابن زیاد کا تقرر اور حضرت حسین کی شہادت 〃
حضرت حسین کے سر مبارک کے ساتھ ابن زیاد کی گستاخی ۱۸۰
عمر بن سعد کا حشر ۱۸۲
ابن زیاد کے سر کا عبرت ناک انجام 〃
یزید کا دنیا سے ناکام و نامراد جانا ۱۸۳
یزید کی نسل کا منقطع ہو جانا۔ ۱۸۴
یہ صحیح نہیں کہ اخیر وقت میں حضرت حسین، یزید کی بیعت ۱۸۵
پر راضی ہو گئے تھے
اس روایت پر درایت کے اعتبار سے تفصیلی بحث 〃
حضرت حسین کا شمار نجبار صحابہ میں ہے ۱۸۷
اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت علی اور حضرت حسین
اپنی تمام جنگوں میں حق پر تھے۔ ۱۸۸
حضرت حسین اگر یزید کی بیعت پر راضی تھے تو پھر بیعت کیوں نہ کی؟ ۱۸۹

Marfat.com

صفحہ

اس روایت کے برخلاف عقبہ بن سمعان کی روایت بھی
۱۹۰ موجود ہے۔
۱۹۱ خضری کی تحقیق اس باب میں

بارہواں شبہ

حضرت حسین کی اجتہادی غلطی جس کا اصل سبب سبائی کوفیوں
۱۹۲ کے جھوٹے دعاوی پر اعتماد تھا۔

اس شبہ کا جواب

بقول مستفتی جب حضرت حسین نے اپنے موقف سے رجوع
" کر لیا تھا تو پھر ان کو شہید کرنے کا کیا جواز تھا۔
" سبائی کون تھے!
یہ افترا ہے کہ حضرت حسین کے ساتھی کوفی سبائیوں نے لڑائی
۹۴ میں پہل کر کے صلح نہ ہونے دی
۹۵ صحابہ کی بھاری اکثریت حضرت حسین کے موقف کی حامی تھی
۹۶ صحابی رسول کا معرکہ کربلا میں شہید ہونا
" احادیث کی رد سے حضرت حسین کے موقف کی صحت
۹ اہل بیت سے جنگ کرنا باجماع امت مذموم ہے
" یزید کے بارے میں خود اس کے بیٹے کی شہادت
۱ یزید کے بارے میں ابن زیاد کی شہادت
یزید کا فسق اہل سنت کے نزدیک متفق علیہ ہے
شہادت حسین پر حضور علیہ السلام کا قلق

Marfat.com

صفحہ

شہادت حسین کے بارے میں ابن تیمیہ کا بیان ۲۰۷
حضرت حسین سے حضور علیہ السلام کا محبت فرمانا اور خلفاء ثلاثہ
کا ان کا اکرام کرنا۔ ۲۰۸
مفتی محمد شفیع صاحب کی طرف فتوٰی کا انتساب مشکوک ہے ۲۰۹
یزید کے بارے میں مفتی صاحب کے اکابر کی تصریحات ۲۱۰
لعن یزید کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی کی تصریحات ۲۱۰
بحر العلوم کی تصریح یزید کے بارے میں ۲۱۲
سید احمد شہید کی تصریح یزید کے بارے میں ″
مولانا تھانوی کا فتوی ۲۱۳
غیر مقلد مفتیوں کے فتوی کی تنقیح ۲۱۳
نواب صدیق حسن خاں کا فیصلہ یزید کے بارے میں ۲۱۴
علامہ مقبلی کی رائے ۲۱۷
یزید کی طہارت و مغفرت کی بحث ۲۲۰
یزید کا جزیرہ رودس اور جزیرہ ارداد سے مجاہدین کو واپس بلوانا ۲۲۱
"مدینۃ قیصر" سے کیا مراد ہے ۲۲۲
حدیث مدینۃ قیصر کا مصداق سلطان محمد فاتح ۲۲۲
یزید قسطنطنیہ کی پہلی مہم میں شریک نہ تھا ۲۲۳
یزید کا عقیدہ اور عمل دونوں خراب تھے ۲۲۸
حافظ ابن تیمیہ کا فتوٰی یزید سے محبت رکھنے کے بارے میں ۲۲۹
روافض و نواصب دونوں راہ ہدایت سے دور ہیں۔ ″
اہل سنت کے لئے لمحہ فکریہ ۲۳۲

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

الحمد للہ رب العالمین، والعاقبۃ للمتقین، ولا عدوان الا علی الظا

والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وص

اجمعین، امابعد :- ناصبیت کا شجرہ خبیثہ جس کا بیج محمود احمد عباسی نے "خلاف

معاویہ ویزید" لکھ کر بویا تھا۔ اب برگ و بار لا رہا ہے اور اس فتنہ سے متاثر لوگو

جرأت کا یہ عالم ہے کہ خود پیش دستی کر کے اہل علم کو چھیڑتے ہیں۔ ہماری نئی نسل

لوگ تاریخ کے اسکالر کہلاتے ہیں۔ عربی نہ جاننے کے سبب چونکہ انکی رسائی اصل ما

مراجع تک نہیں۔ اس لئے سب سے پہلے اس فتنے سے ہی متاثر ہوئے۔ عربی

کے طلبأ و اساتذہ کی اکثریت بھی علم تاریخ سے ناآشنا ہے۔ اس لئے ان کی خا

تعداد بھی اس فتنہ کا شکار ہو گئی اور اب کیفیت یہ ہے کہ عوام تو کیا بہت سے

بھی اس فتنہ کے داعی بن چکے ہیں۔

ماہ جمادی الثانیہ ۱۴۰۱ھ ہجری میں مولانا مفتی ولی حسن خانصاحب ٹو

نے ہمیں یہ استفتاء دیکر فرمایا کہ اس کا مفصل جواب آپ تحریر کر دیجیے۔ چنانچہ

کے فرمانے کے مطابق بعجلت ممکنہ اس کا جواب قلم بند کر دیا گیا۔

چونکہ استفتاء میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کے بھی

فتویٰ کے متعلق دریافت کیا گیا تھا۔ اس لئے ہم نے سائل کو لکھا تھا کہ وہ فتویٰ ہم

دیا جائے۔ اس کے تقریباً ایک ماہ بعد ایک مطبوعہ پمفلٹ آٹھ صفحات پر مشتمل "

یزید بن معاویہؓ سے متعلق ایک اہم استفتاء اور اس کا جواب"، نامی ہمیں موص

Marfat.com

پمفلٹ پہلے "مجلس عثمان غنی کراچی ۳۱" سے شائع ہوا تھا۔ اور اب "انجمن تحفظ ناموسِ صحابہ لاہور" سے شائع ہوا ہے۔ ہمارے پاس موصول شدہ قلمی استفتاء اور مطبوعہ پمفلٹ کا مضمون واحد ہے۔ البتہ سوالات میں بعض جگہ تقدیم و تاخیر ہوگئی ہے۔ اور کہیں کہیں الفاظ میں معمولی تبدیلی بھی ہے مطبوعہ پمفلٹ میں مولوی محمد صابر، نائب مفتی دار العلوم کراچی نمبر ۱۱ لانڈھی کے نام سے ان بارہ سوالات کے جواب میں کل یہ چند سطور درج ہیں۔

"امیر یزید مؤمن تھے۔ اور از رُوئے حدیث بخاری شریف "مغفور لہم" میں داخل ہیں۔ ان کو کافر کہنا اور لعن وطعن کرنا ہر گز جائز نہیں۔ کسی مسلمان کو بلا دلیل شرعی کافر کہنے سے کہنے والے پر کفر لوٹتا ہے۔ اس سے سخت احتیاط کرنی چاہیئے۔ ایسے نظریات رکھنے والے امام کے پیچھے بلاشبہ نماز جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

اور پھر مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کے نام سے "الجواب صحیح" کے الفاظ درج ہیں۔

پہلے قلمی استفتاء کی پوری عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ اور اس کے بعد تفصیل نمبروار ہر سوال کا جواب پڑھتے جائیے۔ واللہ الہادی

محمد عبد الرشید نعمانی۔ ۶ صفر ۱۴۰۲ھ شب جمعہ

اشاعت بار دوم ۱۰۰۰
تاریخ طباعت جمادی الثانیہ ۱۴۰۳ھ
مطبع احمد برادر پرنٹرس۔ ناظم آباد کراچی ۱۸
قیمت ۱۵ پندرہ روپے
مکتبہ اہل سنت وجماعت ۳۸۶۔ قاسم آباد۔ لیاقت آباد، کراچی (پاکستان)

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص مندرجہ ذیل حقائق پر مبنی نظریات رکھتا ہے۔

اوّل:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ مدینۃ الروم قسطنطنیہ پر جہاد کرنیوالے لشکر کے لئے مغفرت ہے اور امیر یزید مرحوم اس لشکر کے کمانڈر تھے۔ لہٰذا اس مغفرت میں وہ بھی شریک ہیں۔

(الف) قال النبیُ صلی اللہ علیہ وسلم اَوّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ مدینۃ قیصر مغفور لھُمْ۔ (بخاری شریف جلد ۱۔ ص ۴۱۰)

(ب) قال محمود بن الربیع فحدثتھا قومًا فیھم ابُو اَیُّوب الانصاری صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ الّتی توفّی فیھا ویزید بن مُعاوِیہ عَلَیھِمْ بِاَرْضِ الرُّوم (بخاری شریف، ج ۱، ص ۱۵۸۔)

دوم:۔ بہت سے صحابہ کرام نے امیر یزید مرحوم سے بیعت خلافت کی۔ اور اس پر قائم رہے منجملہ اُن کے (۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ۔ (۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ (۳) حضرت عبداللہ بن جعفر رضؓ۔ (۴) حضرت نعمان بن بشیر۔ (۵) حضرت جابر بن عبداللہ۔ (۶) وغیرہم۔ اگر امیر یزید کافر یا فاسق و فاجر اور شرابی و زانی اور دشمن دین ہوتے۔ تو یہ حضرات صحابہ کرام رضؓ اُن کے ہاتھ پر ہرگز بیعت نہ فرماتے۔ اگر یہ بات نہ مانی جائے۔ تو ان صحابہؓ پر کفر و فسق نوازی اور فجور و بددینی کی سرپرستی و تعاون کا بڑا بھاری الزام آئیگا۔ اور یہ سراسر قرآن کریم کے بیان کردہ اس وصف کے خلاف ہے۔ جو جماعت صحابہ سے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ

Marfat.com

الفسوق والعصیان۔ اُولٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ (سورہ حجرات، پارہ ۲۶)

ج) سیدنا عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے امیر یزید کے ہاتھ پر اللہ اور اس کے رسول کی بیعت کی ہے۔ اِنا قد بایعناھذا الرجل علی بیع اللہ ورسولہ۔

(بخاری شریف، جلد ۲، صفحہ ۱۰۵۲)

سوم: حضرت محمد بن حنفیہ یعنی محمد بن علی نے نہ صرف امیر موصوف کی بیعت کی۔ بلکہ اُن پر عائد کردہ الزامات شراب نوشی، ترکِ نماز، حدودِ الٰہی سے تجاوز کرنا وغیرہ الزامات کی پرزور تردید فرمائی۔ کہ میں خود امیر یزید کے پاس رہا ہوں۔ لیکن میں نے ہمیشہ انہیں پابند نماز اور سنّت رسول پر مضبوطی سے کاربند بھلائی اور مسائل فقہ کا جویاں پایا۔

): وَقَدْ حَضَرْتُهٗ وَاَقَمْتُ عِنْدَهٗ فَرَاَيْتُهٗ مُوَاظِبًا عَلَى الصَّلٰوةِ متحرّیا للخیر یسأل عن الفقۃ ملازما للسّنۃ (البدایہ والنہایہ ج ۸ صفحہ ۲۳۳۔ بحوالہ منتقی، صفحہ ۲۸۱) بلکہ آپ نے الزام لگانے والوں سے بحث ومناظرہ کیا۔

م قدم ... محمد بن الحنفیۃ فی ذالك فامتنع من ذٰلك اشدّ الامتناع وناظرھم فی یزید وردّ علیھم ما اتھموہ من شرب الخمر وترکہ بعض الصلوات (البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۲۱۸)۔

چہارم: سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کو جب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر ملی۔ اہل توان کے لئے دعا کی۔ اور پھر امیر یزید کو آپ کے خاندان کا نیک فرد قرار دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی امیر یزید کی بیعت واطاعت کا حکم فرمایا۔ اور خود بھی بیعت میں داخل ہو گئے

۔ وان ابنہ یزید لمن صالحی اھلہ فالزموا مجالسکم واعطوا طاعتکم وبیعتکم فمضٰی فبایع (بلاذری الامامۃ والسیاسہ، جلد ا صفحہ ۲۰۳)

پنجم۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد قاضی ابوبکر بن عربی رح فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نے کتاب الزُّھد،، میں امیر یزید مرحوم و مغفور کا ذکر زُہاد صحابہ کے بعد اور تابعین سے
پہلے اس زُمرے میں بیان فرمایا ہے۔ جن کے وعظ و فرمان سے ہدایت حاصل کیجاتی ہے
اور امیر یزید کے خطبے کے چند جملے بھی نقل کیے ہیں۔ اور ساتھ ہی اُن لوگوں کو شرم دلائی ہے
جو آپ پر شراب نوشی اور فسق و فجور وغیرہ کا اتہام لگاتے ہیں۔

(ن) وھٰذا یدُلّ علیٰ عظیم منزلتہٗ عندہٗ حتیٰ یدخلہٗ فی جملۃ الزّھاد من
بعد الصحابۃ والتابعین یقتدی بقولھم ویرعوی من وعظھم نعم
وما أدخلہ الا فی جملۃ الصحابۃ قبل أن یخرج الیٰ ذکر التابعین فأین ھذا
من ذکر المؤرخین لہ فی الخمر وانواع الفجور الا یستحیُون (العواصم من القواصم
صفحہ ۲۳۳)

ششم :- حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ امیر یزید نے نہ تو سید حسین رضی
کے قتل کا حکم دیا۔ اور نہ ہی اس پر رضامند تھے۔ جو شخص اُن پر الزام لگائے۔ وہ حد درجہ
ابلہ اور احمق ہے۔ نیز فرماتے ہیں۔ کہ امیر یزید پر رحمۃ اللہ علیہ کہنا صرف جائز نہیں۔ بلکہ
مُستحب ہے۔ اور چونکہ مؤمن تھے۔ اس لئے ہر نماز میں مؤمنین کی مغفرت والی دعا میں شامل ہیں

(ح) واما الترحم علیہ فجائز بل ھو مستحب بل ھو داخل فی قولنا
فی کل صلوٰۃ اللھم اغفر للمؤمنین والمؤمنات فإنّہ کان مؤمنا واللہ
اعلم کتبہ الغزالی (تاریخ ابن خلقان۔ جلد ا صفحہ ۴۶۵۔)

ہفتم :- امیر یزید سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی حضرت عبد اللہ بن جعفر
طیار کے داماد ہیں۔ کیونکہ سیدہ ام محمد بنت عبد اللہ بن جعفر اُن کے نکاح میں تھیں۔ اس
رشتے سے آپ سیدنا حسین رضی کے بھتیجے داماد ہوتے ہیں۔ "جمہرۃ الانساب" ابن حزم۔
ہشتم :- سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پوتی سیدہ اُم مسکین بنت عاصم بھی امیر موصوف

Marfat.com

کے حبالہ عقد میں تھیں۔ اس رشتہ سے آپ خلیفہ دوم کے پوت داماد ہوتے ہیں۔ انساب الاشراف، کتاب المعارف۔

نہم ۔ سیدنا علی بن حسین المعروف بہ زین العابدین کربلا کے واقعہ میں موجود تھے۔ وہاں سے دمشق گئے۔ اور امیر یزید کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور زندگی بھر اس پر قائم رہے۔ بلکہ واقعہ کربلا سے تین برس بعد واقعہ حرّہ کے موقع پر امیر یزید کا حسن سلوک دیکھ کر اُن کے حق میں ان الفاظ میں دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین یزید کو اپنی رحمت سے ڈھانکے۔ (بلاذری، طبقات ابن سعد)

دہم ۔ واقعہ کربلا کے بعد علوی سادات کی رشتہ داریاں اموی سادات میں ہوتی رہیں اور انکی اُن میں جس کے ثبوت سے کتب تواریخ و انساب پر ہیں۔

یازدہم ۔ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضؓ کی وفات کے بعد کوفہ کے ان شریر النفس لوگوں نے سیدنا حسین رضؓ کو امیر یزید کے خلاف خروج پر آمادہ کیا جن کے نامبارک عزائم و مقاصد کبھی سیدنا فاروق اعظم رضؓ اور سیدنا عثمان غنی رضؓ کی شہادت کی شکل میں نمودار ہوئے۔ اور کبھی جنگ جمل اور صفین کی ہلاکت سامانیوں کی شکل میں ظاہر ہوئے۔ حتیٰ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضؓ کی شہادت اور حضرت حسن رضؓ کی توہین و تحقیر سے بھی انہیں کے نامۂ اعمال سیاہ اور دامن داغدار ہیں۔ اور جب سیدنا حسین رضؓ کو تقریباً چار ماہ کی مسلسل کوشش بصورت خطوط و وفود کی بھرمار سے یہ باور کرادیا کہ امیر یزید اُمت کے متفق علیہ خلیفہ نہیں۔ بلکہ ملت کی متعدبہ جماعت ان کی خلافت سے مطمئن نہیں۔ تو اب سیدنا حسین رضؓ نے کوفہ کا ارادہ فرمایا۔

(۱) سیدنا عبداللہ بن عباس (۲) عبداللہ بن عمر (۳) عبداللہ بن جعفر (۴) جابر بن عبداللہ (۵) ابوواقد اللیثی، (۶) محمد بن الحنفیۃ وغیرہم حضرات نے حضرت حسین رضؓ کو اس ارادہ سے منع فرمایا۔ کہ وہ ایسا ہرگز نہ کریں۔ اور اپنے والد اور بھائی کے ساتھ دھوکہ بازی کرنیوالے کوفیوں

Marfat.com

کی بات مان کر امت میں افتراق و انتشار کی راہ نہ کھولیں۔ اور اپنے آپ کو اس ہلاکت انگیز اقدام سے باز رکھیں۔ لیکن افسوس کہ آپ نے کسی کی نہ مانی۔ اور کوفیوں کے خطوط اور وفود اور انکی طلب پر کوفہ روانہ ہو گئے۔ جب آپ کوفہ کے قریب پہنچے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ان مدعیان وفاداری نے وہی کچھ کیا۔ جو مذکورہ حضرات نے ماضی کی تاریخ کے پیش نظر آپ کو روکتے ہوئے کہا تھا۔ جب آپ نے جان لیا۔ کہ امیر المؤمنین یزید کی بیعت پر تمام اُمت و ملت متفق ہے جس کے فیصلے و عمل کا استخفاف ممکن نہیں۔ تو آپ اپنے ارادے سے دست بردار ہو گئے اور پہلے مؤقف سے رجوع فرما کر فوج افسر عمر بن سعد کے ذریعہ گورنر کوفہ کے سامنے تین شرطیں پیش فرمائیں۔

اوّل :- مجھے واپس جانے دیا جائے۔

دوم :- اسلامی سرحد پر جہاد کے لئے بھیج دیا جائے۔

سوم :- یا پھر مجھے دمشق بھیجدیا جائے۔ تاکہ میں اپنے ابن عم (چچازاد بھائی امیر یزید) کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر معاملہ کو اس طرح طے کر لوں۔ جس طرح میرے بھائی حسن رض نے حضرت امیر معاویہ کے ساتھ کیا تھا۔ فاضع یدی فی یدہ۔ (تاریخ طبری، ج ۶، ص ۲۳۵، البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۷۵، ابن اثیر، ج ۴، ص ۲۴، الاصابہ لابن حجر۔ ص ۱۷، تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۱۰۴، راس الحسین لابن تیمیہ ص ۲۰ وغیرہ)

دوازدہم :- سیدنا حسین رض کے اس خروج کو بغاوت کا نام دینا مناسب نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک اجتہادی سیاسی خطا تھی۔ جس کا صدور ہر بڑے سے بڑے شخص سے ہو سکتا ہے۔ اور اس کا اصل سبب صرف سبائی کوفیوں کی دھوکہ دہی اور اُن کے جھوٹے دعاوی پر اعتماد تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ سوائے آپ کے خاندان کے چند نفوس کے کسی صحابی نے اس خروج میں آپ کا ساتھ نہ دیا۔ حالانکہ اس وقت ہر شہر میں خاصی تعداد اصحاب کرام کی موجود تھی اور

Marfat.com

س لئے سیدنا حضرت حسین رضؓ نے حقیقت کھلنے پر امیر یزید کی بیعت خلافت کا اعلان فرماکر وابستگی اختیار فرمائی۔ اب یہ کوفی سبائیوں کی سوچی سمجھی اسکیم تھی۔ کہ لڑائی میں پہل کر کے صلح کو رانہ ہونے دیا۔ اور امت کو اس عظیم سانحہ اور مصیبت میں مبتلا کر دیا۔ اب قیامت تک ایدہی اس سے چھٹکارا مل سکے۔ الحاصل ان تمام امور کو دیکھتے ہوئے۔ امیر یزید حوم پر لعن وطعن کرنا۔ یا اُن کی تکفیر وتفسیق کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ اور نہ ہی انہیں قعہ کربلا کا ذمہ دار ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ بلکہ اس عظیم سانحہ جانکاہ کی واحد ذمہ دار کوفہ کی وہ سبائی ئی ہے۔ جن پر سیدنا حضرت حسین رضؓ نے مشفقین اور محبین کے خیر خواہانہ مشورے ور کر اعتماد کیا۔ اب

ال :- یہ ہے۔ کہ یہ باتیں کہاں تک درست یا غیر درست ہیں قطع نظر غیر مستند تاریخی ایات کے کیا یہ مذکورہ امور بالا اپنی جگہ ناقابل انکار حقائق ہیں یا نہ

ال :- ایسے نظریات رکھنے والے شخص کی تکفیر یا تفسیق و تضلیل جائز ہے۔ یا نہ

ال :- اگر کوئی شخص ان اُمور کو اسلاف کرام پر زبان دراز کئے بغیر درست مانتا ہو۔ س کی امامت درست ہے یا نہیں۔

ال :- معلوم ہوا ہے۔ اسی استفتاء کا جواب مذکورہ بالا امور کی تائید میں ۱۴ محرم الحرام ۱۳ھ میں دار العلوم کراچی سے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب (مرحوم) کی ماتحتی میں جاچکا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے۔ بیّنوا بالدلائل القطعیہ وتوجروا بالاجر العظیم

فقط والسلام

ابوالارشد محمد اسمٰعیل جاروی۔ خطیب جامع مسجد مدینہ طیبہ

سیکٹر بی۔ ۱۵ کورنگی نمبر ۶، کراچی۔

۱۴ صفر المظفر ۱۴۰۰ ہجری، ۲۳ دسمبر ۱۹۸۰ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد:۔

استفتاء کا اجمالی جواب

اہل عدل سے محبت اور اہل جور سے بغض اہلسنت کا طریقہ ہے۔

امام طحاوی نے فقہاء ملت امام ابو حنیفہ رح امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے عقائد کو ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے۔ جو "العقائد الطحاویہ" کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ بہت سے علماء نے اس کی شرحیں لکھی ہیں۔ یہ رسالہ مصر اور ہندوستان میں بارہا طبع ہو چکا ہے۔ اور ہر جگہ دستیاب ہے۔ اور مملکت سعودیہ میں داخل درس بھی ہے۔ اس میں ان حضرات ائمہ کا یہ عقیدہ لکھا ہے۔

ونحبّ أهل العدل والامانة ونبغض اهل الجور والخيانة	اور ہم اہلِ عدل و امانت سے محبت کرتے ہیں۔ اور اہلِ جور و خیانت سے بغض رکھتے ہیں۔

(ص ۶ طبع دیوبند)

یہ وہی عقیدہ ہے۔ جس کے بارے میں حدیث پاک میں تصریح ہے

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَ أَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَد استكمل الايمان	جس نے اللہ کے لئے محبت رکھی اور اللہ ہی کے لئے بغض رکھا۔ اور اللہ ہی کے لئے دیا۔ اور اللہ ہی کے لئے نہ دیا۔ اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔

(مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۱۴)

اسی ہدایت کے مطابق "عقیدہ طحاویہ" میں یہ بھی مصرح ہے۔ کہ

ومَن احسن القول فی اصحٰب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وازواجہ	جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، آپؐ کی ازواج، اور آپؐ کی ذرّیات کے بارے میں اچھی رائے رکھے

Marfat.com

وَذُرِّيَاتِهٖ فَقَدْ بَرِئَ مِنَ النِّفَاقِ - ص ۸

وہ نفاق سے بری ہے

اجمالی جواب اب سائل نے حضرت حسین اور یزید کے مابین محاکمہ کر کے جو بارہ سوالات قائم کیئے ہیں۔ اور پھر ان کو حقائق کا نام دے کر یہ پوچھا ہے "کہ امیر یزید پر لعن وطعن کرنا درست ہے یا نہیں۔"

اس کے بارے میں اجمالی جواب تو یہ ہے۔ کہ حضرت حسین رض اور جملہ اہل بیت نبوی سے محبت رکھنا۔ اور ان کی تعظیم وتکریم کرنا تقاضائے ایمانی ہے۔ چنانچہ علامہ شیخ اجل عبد الحق محدث دہلوی رح "تکمیل الایمان" میں جو عقائد پر اُن کی مشہور تصنیف ہے۔ فرماتے ہیں۔

وفاطمة سيدة نساء أهل الجنة والحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة

اور حضرت فاطمہ رض جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ اور حضرت حسن رض اور حضرت حسین رض جوانان جنت کے سردار ہیں

ما ایں مسئلہ را علیحدہ در عقائد ذکر کردہ ایم از جہت قطعیت وے بر رغم ایں نادانان کہ قطعیت بشارت را مخصوص بعشرہ مبشرہ دارند و ہمچناں کہ علماء بر رغم رفضہ اہتمام بشان عشرہ کردہ بہ تخصیص ذکر کردہ اند۔ اگر بر رغم ناصبیہ اہتمام بذکر ایں سر تن پاک و ذکر فضائل

ہم نے اس مسئلہ کو اس کے قطعی ہونے کی بناء پر مستقل طور سے عقائد میں ذکر کیا ہے۔ ان نادانوں کے علی الرغم کہ جو صرف عشرہ مبشرہ ہی کے بارے میں جنتی ہونے کی بشارت کو قطعی سمجھتے ہیں۔ اور جس طرح کہ علماء نے روافض کے علی الرغم عشرہ مبشرہ کے اہتمام شان کے پیش نظر بالتخصیص ان کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح اگر نواصب کے

Marfat.com

اہل بیت نبوت کنند نیز مناسب باشد۔ (ص ۶۶، ۶۷ طبع مجتبائی دہلی)

"علی الرغم ان تینوں حضرات کے بھی ذکر کا اہتمام ہو۔ اور اہل بیت نبوت کے فضائل بھی ذکر کریں تو یہ بھی مناسب ہوگا۔

حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "التفہیمات الالٰہیہ"، میں عقائد اہل سنّت والجماعت پر ایک چھوٹا سا رسالہ قلمبند فرمایا ہے جس میں وُہ فرماتے ہیں۔

ونشهد بالجنة والخير للعشرة المبشرة وفاطمة وخديجة وعائشة والحسن والحسين رضى الله عنهم ونوقرهم ونعترف بعظم محلهم فى الاسلام (ج ۱، ص ۱۴۸)

اور ہم جنّت اور خیر کی شہادت دیتے ہیں۔ حضرات عشرہ مبشرہ اور حضرت فاطمہ اور حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے حق میں۔ اور ان کی توقیر کرتے ہیں اور اسلام میں جو ان حضرات کا بلند مرتبہ ہے۔ اس کا اعتراف کرتے ہیں۔

اور یزید سے محبّت نہ رکھنا۔ اور اس کے بُرے اعمال سے نفرت کرنا۔ یہ بھی ایمان ہی کا مقتضیٰ ہے اور اہل سنّت کا اسی پر عملدرآمد ہے۔ چنانچہ شیخ عبدُالحق محدث دہلوی رحمۃُ اللہ علیہ "تکمیل الایمان"، میں یزید کے بارے میں فرماتے ہیں۔

و بالجملہ وے مبغوض ترین مردم است نزد ما، و کارہا کہ ایں بدبخت و بے سعادت دریں اُمت کردہ ہیچ کس نہ کردہ۔ بعد از قتل امام حسین

اور مختصر یہ کہ وہ ہمارے نزدیک تمام انسانوں میں مبغوض ترین ہے۔ جو کام کہ اس بدبخت منحوس نے اس اُمت میں کئے ہیں کسی نے نہیں کئے۔ حضرت امام حسین رض

Marfat.com

و اہانتِ اہل بیت لشکر بتخریب مدینہ
مطہرہ وقتل اہل آنجا فرستادہ
وبقیہ از صحابہ وتابعین را امر بقتل
کردہ وبعد از تخریب مدینہ امر بانہدام
مکہ معظمہ وقتل عبداللہ بن زبیرؓ کردہ
وہم در اثنائے ایں حالت از
دنیا بجہنم شتافتہ۔ دیگر احتمال
توبہ ورجوع او را خدا داند۔ حق تعالیٰ
دلہائے ما را۔ وتمام مسلمانان را از
محبت وموالات وے واعوان و
انصار وے وہر کہ با اہل بیت نبوی
بد بودہ وبد اندیشیدہ وحق ایشاں
را پامال کردہ وبا ایشاں براہِ محبت و
صدقِ عقیدت نیست ونبودہ نگاہدارد
ما را، ومحبان ما را در زمرۂ محبان ایشاں
محشور گرداند۔ ودر دنیا وآخرت بر
دین وکیش ایشاں دارد، بحرمۃ النبی
وآلہ الامجاد بمنہ وکرمہ وہو قریب
مجیب آمین
(ص ۱۷ طبع مجتبائی دہلی)

کو قتل کرنے اور اہل بیت کی اہانت کے
بعد اُس نے مدینہ پاک کو تباہ وبرباد کرنے
اور اہل مدینہ کو قتل کرنے کے لئے لشکر
بھیجا۔ اور جو صحابہ اور تابعین وہاں باقی
رہ گئے تھے۔ اُن کو قتل کرنے کا حکم دیا
اور مدینہ طیبہ کو برباد کرنے کے بعد مکہ معظمہ کو
منہدم کرنے اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ
کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اور پھر اسی اثناء
میں جبکہ مکہ معظمہ محاصرہ کی حالت میں
تھا۔ دنیا سے جہنم میں چلا گیا۔ باقی رہا یہ احتمال کہ
شاید اس نے توبہ اور رجوع کر لیا ہو۔ یہ
خدا جانے۔ حق تعالیٰ ہمارے اور سب
مسلمانوں کے دلوں کو اس کی اور اس کے
اعوان وانصار کی محبت اور دوستی سے
بلکہ ہر اس شخص کی محبت اور دوستی سے کہ
جس کا اہلِ بیت نبوی سے برا برتاؤ رہا۔ یا
جس نے بھی اُن کے حق میں برا سوچا۔ اور اُن
کے حق کو پامال کیا۔ نیز جس کو بھی ان کے ساتھ
محبت اور صدقِ عقیدت نہیں ہے۔ یا
نہیں تھی۔ ان سب کی محبت اور دوستی
سے محفوظ رکھے۔ اور ہمارا اور ہم ـــ سے

محبت رکھنے والوں کا ان حضرات کے محبین
میں حشر فرمائے۔ اور دنیا اور آخرت میں
ان ہی حضرات کے دین و مذہب پر
رکھے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور
آپ کی اولاد امجاد کے طفیل اپنے فضل و
کرم سے ہماری یہ دعا قبول فرمائے بیشک
اللہ تعالیٰ قریب ہے۔ اور دعاؤں کو قبول
کرنیوالا ہے۔ آمین

اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ "حجۃ اللہ البالغہ" کے "مبحث فتن" میں
حدیث "ثم ینشأ دعاۃ الضلال" (کہ پھر گمراہی کیطرف دعوت دینے والے
پیدا ہوں گے) کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ودعاۃ الضلال یزید بالشام ومختار بالعراق

اور ضلالت کے داعی شام میں یزید اور عراق میں مختار تھے۔

اور بحث مناقب میں فرماتے ہیں۔

ومن القرون الفاضلۃ اتفاقا من ھو منافق أو فاسق ومنھا الحجاج ویزید بن معاویہ ومختار

اور "قرون فاضلہ" یعنی اُن صدیوں میں بھی کہ جن کی فضیلت حدیث میں وارد ہے۔ بالاتفاق ایسے لوگ موجود تھے۔ کہ جو منافق یا فاسق تھے۔ اور ان ہی میں حجاج اور یزید بن معاویہ اور مختار کا شمار ہے۔

یہ تو ہوا اجمالی جواب، اور اب تفصیل سے نمبروار اپنے شبہات کے جواب
ملاحظہ کیجئے۔

Marfat.com

ناصبیوں کے شبہات کے تفصیلی جوابات

پہلا شبہ جو مستفتی کو پیش آیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ "جنگ قسطنطینیہ"، کے سلسلہ میں بخاری شریف میں حسب ذیل دو روایتیں مذکور ہیں۔

(الف) اوّل جیش من اُمّتی یغزون مدینة قیصر مغفور لهم۔

میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر حملہ آور ہو گا۔ اس کی مغفرت کر دی گئی ہے۔

(ب) قال محمود بن الربیع فحدثتها قومًا فیهم ابو ایوب الانصاری صاحب رسول الله صلی الله علیه وسلم فی غزوة التی توفی فیها ویزید بن مُعاویه علیهم بارض الرُّوم

محمود بن ربیع کا بیان ہے۔ کہ پھر میں نے اس کا ذکر کچھ لوگوں کے سامنے کیا جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابو ایُّوب انصاری رض بھی تھے۔ یہ اس غزوہ کا واقعہ ہے۔ کہ جس میں حضرت ابو ایوب انصاری رض کی وفات ہوئی۔ اور یزید بن معاویہ، روم میں اس وقت فوج کا امیر تھا۔

غرض یزید جس لشکر کا کمانڈر تھا۔ اس لشکر کے لئے مغفرت کی بشارت ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ اگر مستفتی دوسری حدیث پر غور کرتے۔ تو سرے سے یہ اشکال ہی پیش نہ آتا۔ کیونکہ اسی حدیث میں یہ بھی وارد ہے۔ کہ

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فان الله قد حرّم علی النّار من قال لا اله الا الله یبتغی

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک اللہ تعالےٰ نے اس شخص پر دوزخ کو حرام کر دیا ہے۔ کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

بذالک وجہ اللہ رضا جوئی کے لئے "لاالٰہ الاّ اللہ" کہا۔

اب ظاہر ہے۔ کہ یہ حدیث اسی صورت پر محمول ہے۔ کہ صدق دل سے "لاالٰہ الااللہ" کہنے کے بعد اس کے تقاضے بھی پورے کرے۔ یہ نہیں کہ بس ایک مرتبہ اخلاص سے کلمہ طیبہ پڑھ لیا۔ تو سو خون معاف ہو جائیں۔ اب جو چاہے کرتا پھرے۔ تعجب ہے کہ مستفتی نے یزید کی منقبت میں اس حدیث کو کیوں نہیں پیش کیا۔ حالانکہ غزوہ قسطنطینیہ کی حدیث میں تو صرف "مغفور لہم" کے الفاظ ہیں۔ اور اس حدیث میں صراحتاً دوزخ کے حرام ہونے کی تصریح ہے۔ پس جو تاویل یا تشریح حدیث مذکور (ب) کی ہوگی۔ وہی تشریح حدیث مذکور (الف) کی ہونی چاہیئے۔

احادیث کے تتبع سے پتہ چلتا ہے۔ کہ بہت سے اعمال خیر پر مغفرت کی بشارت ہے۔ اور اس کا مطلب آج تک کسی عالم کے ذہن میں یہ نہیں آیا۔ کہ بس اس عمل خیر کے بعد جنتی ہونا لازمی ہے۔ اور اب ظلم کی کھلی چھٹی ہے۔ جو چاہے کرے جنت اس کے لئے واجب ہے۔

خوب سمجھ لیجئے کسی شخص کا نام لیکر اُسے جنتی کہنا اور بات ہے۔ اور کسی عمل خیر پر جنت یا مغفرت کی بشارت دینا الگ چیز ہے۔ حضرات عشرہ مبشرہ اور سیدنا حسن رضؓ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کا نام لے کر آنحضرت ﷺ نے اُن کو جنتی فرمایا ہے۔ لیکن یزید کا نام لیکر اس کو جنتی ہونے کی بشارت کہیں نہیں دی گئی۔ کسی روایت کے عموم میں داخل ہونا اور چیز ہے۔ اور کسی بشارت میں مخصوص طور پر نامزد ہونا اور بات ہے بیشک اس حدیث میں غازیانِ مدینہ قیصر کے لئے مغفرت کی بشارت ہے جیسا کہ غازیانِ ہند کے لئے۔ لیکن اس سے ہر غازی کا اس وقت تک جنتی ہونا لازم نہیں آتا۔ جب تک کہ اس کی زندگی اعمال خیر پر ختم نہ ہو۔ ٹھیک ہے یزید غزوہ قسطنطینیہ

Marfat.com

میں شریک ہوا۔ لیکن اس غزوہ میں شرکت کے بعد جب اس کو اقتدار نصیب ہوا تو اس کے بیشتر اعمال ایسے تھے جو لعنت ہی کے موجب تھے۔

البتہ خود یزید نے اپنی خوش فہمی سے حدیث کا یہی مطلب سمجھا تھا۔ کہ جب کلمۂ طیبہ پڑھ لیا گیا۔ تو پھر گناہوں کی کھلی چھٹی ہے۔ اور جس طرح کفر کے بعد کوئی طاعت مقبول نہیں۔ اسی طرح ایمان کے بعد پھر کوئی معصیت مضر نہیں ہوتی یہی "مرجیہ" کا مذہب ہے۔ جو ایک گمراہ فرقہ ہے۔ چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ نے "البدایہ والنہایہ" میں جہاں مسند احمد کی یہ دو روایتیں نقل کی ہیں۔

(۱) یزید بن معاویہ اس لشکر کا امیر تھا۔ جس کے غازیوں میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ اور جب حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا۔ تو یزید انکی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے یزید سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ جب میں مر جاؤں تو لوگوں کو میرا سلام کہنا۔ اور اُن کو یہ بتا دینا۔ کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سُنا ہے۔ کہ

من مات لا یشرک باللہ شیئاً دخل الجنۃ	جس شخص کی موت اس حال میں واقع ہو۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

دوسری روایت میں ہے۔ کہ حضرت ممدوح نے وفات کے وقت فرمایا۔

قد کنت کتمت عنکم شیئاً سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعتہ یقول: لولا انکم تذنبون لخلق اللہ قوماً یذنبون فیغفر لھم	میں نے تم سے ابھی تک ایک حدیث چھپا رکھی تھی۔ جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی تھی۔ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ اگر تم گناہ نہ کرتے ہوتے۔ تو البتہ حق تعالےٰ ایسی قوم پیدا کرتا۔ کہ جو گناہ کرتی۔ اور پھر

Marfat.com

حق تعالےٰ انکی مغفرت فرماتا

وہاں ان دونوں حدیثوں کے نقل کرنے کے بعد حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

ان هذا الحديث والذي قبله هو الذي حمل يزيد بن معاوية على طرف من الارجاء وركب بسببه افعالا كثيرة انكرت عليه كما سنذكره في ترجمته والله تعالىٰ اعلم۔

(ج ۸، ص ۵۹)

یہ حدیث اور اس سے پہلے والی حدیث جو گزری، اسی نے یزید بن معاویہ کو ارجاء کیطرف ڈالدیا، اور اس کے باعث اس نے ایسے بہت سے کام کر ڈالے جن کی بناء پر اس پر نکیر کی گئی۔ جیساکہ ہم اس کے تذکرہ میں عنقریب ذکر کریں گے۔ آگے اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے۔

اب اگر سائل بھی یزید کیطرح اہل سنّت کے زمرہ سے خارج اور مرجئہ کے مذہب میں داخل ہے۔ تو اس کو دوسری حدیث ہی یزید کی فضیلت کے لئے کافی ہے۔ کہ چونکہ وہ کلمہ گو تھا۔ اس لئے ایمان لانے کے بعد اب کسی گناہ پر اس کی پکڑ نہیں ہو سکتی۔ سب گناہ معاف ہیں۔ شیعان بنی امیہ کا بھی یہ مذہب تھا۔ کہ وہ امام اور خلیفہ کے حسنات مقبول ہیں۔ اور گناہ سب معاف۔ اس کی اطاعت طاعت و معصیت دونوں میں واجب ہے۔" اور اگر سائل اہل سنّت میں داخل ہے۔ تو جو تاویل اس حدیث کی ہوگی۔ وہی حدیث غزوہ قسطنطنیہ کی ہوگی

پھر حدیثِ اول میں غور کرنے کی سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جہاد کے لئے تصحیح نیت ضروری ہے۔ یعنی جو جہاد بھی کیا جائے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہو۔ اور اپنے ذوق و شوق سے ہو۔ یہ نہیں کہ دوسرے کے دباؤ میں آکر ناخوش دلی سے جنگ میں شریک ہو جائے۔ اور صرف امارت کے خیال سے روانہ ہو جائے۔ یزید کے ساتھ یہی صورت ہوئی۔ کہ وہ اس جہاد میں شریک

Marfat.com

ہونے کے لئے بالکل تیار نہ تھا۔ اور جہاں تک بن سکا۔ اس نے ٹال مٹول کی کوشش کی بلکہ جب مجاہدین کرام محاذ پر تھے۔ اور وہاں مختلف قسم کی مشقتیں برداشت کر رہے تھے۔ وباء اور قحط میں مبتلا تھے۔ تو یہ بڑے ٹھاٹھ سے اپنے عشرتکدہ میں بیٹھا ہوا اپنی بیوی کے ساتھ دادِ عیش دے رہا تھا۔ اور مجاہدین کا مذاق اڑا رہا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رض کو جب اس کی اس حرکت کی خبر ہوئی۔ تو آپ نے سختی کے ساتھ حکم دے کر بجبر اس کو محاذ پر روانہ کیا۔ اس سارے واقعہ کی تفصیل تاریخ ابن خلدون (ج ۳، ص ۲۰) اور کامل ابن اثیر میں موجود ہے۔ چنانچہ حافظ مؤرخ ابن الاثیر ۴۹ سنہ ھ کے واقعات کو ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فی هذه السنة وقیل سنة خمسین سیر معاویة جیشا کثیفا الی بلاد الروم للغزاة وجعل علیهم سفیان بن عوف وامر ابنه یزید بالغزاة معهم فتثاقل واعتل فامسك عنه ابوه فاصاب الناس فی غزاتهم جوع ومرض شدید فانشد یزید یقول:

اور اسی سنہ میں اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ سنہ ۵۰ھ میں حضرت معاویہ رض نے جہاد کے لئے ایک بڑا بھاری لشکر بلادِ روم کی طرف روانہ کیا۔ اور اس لشکر کا امیر سفیان بن عوف رض کو مقرر کیا۔ اور اپنے بیٹے یزید کو بھی اس غزوہ میں شرکت کا حکم دیا۔ مگر یزید نے تعمیلِ حکم میں سستی کی اور معذرت کر دی۔ یہ دیکھ کر اس کے والد نے بھی اس کو رہنے دیا۔ وہاں جنگ میں لوگ بھوک اور شدید مرض کا شکار ہوئے۔ تو یزید نے یہ شعر کہے۔

ما ان أبالی بما لاقت جموعهم ... بالغذقدونة من حمی ومن موم

مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ غذقدونہ¹ (روم میں مسلمانوں کا فوجی کیمپ) میں مسلم مجاہدین کے دستہائے فوج کو بخار اور چیچک کا سامنا ہے۔

---

¹ قسطنطنیہ کے قرب وجوار میں ایک مقام کا نام ہے۔

إذا اتكأتُ على الانماطِ مرتفعًا ۔۔۔ بدير مرّان عندي امّ كلثوم

جبکہ میں دیر مرّان میں گدوں پر اُونچے اونچے تکیوں کے سہارے بیٹھا ہوں۔ اور میرے سامنے اُمِ کلثوم ہے۔

وام كلثوم امرأته هي ابنة عبد الله بن عامر فبلغ معاوية شعره فاقسم عليه ليلحقنّ بسفيان في ارض الرُّوم ليصيبه ما اصاب الناس فسار ومعه جمع كثير اضافهم اليه أبوه وكان في هذا الجيش ابن عباس رض وابن عمر، وابن الزُّبير وابو ايوب الانصاري وغيرهم و عبد العزيز بن زُرارة الكلابي فاوغلوا في بلاد الرُّوم حتّى بلغوا القسطنطينية (كامل ابن الاثير جلد ٣ صفحہ ١٨١، ١٨٢)

اُمِ کلثوم یزید کی بیوی عبداللہ بن عامر کی بیٹی تھی۔ حضرت معاویہ رض کو جب اس کے ان اشعار کی اطلاع ہوئی۔ تو انہوں نے اُس کو قسم دیکر بتاکید کہا۔ کہ اُسے روم میں سفیان کے پاس پہنچنا ضروری ہے۔ تاکہ وہ لوگ جس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ یہ بھی گرفتار ہو اب جو یہ روانہ ہوا۔ تو اس کے والد ماجد نے ایک انبوہ کثیر کا اس کے ساتھ اور اضافہ کر دیا۔ اسی لشکر میں حضرت ابن عباس رض، حضرت ابن عمر رض حضرت ابن زبیر اور حضرت ابو ایوب رض انصاری وغیرہ بھی تھے۔ اور عبدالعزیز بن زُرارہ کلابی بھی۔ چنانچہ یہ لوگ بلاد رُوم میں گھستے ہی چلے گئے تاآنکہ تیزی کے ساتھ یلغار کرتے ہوئے قسطنطنیہ تک جا پہنچے۔

یہ ہے یزید کے غزوہ قسطنطنیہ میں شرکت کی حقیقت، واقعہ یہ ہے کہ یزید سیر شکار، شعر و شاعری، غنا اور موسیقی کا متوالا تھا۔ وہ جہاد کے جھنجھٹ میں نہ والد ماجد کی زندگی میں پڑنا چاہتا تھا۔ اور نہ اپنے ایام خلافت میں چنانچہ عہد خلافت کے سنبھالنے پر سب سے پہلا خطبہ جو اُس نے دیا۔ وہ یہ تھا

Marfat.com

ان معاویة کان یغزیکم فی البحر وانی لست حاملا احدًا من المسلمین فی البحر وإن معاویۃ کان یشتیکم بارض الروم ولست مشتیًا احدًا بارض الروم ، وان معاویہ کان یخرج لکم العطاء أثلاثًا وانا اجمعه لکم کله۔

بیشک معاویہ رض تم کو بحری جہاد کی مہم پر بھیجا کرتے تھے مگر میں کسی مسلمان کو بحری مہم پر بھیجنے کا روا دار نہیں ۔ اور بیشک معاویہ رض تم کو روم میں موسم سرما میں جہاد پر روانہ کیا کرتے تھے مگر میں کسی کو سردیوں میں روم کی سرزمین پر جہاد کرنے کے لئے نہیں بھیجوں گا اور بیشک معاویہ رض تمہیں تمہارا وظیفہ سال میں تین قسطوں میں دیا کرتے تھے ۔ میں تم کو اکٹھا یکبارگی دیا کروں گا۔

(البدایہ والنہایہ ، جلد ۸ ، صفحہ ۱۴۳)

بس پھر کیا تھا ۔ یہ خوشخبری سُن کر حاضرین ، دربار یزید سے اس حال میں لوٹے کہ وھم لا یفضلون علیه احدًا وُہ یزید سے بڑھ کر کسی کو نہیں سمجھتے تھے ۔[1]

---

[1] اس آخری جملہ پر حیات سیدنا یزید کے مصنف نے جو حاشیہ چڑھایا ہے پڑھنے کے قابل ہے ۔ لکھتے ہیں :۔

" علامہ ابن کثیر رح لکھتے ہیں ۔ کہ — سیدنا یزید رح اپنے والد ماجد سیدنا معاویہ رض کی وفات کے بعد ، امیر المؤمنین کی حیثیت سے پہلا خطبہ دیکر فارغ ہوئے ۔ تو اجتماع میں موجود صحابہ اور ہمعصر تابعین کی پسندیدگی کا یہ عالم تھا۔

فافترق الناس عنه وهم لا يفضلون عليه أحدًا ۔

(البدایہ والنہایہ ، ج ۸ ، ص ۱۴۳)

" لوگ تقریر سن کر اُن کے پاس سے گئے ۔ تو اُن کا یہ حال تھا ۔ کہ وہ سیدنا یزید رح پر کسی دوسرے آدمی کو فضیلت نہیں دیتے تھے " (باقی آئندہ صفحات پر)

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ یزید کی شرکت غزوہ قسطنطنیہ میں کس بناء پر تھی۔ تاہم تھوڑی دیر کے لئے مان لیا جائے کہ وہ خالصاً مخلصاً اپنے شوق سے بغیر اپنے والد ماجد کے حکم کے اس غزوہ میں شریک ہوا۔ تب بھی یہ بشارتِ مغفرت اس شرط کیساتھ مخصوص ہوگی۔ کہ پھر اس سے زندگی میں ایسے افعال سرزد نہ ہوئے ہوں۔ کہ جن سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰)

اسلامی خلافت کے مرکزی شہر۔ دمشق۔ میں اس عظیم اجتماع کے موقع پر سیدنا یزید کے ساتھ عوام و خواص کی جانب سے پسندیدگی و عقیدت کا یہ اظہار، صرف اس لئے تھا۔ کہ حلم و عمل کے پیکر سیدنا معاویہ رض کی ابدی جدائی پر الم انگیز تقریر کے الفاظ نے انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ بلکہ اعتماد و محبت کا مظاہرہ کرنے والے یہ وہ حضرات صحابہ اور تابعین کرام تھے۔ جنہوں نے بچپن سے لے کر جوانی کی موجودہ منزل تک امیر یزید کے شب و روز کا براہِ راست مشاہدہ کیا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ دینی ماحول میں ہوش سنبھالنے والا یہ باصلاحیت اور صاحبِ کردار نوجوان مسلمانوں کے اجتماعی معاملات میں دوسروں سے کہیں زیادہ قیادت و امارت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی استعداد رکھتا ہے انہیں سیدنا یزید کی شخصیت میں ایک ایسے قائد اور خلیفہ کی جھلک دکھائی دے رہی تھی۔ جو فاروقی عزم و ارادہ کے ساتھ متعدد مرتبہ قائدانہ صلاحیت کے وہ غیر فانی نقوش ثبت کر چکا تھا جن کی یاد اور جذبہ تشکر نے چھوٹے بڑے تمام ہمعصر حضرات کو اس بات پر آمادہ کیا۔ کہ وہ سیدنا یزید کی خدمت میں عقیدت و محبت اور اعتماد کا یہ بے مثال نذرانہ پیش کریں۔ کہ لایفضلون علیہ احدا۔

(ص ۴۷، ۴۸ شائع کردہ "مجلس عثمان غنی"، کراچی۔)

Marfat.com

مغفرت کی بجائے اُلٹا لعنت خداوندی میں گرفتار ہو جائے۔ کیونکہ شریعت کا قاعدہ ہے۔ کہ "العبرة بالخواتیم"، یعنی اعتبار خاتمہ کا ہے۔

اسی لئے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "تراجم ابواب بخاری" میں فرمایا ہے۔ کہ

قولہ "مغفور لھم" تمسك حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس حدیث میں

(بقیہ حاشیہ گذشتہ)

ماشاء اللہ ماشاء اللہ چشم بد دور۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

اپنے سید ممدوح یزید کو جہاد کی معطلی پر صحابہ اور تابعین کرام کی زبان سے خوب نذرانہ عقیدت پیش کرایا۔ اللہ ہی جزا دے۔ "مجلس عثمان غنی" کے محققین کا ایک تحقیقی رنگ یہ بھی ہے۔

غور فرمائیے! یہ ناصبی اپنے سید یزید کی مسخ شدہ شکل و صورت کو اپنی خود ساختہ خرافات کے رنگ و روغن سے آراستہ کر کے کس طرح لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ یزید نے اپنے پہلے خطبہ میں بحری جہاد کو معطل کرنے کا اعلان کیا۔ سرمائی جہاد کو موقوف کیا۔ سرکاری فوج کو جو وظیفہ سال میں تین قسطوں میں ملا کرتا تھا اب اکٹھا دینے کا وعدہ کیا۔ ظاہر ہے ان انعامات پر یزید کے وفادار فوجی جتنی بھی خوشیاں مناتے کم تھیں۔ صحابہ کرام اور تابعین کو تو عبث بدنام کیا۔ وہ کب جہاد کی معطلی پر یزید کی تعریف کر سکتے تھے۔ اُن کے لئے تو یہ اعلان سوہان رُوح سے کم نہ ہوگا۔ یہ تعریف کرنے والے تو وہی لوگ تھے۔ جن کو نہ قتل حسین رضؓ میں کوئی باک تھا نہ انصار مدینہ کا سر قلم کرنے میں کوئی جھجک اور نہ حرمین محترمین کی عزت کو خاک میں ملانے میں کوئی عار۔ ہاں، ہاں یزید پر تعریف کے یہ ڈونگرے برسانے والے وہی دین فروش سگانِ دنیا تھے جو سو سو دینار کے عوض بلکہ بعض روایات کے مطابق تو محض چار اشرفیوں کے بدلے ۶۳ سنہ ہجری میں یزید کے حکم سے مدینۃ الرسول پر

Marfat.com

بعض الناس بہٰذا الحدیث
فی نجاۃ یزید لانه کان من جملة
ھذا الجیش الثانی بل کان
رأسھم و رئیسھم علیٰ ما یشھد
به التواریخ والصحیح انه
لا یثبت بہٰذا الحدیث الا
کونه مغفورًا له ما تقدم من
ذنبه علیٰ ھٰذه الغزوۃ

لان الجهاد من الکفارات
وشأن الکفارات ازالة آثار الذنوب
السابقة علیها لا الواقعة بعدھا
نعم لو کان مع ھذا الکلام انه
مغفور له الیٰ یوم القیٰمة لدل
علیٰ نجاته واذ لیس فلیس

"مغفور لہم"، فرمانے سے بعض لوگوں نے
یزید کی نجات پر استدلال کیا ہے کیونکہ وہ
بھی اس دوسرے لشکر میں نہ صرف شریک
بلکہ اس کا افسر و سربراہ تھا۔ جیسا کہ تاریخ
شہادت دیتی ہے۔ اور صحیح بات یہ ہے
کہ اس حدیث سے صرف اتنا ثابت ہوتا
ہے۔ کہ اس غزوہ سے پہلے جو اُس نے
گناہ کئے تھے وہ بخش دیئے گئے۔

کیونکہ جہاد کفارات میں سے ہے اور کفارات
کا کام یہ ہے۔ کہ وہ سابقہ گناہوں کے اثر کو
زائل کر دیتے ہیں۔ بعد میں ہونے والے گناہوں
کے اثر کو نہیں۔ ہاں اگر اسی کے ساتھ یہ بھی فرمادیا
ہوتا۔ کہ قیامت تک کے لئے اس کی
بخشش کر دی گئی ہے۔ تو بیشک یہ حدیث

(بقیہ حاشیہ گذشتہ)
چڑھ دوڑے۔ اور تین دن تک اس پاک سرزمین پر قتل و غارت کا وہ بازار گرم کیا
کہ پناہ بخدا۔ انصارِ مدینہ صحابہ کرام و تابعین کی ایک خلقت تہ تیغ کر دی گئی۔
سارا شہر لوٹ کھسوٹ کر رکھدیا۔ اور پھر بھی جی ٹھنڈا نہ ہوا۔ تو کعبے پر چڑھ دوڑے
اس کا محاصرہ کیا۔ اور منجنیق سے اُس پر گولہ باری کر کے اُس کی بنیادیں ہلا دیں
یہ ہے اس کتاب کی تحقیق کا ایک نمونہ۔ یزید پلید جیسے موذی کو جو لوگ
"سیدنا"، کہتے ہیں۔ ان سے سچ بولنے کی توقع ہی فضول ہے۔

Marfat.com

بل أمرهٗ مفوض الى الله تعالیٰ فیما ارتکبه من القبائح بعد هٰذه الغزوة من قتل الحسین علیه السلام وتخریب المدینة والاصرار علی شرب الخمر ان شاء عفا عنه وان شاء عذبه کما هو مطرد فی حق سائر العصاة علی ان الاحادیث الواردة فی شان من استخف بالعترة الطاهرة والملحد فی الحرم والمبدل للسُّنة تبقی مخصصات لهٰذا العموم لو فرض شموله لجمیع الذنوب (شرح تراجم ابواب البخاری (ص ۳۱، ۳۲) شائع کردہ کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی۔")

اس کی نجات پر دلالت کرتی۔ اور جب یہ صورت نہیں تو نجات بھی ثابت نہیں بلکہ اس صورت میں اس کا معاملہ حق تعالیٰ کے سپرد ہے۔ لوٹ اس غزوہ کے بعد جن جن برائیوں کا وہ مرتکب ہوا ہے۔ یعنی حضرت حسینؑ کو قتل کرنا۔ مدینہ طیبہ کو تاراج و برباد کرنا۔ مے خواری پر اصرار کرنا۔ ان سب گناہوں کا معاملہ اللہ تعالےٰ کی مرضی پر موقوف ہے۔ وہ چاہے تو معاف کردے۔ اور چاہے تو عذاب دے۔ جیسا کہ تمام گنہگاروں کے بارے میں یہی طریقہ جاری ہے۔ علاوہ ازیں وہ احادیث جو ان لوگوں کے بارے میں آئی ہیں۔ کہ جو حضورؐ کی عترت طاہرہ کی ناقدری کرتے۔ اور حرم کی حرمت کو پامال کرتے اور سنت نبوی کو بدل ڈالتے ہیں۔ وہ سب حدیثیں بالفرض اس حدیث میں اگر "مغفرت عام" بھی مراد لی جائے۔ جب بھی اس کے عموم کی تخصیص کے لئے باقی رہیں گی۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جس حدیث کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ درج ذیل ہے۔

ستة لعنتهم ولعنهم الله　　چھ اشخاص ہیں جن پر مَیں نے لعنت کی ہے

وکل نبی مجاب: الزائد فی
کتاب اللہ، والمکذب بقدر
اللہ تعالیٰ والمتسلط بالجبروت
فیعز بذالک من اذل اللہ و
یذل من اعز اللہ والمستحل لحرم اللہ والمستحل
من عترتی ما حرم اللہ والتارک
لسنتی (ت، ک۔ عن عائشہ
ک عن ابن عمر) (الفتح
الکبیر فی ضم الزیادہ الی
الجامع الصغیر) از یوسف نبہانی
(ج ۲، ص ۱۵۵، مطبوعہ مصر)

اور حق تعالیٰ نے بھی اُن پر لعنت کی ہے۔ اور ہر نبی مستجاب الدعوات ہے۔ (۱) کتاب اللہ میں زیادتی کرنیوالا (۲) تقدیر الٰہی کی تکذیب کرنیوالا۔ (۳) جبر و زور سے تسلط حاصل کر کے جس کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے اُسے اعزاز بخشنے والا اور جسے اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے اسے ذلیل کرنیوالا۔ (۴) حرم الٰہی کی حرمت کو پامال کرنیوالا۔ (۵) میری عترت کی جو حرمت اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے۔ اسکو حلال کر دینے والا (۶) میری سنت کا تارک۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ رض سے روایت کیا۔ نیز حاکم نے اس کو حضرت ابن عمر رض کی روایت سے بھی نقل کیا ہے۔

اسی حدیث کو مشکوٰۃ شریف میں بھی "باب الایمان بالقدر" کی "فصل ثانی" میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے نقل کر کے لکھا ہے۔ کہ۔

رواہ البیہقی فی المدخل و رزین فی کتابہ

اس حدیث کو بیہقی نے المدخل میں۔ اور رزین نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے

یہ تو نہیں معلوم کہ یزید تقدیر کا بھی منکر تھا۔ یا نہیں مگر باقی چاروں عیب اس میں موجود تھے۔

(۱) وہ ڈھولک دباؤ اور جبر و زور سے اُمتِ مسلمہ پر مسلط تھا۔ اہل بیت نبوی

Marfat.com

صحابہ کرام جو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک معزز ترین خلائق ہیں۔ اُن کی توہین و تذلیل کرنے میں اُس نے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی مفسدین اور شریر لوگ جنہوں نے حرمین محترمین پر چڑھائی کی۔ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ جیسے عبید اللہ بن زیاد، عمر بن سعد، شمر بن ذی الجوشن مجرم بن عقبہ، حصین بن نمیر وغیرہ ایسے خبیث اور ظالم افراد اس کے نزدیک معزز و محترم تھے۔

(۲) اس نے حرم الٰہی کی حرمت کا کوئی پاس و لحاظ نہیں رکھا۔

(۳) عترت پیغمبر علیہ السلام کی عزت کو خاک میں ملایا۔ اور

(۴) تارکِ سنت تو تھا ہی۔

بہر حال یہ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یزید اس بشارت میں شامل تھا۔ جو غزوہ قسطنطنیہ میں شرکت کرنے والوں کے حق میں وارد ہے۔ تب بھی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق زیادہ سے زیادہ یہ ماننا پڑے گا۔ کہ "اس کے اب تک کے گناہ معاف کر دیئے گئے تھے" یہ غزوہ مؤرخین کے بیان کے مطابق ۴۹ سنہ ھ یا بعض کی تصریح کے مطابق ۵۰ سنہ ھ یا ۵۱ سنہ ھ میں ہوا تھا۔ اس غزوہ کے بعد یزید تقریباً ۱۲ - ۱۱ سال تک زندہ رہا۔ اور اس مدت میں اس نے جو جو برائیاں کیں۔ اور جن جن قبائح کا ارتکاب کیا ہے۔ اُن میں (۱) مے نوشی، شہدائے کربلا کا بے دردانہ قتل، مدینہ منورہ (۲) کی تاراجی اور بربادی اور (۳) صحابہ کرام اور تابعین عظام کا قتل عام اور پھر حرم بیت اللہ پر (۴) فوجوں کی چڑھائی وغیرہ۔ ان سب گناہوں کے کفارہ کی آخر کیا صورت ہوئی۔ غزوہ قسطنطنیہ کے بعد یزید سے جو حرکات ناشائستہ سرزد ہوئی ہیں۔ اُن کا مختصر سا جائزہ امام ابن حزم ظاہری

یزید کا دفاع

کے الفاظ میں پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:۔

ویزید امیر المؤمنین وکان قبیح الآثار فی الاسلام قتل اهل المدینه وافاضل الناس وبقیة الصحابة رضی الله عنهم یوم الحرّة فی آخر دولته۔ وقتل الحسین رضی الله عنه واهل بیته فی اول دولته۔ وحاصر ابن الزبیر رضی الله عنه فی المسجد الحرام واستخف بحرمة الکعبة والاسلام فاماته الله فی تلک الایام وقد کان غزا فی ایام ابیه القسطنطنیة وحاصرها

(جمهرة انساب العرب ص ۱۱۲، مطبوعہ دار المعارف مصر ۱۳۸۲ھ)

"یزید امیر المؤمنین" یہ اسلام میں بُرے کرتوتوں کا کرنیوالا رہا ہے۔ اُس نے اپنے اقتدار کے آخری دور میں حرّہ[1] کے دن اہلِ مدینہ کا قتل عام کیا۔ اُن کے بہترین افراد اور بقیہ صحابہ کرام کو (اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو) قتل کیا۔ اور اپنی سلطنت کے اوائل میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور اُن کے اہل بیت کو قتل کیا۔ اور مسجد حرام میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا۔ کعبہ شریف اور اسلام کی بیحرمتی کی۔ پھر حق تعالیٰ نے ان ہی دنوں اس کو مار ڈالا۔ اس نے اپنے باپ کے زمانے میں قسطنطنیہ پر جنگ بھی کی۔ اور اس کا محاصرہ بھی کیا تھا۔

اور اپنی دوسری تصنیف "اسماء الخلفاء والولاة وذکر مددهم" میں ارقام فرمایا ہیں۔

---

[1] حرّہ، اس مقام کا نام ہے جہاں انصار مدینہ اور یزیدی لشکر کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی تھی

Marfat.com

وبويع يزيد بن معاوية، إذ مات أبوه: يكنى أبا خالد وامتنع من بيعته الحسين بن علي بن أبي طالب وعبد الله بن الزبير بن العوام: فأما الحسين عليه السلام والرحمة.

فنهض إلى الكوفة فقتل قبل دخولها، وهو ثالثة مصائب الاسلام بعد أمير المومنين عثمان أو رابعها بعد عمر بن الخطاب رضي الله عنه. و خرومه لأن المسلمين استضيموا في قتله ظلما علانية و أما عبد الله بن الزبير فاستجار بمكة فبقي هنالك إلى أن أغزى يزيد الجيوش إلى المدينة حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم وإلى مكة حرم الله تعالى. فقتل بقايا المهاجرين والانصار يوم الحرة وهي أيضا اكبر مصائب

یزید بن معاویہ سے اس کے والد کے انتقال ہونے پر بیعت کی گئی۔ اس کی کنیت ابو خالد تھی۔ حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رض اور عبد اللہ بن زبیر بن العوام رض نے اس سے بیعت نہ کی۔ پھر حضرت حسین علیہ السلام والرحمہ تو کوفہ کیطرف نہضت فرما ہو گئے اور کوفہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی آپ کو شہید کر ڈالا گیا۔ آپ کی شہادت امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اسلام میں تیسری مصیبت اور حضرت عمر بن الخطاب رض کی شہادت کے بعد چوتھی مصیبت اور اسلام میں رخنہ اندازی ہے۔ کیونکہ حضرت حسین رض کی شہادت سے مسلمانوں پر علانیہ ظلم توڑا گیا۔ اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رض رضی اللہ عنہما نے مکہ معظمہ جا کر جوار الٰہی میں پناہ لی۔ اور وہیں مقیم ہو گئے۔ تا آنکہ یزید نے مدینہ نبوی حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مکہ معظمہ کیطرف جو اللہ تعالیٰ کا حرم ہے۔ اپنی فوجیں لڑنے کے لئے بھیجیں۔ چنانچہ حرہ کی جنگ میں

یزید کے کارنامے

الاسلام وخرومه. لان افاضل
المسلمين وبقية الصحابة
وخيار المسلمين من جلة
التابعين قتلوا جهرًا
ظلمًا في الحروب وصبرًا
وجالت الخيل في مسجد
رسول الله صلى الله عليه
وسلم وراثت وبالت في
الروضة بين القبر و
المنبر ولم تصل جماعة
في مسجد النبي صلى
الله عليه وسلم ولا كان
فيه أحد حاشا سعيد بن
المسيب فانه لم يفارق
المسجد. ولولا شهادة عمرو
بن عثمان بن عفان
ومروان بن الحكم
عند مجرم بن عقبة المري
بانه مجنون لقتله. و
اكره الناس على ان يبايعوا
يزيد بن معاوية على

مہاجرین اور انصار جو باقی رہ گئے تھے۔
ان کا قتل عام کیا۔ یہ حادثہ فاجعہ بھی
اسلام کے بڑے مصائب اور اس میں
رخنہ اندازی میں شمار ہوتا ہے۔ کیونکہ
افاضل مسلمین، بقیہ صحابہ اور اکابر تابعین
میں بہترین مسلمان اس جنگ میں کھلے
دھاڑے ظلماً قتل کر دیئے گئے اور گرفتار
کر کے ان کو شہید کر دیا گیا۔ یزیدی لشکر
کے گھوڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی مسجد میں جولانی دکھاتے رہے۔ اور
"ریاض الجنۃ" میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر اور آپ کے منبر مبارک
کے درمیان لید کرتے اور پیشاب کرتے
رہے۔ ان دنوں مسجد نبوی میں کسی ایک
نماز کی بھی جماعت نہ ہو سکی۔ اور نہ بجز
حضرت سعید بن المسیبؓ کے وہاں کوئی
فرد موجود تھا۔ انہوں نے مسجد نبوی کو
بالکل نہ چھوڑا۔ اگر عمرو بن عثمان بن عفان
اور مروان بن الحکم (یزید کے سالار لشکر)
مجرم (مسلم) بن عقبہ کے سامنے یہ شہادت
نہ دیتے کہ یہ تو دیوانہ ہے۔ تو وہ ان کو بھی

Marfat.com

انهم عبيد له، ان شاء
باع وان شاء اعتق، و
ذكرله بعضهم البيعة
على حكم القرآن
وسنة رسول الله صلى
الله عليه وسلم فامر
بقتله نضرب عنقه
صبرًا وهتك مسرف
او مجرم الاسلام هتكاً
وانهب المدينة ثلاثاً
واستخف باصحاب
رسول الله صلى الله عليه
وسلم وملات الايدى اليهم وانتهبت
دورهم وانتقل هؤلاء إلى
مكة شرفها الله تعالىٰ
فحوصرت ورمى
البيت بحجارة
المنجنيق تولىٰ ذالك
الحصين بن نمير السكونى
فى جيوش اهل الشام،
وذالك لان مجرم بن

ضرور مار ڈالتا اور اس نے اس حادثہ میں
لوگوں کو اس پر مجبور کیا کہ وہ یزید بن معاویہ
سے اس شرط پر بیعت کریں کہ وہ
اس کے غلام ہیں چاہے وہ ان
کو بیچے چاہے ان کو آزاد کرے
اور جب اس کے سامنے ایک
صاحب نے یہ بات رکھی کہ ہم
قرآن اور سنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم کے مطابق بیعت
کرتے ہیں تو اس نے ان کے
قتل کا حکم دیا اور ان کو گرفتار کرکے
فوراً قتل کر دیا گیا۔ اس مسرف
یا مجرم (مسلم بن عقبہ) نے اسلام
کی بڑی بے عزتی کی۔ مدینہ منورہ میں
تین دن برابر لوٹ مار کا سلسلہ جاری
رہا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے صحابہ کو ذلیل کیا گیا ان پر
دست درازی کی گئی ان کے گھروں
کو لوٹا گیا (مدینہ طیبہ کو تباہ وتاراج
کرنے کے بعد) یہ فوج مکہ معظمہ
شرفہا اللہ تعالیٰ کی طرف چل پڑی

Marfat.com

عقبة المری مات بعد وقعة الحرة بثلاث لیال وولی مکانه الحصین بن نمیر، واخذ الله تعالی یزید اخذ عزیز مقتدر فمات بعد الحرة باقل من ثلاثة اشهر وازاید من شهرین وانصرفت الجیوش عن مکة۔ ومات یزید فی نصف ربیع الاول سنة اربع وستین وله نیف وثلاثون سنة امه میسون بنت بحدل الکلبیة وکانت مدته ثلاث سنین وثمانیه اشهر وایاما فقط۔ (ص ۳۵۷ ۳۵۸ طبع مصر)

وہاں جاکر مکہ معظمہ کا محاصرہ کیا گیا اور بیت اللہ پر "منجنیق" سے سنگباری کی گئی۔ یہ کام حصین بن نمیر کی سرکردگی میں شام کے لشکروں نے انجام دیا جس کی وجہ یہ تھی کہ مجرم بن عقبہ مری کو تو جنگ حرّہ کے تین دن بعد ہی موت نے آدبوچا تھا اور اب اس کی جگہ سالارِ لشکر حصین بن نمیر ہو گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے یزید کو بھی اسی طرح دھر پکڑا جس طرح وہ غالب قدرت والا پکڑا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ بھی واقعہ حرّہ کے بعد تین ماہ سے کم اور دو ماہ سے زائد کی مدت میں موت کے منہ میں چلا گیا اور یزیدی لشکر مکہ معظمہ سے واپس چلے گئے۔ یزید کی موت ۱۵ ربیع الاول سنہ ۶۴ ہجری کو واقع ہوئی، اس وقت اس کی عمر کچھ اوپر تیس سال تھی اس کی ماں کا نام میسون بنت بجدل کلبیہ تھا، یزید کی مدتِ حکمرانی کل تین سال

Marfat.com

آٹھ ماہ اور کچھ دن تھی۔ ٭ ٭ ٭ ٭

خلاصہ بحث یہ ہے کہ

اول تو یزید "غزوہ قسطنطنیہ" میں بخوشی خاطر شریک ہی نہیں ہوا، جو وہ اس بشارت کا مستحق ہو اور اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ وہ بغیر کسی جبر و اکراہ کے خود دل سے اس غزوہ میں شریک ہوا تھا تب بھی اس بشارتِ مغفرت کا تعلق اس کے ان گناہوں سے ہوگا۔ جو اب تک اس سے سرزد ہوئے تھے، اور جو معاصی اور جرائم اس "غزوہ قسطنطنیہ" میں شریک ہونے کے بعد اس سے سرزد ہوئے ہیں ان کی مغفرت کا اس بشارت سے کوئی تعلق نہیں وہ اس کے ذمہ باقی ہیں اور اگر کسی کج فہم کو اب بھی اس پر اصرار ہو کہ حدیث میں مذکورہ مغفرت کا تعلق اس کے تمام اگلے پچھلے گناہوں سے ہے، اور اس غزوہ میں شرکت کرنے والے ہر ہر فرد کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے گئے ہیں اور مذکورہ مغفرت سے ہر فرد کی مغفرت عام مراد ہے تو یہ محض غلط ہے اور اس مغفرت کے عموم کی تخصیص کے لیے وہ حدیث کافی ہے جو ابھی آپ کی نظر سے گذری ہے۔ اور اس کی روشنی میں یزید کے سیاہ کارناموں کی تفصیل بھی آپ پڑھ چکے۔ اب ایسے نابکار کے جنتی ہونے پر اصرار کرنا کس قدر شدید غلطی ہے۔ ناصبیوں کو اختیار ہے کہ وہ اپنے ممدوح یزید کو خلیفہ راشد مانیں، اس کے جنتی ہونے کا اعتقاد رکھیں بلکہ جیسا کہ بعض جاہل ناصبیوں کا عقیدہ تھا اس کو صحابی سمجھیں یا اس کی نبوت کا اقرار کریں [1] لیکن

---

[1] حافظ ابن تیمیہ "منہاج السنۃ" میں لکھتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اہل حق میں سے کوئی شخص بحالتِ صحتِ ہوش وحواس یزید کے ان سیاہ کارناموں کے باوجود اس کے جنتی ہونے کی کیسے شہادت دے سکتا ہے۔

یزید جیسے فاسق کی سرکردگی میں بھی جہاد ہوسکتا ہے

ہاں علماء نے اس حدیث سے یہ مسئلہ ضرور نکالا ہے کہ ہر فاسق کی سرکردگی میں جہاد ہوسکتا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں،

وفیہ مشروعیة الجھاد مع کل امام لتضمنه الثناء علی من غزا "مدینة قیصر" وکان امیر تلك الغزوة یزید بن معاویة ویزید یزید۔

(فتح الباری۔ جلد ۱۱ ص ۶۵)

اس سے یہ ثابت ہوا کہ جہاد ہر حکمران کی معیت میں کیا جاسکتا ہے، کیونکہ یہ حدیث غازیان شہر قیصر کی تعریف پر مشتمل ہے حالانکہ اس غزوہ کا امیر یزید بن معاویہ تھا۔ اور یزید تو یزید ہی تھا۔ (کہ اس کی نابکاری ونالائقی

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ)

وطائفة من الجھال یظنون یزید ھذا من الصحابة وبعض غلاتھم یجعله من الانبیاء۔

ناصبی جاہلوں کی ایک جماعت اس یزید کو صحابی خیال کرتی ہے اور بعض غالی ناصبی اس کو نبی بھی مانتے ہیں۔

(ج ۔ ۴ ص ۱۷۹ مطبع امیریہ بولاق مصر سنہ ۱۳۲۲ ہجری)

غنیمت ہے ہمارے دور کے ناصبی ابھی اس مقام تک نہیں پہنچے بلکہ وہ یزید کو صرف "خلیفہ راشد" سمجھتے ہیں اور "سیدنا" کہہ کر اس کی خدمت میں آداب بجالاتے ہیں۔

Marfat.com

معلومِ خاص وعام ہے)

اور امام ابوبکر احمد بن علی الجصاص "احکام القرآن" میں فرماتے ہیں:-

وقد کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یغزون بعد الخلفاء الاربعۃ مع الامراء الفساق وغزا أبو ایوب الانصاری مع یزید اللعین۔

(ج ۳ ص ۴۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب خلفاء اربعہ کے بعد فاسق امراء کے ساتھ بھی جہاد میں شریک ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے "یزید لعین" کی معیت میں بھی جہاد فرمایا ہے۔

"مدینۂ قیصر" سے مراد قسطنطنیہ نہیں، بلکہ حمص ہے۔

اور یاد رہے کہ ساری بحث اس صورت میں ہے جب کہ ہم اس حدیث میں جو "مدینۂ قیصر" کے الفاظ آتے ہیں اس سے "قسطنطنیہ" ہی مراد لیں ورنہ اگر "مدینۂ قیصر" سے وہ شہر مراد لیا جائے کہ جو اس وقت "قیصر" کا دار السلطنت تھا کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر بشارت کے یہ الفاظ تھے تو ساری بحث ہی ختم ہو جاتی ہے کیونکہ اس صورت میں "مدینۂ قیصر" سے مراد "قسطنطنیہ" نہیں بلکہ "حمص" ہے چنانچہ شیخ الاسلام محمد صدر الصدور دہلی شرح بخاری میں فرماتے ہیں

و بعضے تجویز کنند کہ مراد "بمدینۂ قیصر" مدینہ باشد کہ قیصر در آنجا بود روزے کہ فرمود ایں حدیث را

اور بعض علماء کی تجویز یہ ہے کہ "شہر قیصر" سے مراد وہی شہر ہے کہ جہاں قیصر اس روز تھا کہ جس روز آنحضرت

آنحضرت، وآں حمص است کہ در آں وقت دار مملکت او بود۔ واللہ اعلم

(شرح فارسی صحیح بخاری از شیخ الاسلام مطبوعہ برحاشیہ تیسیر القاری ج۔۴ ص ۶۶۹ مطبع علوی لکھنو ۱۳۰۲ھ ہجری)

صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی تھی اور یہ شہر "حمص" تھا جو اس وقت قیصر کا دار السلطنت تھا۔ واللہ اعلم۔

اب پہلے یہ ثابت کیا جائے کہ اس وقت قیصر کا دار الملک "حمص" نہیں بلکہ "قسطنطنیہ" ہی تھا اور اس عہد میں جب بھی "مدینہ قیصر" کے الفاظ استعمال ہوتے تھے اس سے مراد شہر "قسطنطنیہ" ہی لیا جاتا تھا پھر اس دعوای کو ثابت کرنے کے لیے لغت، عرف، اشعار عرب اور آثار و احادیث سے سند لانا ضروری ہے محض دعوای سے کام نہیں چلتا۔

صحیح بخاری میں یزید کی مذمت میں حدیثیں

یہ بھی واضح رہے کہ "صحیح بخاری" میں یزید کے بارے میں بس یہی ایک حدیث نہیں ہے کہ جس کو مستفتی نے استفتا میں درج کر دیا ہے بلکہ اور بھی متعدد روایات موجود ہیں جن میں یزید کی بدکرداری اور بداطواری کی پوری طرح نشاندہی کر دی گئی ہے، یزید کے بارے میں فیصلہ کرتے وقت ان روایات کو بھی نظر میں رکھنا چاہیئے۔ یہ روایات حسب ذیل ہیں:۔

پہلی حدیث

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں۔

حفظت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعائین

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے دو ظرف علم یاد کیے ہیں،

Marfat.com

فاما احدهما فبثثته و اما الآخر فلو بثثته قطع هذا البلعوم۔
(صحیح بخاری، باب حفظ العلم)

(یعنی دو نوع کا علم حفظ کیا ہے) ان میں سے ایک کی تو نشر و اشاعت کر دی ہے۔ اور جو دوسرے کی اشاعت کر دوں تو یہ نرخرا کاٹ ڈالا جائے۔

یہ دوسری نوع کا علم جس کی نشر و اشاعت سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہہ کر گریز فرمایا کہ وہ اگر زبان پر لاؤں تو یہ سر قلم کر دیا جائے، کیا تھا؟ اس کے بارے میں حضرت شاہ ولی صاحب دہلوی فرماتے ہیں:۔

المراد به علی الصحیح من أقوال العلماء علم الفتن والواقعات التی وقعت بعد وفاته علیه السلام من شهادة عثمان وشهادة الحسین وغیر ذالک۔ وکان یخافه فی انشائها وتعین اسماء أصحابها من غلمان بنی امیة وفتیانهم۔
("شرح تراجم ابواب البخاری" باب مذکور)

اقوال علماء میں سے صحیح قول کے مطابق اس سے مراد ان فتن اور واقعات کا علم ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وقوع پذیر ہوئے جیسے حضرت عثمان اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت وغیرہ کے واقعات ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان واقعات کے افشاء کرنے اور ان فتنہ گردوں کے ناموں کے بتانے سے اس لیے ڈرتے تھے کہ کہیں بنی امیہ کے لونڈے اور ان کی نوخیز نسل اس سے برہم ہو کر ان کو قتل نہ کر ڈالے۔

اور علامہ ابن تیمیہ "منہاج السنہ" میں رقمطراز ہیں۔

Marfat.com

وابو هريرة اسلم عام خيبر فلم يصحب النبی صلی اللہ علیه وسلم إلا اقل من اربع سنين، وذالك الجراب لم يكن فيه شيئ من علم الدين، علم الايمان والامر والنهي وإنما كان فيه الأخبار عن الأمور المستقبلة مثل الفتن التی جرت بين المسلمين فتنة الجمل وصفين وفتنة ابن الزبير ومقتل الحسين ونحو ذالك۔

(ج۔ ۴ ص ۱۷۸)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ خیبر کے سال اسلام لائے اس لیے ان کو چار سال سے کم، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے کا موقع ملا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس (ظرف) تھیلے میں علم دین، علم الایمان اور امر و نہی کی کوئی چیز نہ تھی اس میں تو صرف آئندہ ہونے والے واقعات کی خبریں تھیں مثلاً ان فتنوں کا بیان تھا جو آگے چل کر مسلمانوں میں برپا ہوئے، جیسے جنگ جمل و جنگ صفین کا فتنہ، حضرت ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قتل کا فتنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا بیان اور اسی قسم کے واقعات۔

حضرت ابو ہریرہ کا دورِ یزید سے پناہ مانگنا

اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

وحمل العلماء الوعاء الذی

اور علماء نے علم کے اس ظرف کو

لم يبثه على الاحاديث التي فيها تبيين أسامي امراء السوء واحوالهم وزمنهم وقد كان ابوهريرة يكني عن بعضه ولا يصرح به خوفاً على نفسه منهم كقوله: "اعوذ بالله من رأس الستين وإمارة الصبيان" يشير الى خلافة يزيد بن معاوية لانها كانت سنة ستين من الهجرة و استجاب الله دعاء ابي هريرة فمات قبلها بسنة.

فتح الباری (ج ۱۰ ص ۱۹۳ طبع میریہ مصر ۱۳۰۰ھ)

جس کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشاعت نہ کی ان احادیث پر محمول کیا ہے جن میں امراء سوء (بدکردار و نابکار حاکموں) کے ناموں کی تفصیل، ان کے حالات اور زمانے کا بیان تھا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان نالائق حکمرانوں میں سے بعض کا ذکر اشارہ کنایہ میں کر دیا کرتے تھے مگر صراحۃً ان کا نام نہیں لیتے تھے کہ کہیں وہ ان کو جان سے نہ مار ڈالیں، چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ "میں اللہ تعالیٰ سے سنہ ۶۰ھ کے شروع ہونے اور لونڈوں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں" یہ یزید بن معاویہ کی بادشاہی کی طرف اشارہ تھا کہ وہ سنہ ۶۰ ہجری میں قائم ہوئی اور حق تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا قبول بھی فرمائی چنانچہ وہ یزید کے بادشاہ ہونے سے ایک سال پہلے ہی دنیا سے رحلت فرما گئے۔

Marfat.com

دوسری حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصحیح" میں ایک باب قائم کیا ہے جس کے الفاظ ہیں۔

باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھلاک امتی علی یدی اُغیلمۃ من قریش"

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان کہ "میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی"

اور پھر اس باب میں یہ حدیث نقل کی ہے:

حدثنا موسیٰ بن اسمٰعیل حدثنا عمرو بن یحیی بن سعید بن عمرو بن سعید قال اخبرنی جدی قال کنت جالسًا مع ابی ھریرۃ فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ ومعنا مروان قال ابو ھریرۃ سمعت الصادق المصدوق یقول "ھلکۃ امتی علی یدی غلمۃ من قریش" فقال مروان لعنۃ اللہ علیھم غلمۃ فقال ابو ھریرۃ لوشئت ان اقول بنی فلان و بنی فلان فعلت، فکنت

عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید کہتے ہیں کہ مجھے میرے دادا جان نے بتلایا کہ میں مدینہ شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا، اس وقت مروان بھی ہمارے ساتھ تھا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی" اس پر مروان کی زبان سے نکلا "خدا کی ان پر لعنت ہو، لونڈے ہوں گے! حضرت ابوہریرہ رضی

Marfat.com

خرج مع جدی الی بنی مروان حین ملکوا بالشام فاذا رأھم غلمانا أحداثا قال لنا عسی ھؤلاء ان یکونوا منھم قلنا انت اعلم۔

اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ اگر میں بتانا چاہوں کہ فلاں فلاں کے لڑکے ہوں گے تو بتا بھی سکتا ہوں۔ (عمرو کا بیان ہے کہ) پھر میں اپنے داداجان کے ساتھ جب بنی مروان کی حکومت شام پر قائم ہوئی تو ان کے یہاں جایا کرتا تھا اور داداجان جب ان نوخیز لونڈوں کو دیکھتے تو فرمایا کرتے کہ غالباً یہ وہی لوگ ہیں (جن کے متعلق حضرت ابوہریرہ نے بتایا تھا) ہم یہ سن کر کہتے آپ کو خوب معلوم ہے

میری امت کی تباہی قریش کے چند لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتح الباری میں تصریح کی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ مسند احمد اور سنن نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بایں الفاظ مروی ہے

ان فساد امتی علی یدی غلمۃ سفھاء من قریش۔

میری امت کی تباہی قریش کے چند بے وقوف لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی۔

(ج ۱۳ - ص ۸)

لونڈوں کی حکومت کی کیفیت

اس ہلاکت اور فساد کی تشریح جس کا ذکر صحیح بخاری کی ان حدیثوں میں

آپ کی نظر سے گذرا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی ایک دوسری روایت میں جس کو علی بن الجعد اور ابن ابی شیبہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے، ان الفاظ مذکور ہے۔

حضرت ابوہریرہ کی دعا

اعوذ بالله من امارة الصبیان۔ قالوا وما امارة الصبیان؟ قال ان اطعتموھم ھلکتم، وان عصیتموھم اھلکوکم۔

فتح الباری (ج۔ ۱۳۔ ص ۸)

"میں اللہ کو نڈوں کی امارت سے پناہ مانگتا ہوں" حاضرین نے عرض کیا: لونڈوں کی امارت کیا معنی؟ فرمایا یہ کہ اگر تم ان کی اطاعت کی تو ہلاک ہوئے (یعنی دین برباد ہوا) اور اگر تم نے ان کی نافرمانی کی تو وہ تمہیں ہلاک کر کے چھوڑیں گے (یعنی تمہیں جان سے مار ڈالیں گے یا تمہارا مال لوٹ لیں گے یا تمہاری جان و مال دونوں تباہ کر کے رکھ دیں گے)۔ لہ

قاتل امام

لہ آپ اس حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے، حافظ شمس الدین ذہبی نے میزان الاعتدال میں شمر بن ذی الجوشن کا جو تذکرہ لکھا ہے وہ پڑھیے، فرماتے ہیں:۔

شمر بن ذی الجوشن أبو السابغة الضبابی عن أبیه وعنه أبو اسحاق السبیعی لیس بأهل للروایة فانه أحد قتلة

شمر بن ذی الجوشن ابو السابغہ ضبابی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے، اس سے ابو اسحاق سبیعی۔ یہ اس کا اہل نہیں کہ اس سے روایت لی جائے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

نیز ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ)

سین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وقد
ﮯ أعوان المختار - روی
کر بن عیاش عن أبی اسحٰق
کان شمر یصلی معنا ثم
ل: اللھم انک تعلم انی
ریف فاغفر لی قلت:
ف یغفر اللہ لک وقد اعنت
قتل ابن رسول اللہ صلی اللہ
یہ وسلم قال و یحک نکیف
نع؟ إن امراءنا ھؤلاء
رونا بأمر فلم نخالفھم
و خالفناھم کنا شرا من
ذہ الحمر الشقاۃ -
قلت ان ھذا العذر
بیح فانما الطاعۃ فی
معروف -

(ج-۱ ص ۴۴۹ - طبع
مصر ۱۳۲۵ھ)

یہ بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلین کا ایک فرد تھا۔ شمر کو مختار کے کارندوں نے قتل کیا، ابوبکر بن عیاش، ابو اسحاق سے راوی ہیں کہ شمر ہمارے ساتھ نماز پڑھتا اور پھر یوں دعا کرتا کہ "اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں ایک شریف آدمی ہوں اس لیے مجھے بخش دے اس پر میں نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے کیوں بخشنے لگا تو نے تو ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل میں اعانت کی ہے کہنے لگا: تجھ پر افسوس! پھر ہم کیا کریں (ہمارا کیا بس تھا) ہمارے ان حاکموں نے ہمیں ایک حکم دیا تھا ہم نے اس کی مخالفت نہ کی، اور اگر ہم ان کی مخالفت کرتے تو ان بدنصیب گدھوں سے بھی بدترین بن جاتے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ عذر بُرا ہے، اطاعت تو صرف نیک کام میں ہوا کرتی ہے۔

Marfat.com

ان أبا هريرة كان يمشي في السوق ويقول اللهم لا تدركني سنة ستين ولا إمارة الصبيان -

فتح الباری (ج - ۱۳ ص ۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں جاتے جاتے یوں دعا کرنے لگتے " اے اللہ مجھے ۶۰ھ کا زمانہ نہ آنے پائے اور نہ لونڈوں کی امارت کا "۔

امت کو تباہ کرنے والے لونڈوں میں یزید سر فہرست ہے ،

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ؛-

وفي هذا اشارة الى أن اول الاغيلمة كان في سنة ستين وهو كذالك فان يزيد بن معاوية استخلف فيها وبقي الى سنة اربع وستين فمات -

فتح الباری (ج - ۱۳ - ص ۸)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان لونڈوں میں سب سے پہلا لونڈا ۶۰ھ میں برسر اقتدار آیا جو بالکل واقع کے مطابق ہے - کیونکہ یزید بن معاویہ اسی ۶۰ھ میں بادشاہ بنا اور پھر ۶۴ھ تک زندہ رہ کر مر گیا

اور پھر مزید افادہ یہ فرماتے ہیں کہ :

" اس روایت سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت کے عموم کی بھی تخصیص ہو جاتی ہے جس کو ابوزرعہ نے ان سے نقل کیا ہے اور جو " باب علامات النبوۃ " میں بایں الفاظ گذر چکی

Marfat.com

ہے کہ یھلك الناس ھذا الحی من قریش (لوگوں کو قریش کا یہ قبیلہ ہلاک کرے گا) کیونکہ اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ قریش کا پورا قبیلہ نہیں بلکہ اس کے بعض افراد مراد ہیں یعنی ان کی نوخیز نسل کے چند لونڈے نہ کہ قبیلے کے سب افراد، غرض یہ لونڈے طلب سلطنت کے لیے لوگوں کو ہلاک کریں گے اور اسی کی خاطر ہنگامۂ قتال برپا کریں گے جس کی وجہ سے لوگوں کے حالات میں بگاڑ پیدا ہو گا اور فتنوں کے مسلسل برپا ہونے کے باعث سخت گڑبڑ ہو گی، چنانچہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خبر دی تھی اسی کے مطابق ہو کر رہا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کہ ان لونڈوں سے دور رہا جائے

نیز اس حدیث میں جو یہ الفاظ وارد ہیں کہ: لو ان الناس اعتزلوھم" (کاش لوگ ان لونڈوں سے کنارہ کشی کریں) اس میں حرف لَو کا جواب "کان اولیٰ بھم" (تو یہ ان کے حق میں اولیٰ ہے) محذوف ہے اور مراد "اعتزال" یعنی کنارہ کش رہنے سے یہ ہے کہ ان کے پاس آمد و رفت رکھیں اور نہ ان کے ساتھ کسی جنگ میں شریک ہوں، بلکہ اپنے دین کو سلامت لے کر ان کے پاس سے راہ فرار اختیار کریں۔

فتح الباری (ج ۱۳ ص ۸)

صحابہ و تابعین کا اس ہدایت پر عمل

اب ساری اسلامی تاریخ

کا ایک ایک ورق پڑھ جائیے۔ یزید کے عہد نحوست مہد میں میدانِ کربلا ہو یا جنگ حرہ، حرمِ الٰہی کا محاصرہ ہو یا حرمِ نبوی پر چڑھائی، ان میں سے کسی ایک مہم میں بھی یزید کی حمایت میں کوئی صحابی تو درکنار کسی قابلِ ذکر نیک نام تابعی کا نام بھی آپ کو ڈھونڈنے سے نہیں ملے گا جو کہ یزید کی طرف سے لڑنے آیا ہو۔

اس کے بعد حافظ ابن حجر حدیث کے اس جملہ کی کہ "فاذا راھم غلمانا أحداثا" (ہمارے دادا جان جب شام کے حکمرانوں کو دیکھتے کہ وہ نوخیز لونڈے ہیں) کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

یزید اول فسادی

والذی یظھران المذکورین من جملتھم وإن أولھم یزید کمادل علیہ قول أبی ھریرۃ "رأس السنین وامارۃ الصبیان" فان یزید کان غالبا ینتزع الشیوخ من إمارۃ البلدان الکبار ویولیھا الاصاغر من أقاربہ۔

(فتح الباری ص ۸۔ جلد ۱۳)

اور ظاہر یہی ہے کہ راوی کے دادا نے، جن حکمرانوں کو ذکر کیا ہے وہ قریش کے ان ہی لونڈوں میں داخل ہیں اور ان میں پہلا شخص یزید ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ۶۰ھ کے آغاز اور لونڈوں کی امارت کا ذکر کرنا اس بات کو بتلا رہا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یزید اکثر بڑے بڑے شہروں کی امارت سے بڑی عمر کے لوگوں کو ہٹا کر ان کی جگہ اپنے رشتہ داروں میں سے کم عمر لوگوں کو والی بنا دیا کرتا تھا۔

Marfat.com

مروان کا اِن مفسد لونڈوں پر لعنت کرنا

نیز اس باب کے ختم پر حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے "جو تنبیہہ" فرمائی ہے وہ بھی پڑھنے کے قابل ہے۔ فرماتے ہیں:۔

(تنبیہ) یتعجب من لعن مروان الغلمة المذکورین مع أن الظاهر انهم من ولده فکأن الله تعالیٰ أجری ذالك علیٰ لسانه لیکون اشد فی الحجة علیهم لعلهم یتعظون،

وقد وردت أحادیث فی لعن الحکم والد مروان وما ولد اخرجها الطبرانی وغیره غالبها فیه مقال و بعضها جید ولعل المراد تخصیص الغلمة المذکورین بذالك۔

(ج - ۱۳ ص ۹)

(تنبیہہ) تعجب ہوتا ہے کہ مروان نے ان مذکورہ لونڈوں پر لعنت کی حالانکہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اس کی اولاد ہی میں ہوئے ہیں۔ پس گویا حق تعالیٰ شانہٗ نے یہ بات اس کی زبان سے کہلوا دی" تاکہ ان لونڈوں پر سخت حجت قائم ہو جائے اور شاید اس بات سے وہ کچھ نصیحت پکڑیں

اور ہاں مروان کے باپ حکم اور اس کی اولاد پر حدیثوں میں لعنت وارد ہوئی ہے ان حدیثوں کو طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہے جن میں سے اکثر روایات میں گفتگو کی گنجائش ہے مگر ان میں سے بعض روایات جید بھی ہیں اور غالباً لعنت ان ہی لونڈوں کے ساتھ مخصوص ہے جن کا ذکر حدیث بخاری میں آتا ہے

Marfat.com

یزید کے دور میں صحابہ و تابعین پر مظالم

غرض قریش کے وہ چند نوخیز لونڈے جن کے ہاتھوں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی ہلاکت و بربادی کی خبر دی ہے ان سب میں اول نمبر یزید پلید کا ہے، چنانچہ اس کی ولی عہدی کی سلسلہ جنبانی کے آغاز سے لے کر اس کے مرتے دم تک اس عہد کے اخیار امت صحابہ و تابعین پر جو مصائب کے پہاڑ ٹوٹے اور ان کی جس طرح توہین و تذلیل کی گئی اور ان کے ساتھ قتل و غارت کا جو معاملہ ہوا۔ اس سے تاریخ اسلام کے اوراق پر ہیں اور صحیح بخاری میں اس سلسلہ کے جو واقعات ضمناً آ گئے ہیں وہ یہ ہیں:۔

(۳) حدثنا موسی بن اسماعیل قال حدثنا ابو عوانة عن أبی بشر عن یوسف بن ماهك قال کان مروان علی الحجاز استعمله معاویة فخطب فجعل یذکر یزید بن معاویة لکی یبایع له بعد ابیه، فقال له عبد الرحمن بن أبی بکر شیئاً فقال خذوه فدخل بیت عائشة فلم یقدروا، فقال مروان ان هذا الذی

یوسف بن ماہک کا بیان ہے کہ مروان، حجاز کا گورنر تھا، جس کو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں کا عامل مقرر کیا تھا اس نے خطبہ دیا جس میں یزید بن معاویہ کے متعلق ذکر کرنے لگا تاکہ اس کے باپ کے بعد اس کے لیے بیعت لے لی جائے اس پر حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مروان سے کچھ کہا تو اس نے ابر افروختہ ہو کر اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ اس شخص کو گرفتار کر لو، یہ سن کر حضرت عبد الرحمٰن

Marfat.com

انزل فیہ "وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْہِ اُفٍّ لَّکُمَا اَتَعِدَانِنِیْٓ ۔ فقالت عائشۃ من وراء الحجاب ما انزل اللہ فینا شیئا من القرآن الا ان اللہ انزل عذری

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۱۵ کتاب التفسیر، سورہ احقاف)

بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی بہن ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں گھس گئے اور مروان کی پولیس کا ان پر قابو نہ چل سکا۔ اب مروان (جھلا کر) بولا یہ وہی شخص تو ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی" اور جس شخص نے اپنے ماں باپ کو کہا میں بیزار ہوں تم سے کیا تم مجھ کو وعدہ دیتے ہو؟ الخ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (جب مروان کی یہ غلط بیانی سنی تو) پردے کے پیچھے ہی سے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری مذمت میں تو قرآن پاک میں کچھ نازل نہیں کیا ہے ہاں اللہ تعالیٰ نے میری برأت اور پاکدامنی کی آیتیں ضرور نازل فرمائی ہیں۔

امام بخاری کی اس روایت میں جو اجمال ہے اس کی تفصیل مستخرج اسماعیلی" میں اسی سند کے ساتھ بایں الفاظ مذکور ہے:۔

فاراد معاویۃ ان یستخلف معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ

تفصیل

Marfat.com

يزيد يعني ابنه فكتب إلى مروان بذالك فجمع مروان الناس فخطبهم وذكر يزيد ودعا إلى بيعته، وقال إن الله أرى امير المومنين فى يزيد رأيا حسنا وان يستخلفه فقد استخلف ابوبكر وعمر۔

کیا کہ اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنائیں تو مروان کو اس کے بارے میں لکھا اب مروان نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اس میں یزید کا ذکر کر کے اس کی بیعت کی دعوت دی، اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین کو یزید کے بارے میں اچھی رائے سمجھائی ہے۔ اب اگر وہ اس کو خلیفہ بناتے ہیں تو ابوبکر و عمر بھی خلیفہ بنا چکے ہیں

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کا مروان کو برسرِ منبر ٹوکنا

ظاہر ہے کہ اس لغو بیانی کا جواب سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہی کو دینا چاہیئے تھا، چنانچہ حسب توقع انہوں نے نہایت جرأت سے کام لے کر بڑی بے باکی سے "سلطان جابر" کے سامنے کلمہ حق کی ادائیگی کے فریضے کو انجام دیتے ہوئے فرمایا:۔

ماهى الا هرقلية۔

یہ تو ہرقل[1] کی اتباع کے سوا کچھ نہیں۔

[1] ہرقل عیسائیوں کے فرمانروا قیصر کا نام ہے۔

Marfat.com

اور حافظ اسماعیلی کی دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:۔

فقال مروان سنة ابی بکر وعمر فقال عبد الرحمن سنة هرقل وقیصر

مروان کہنے لگا یہ ابو بکر اور عمر کی سنت ہے۔ اس پر حضرت عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (نہیں بلکہ) ہرقل وقیصر کی رسم ہے۔

اور مسند ابی یعلی اور تفسیر ابن ابی حاتم میں عبد اللہ مدنی کی زبانی اس واقعہ کی یہ تفصیل مروی ہے:۔

کنت فی المسجد حین خطب مروان فقال ان اللہ قد اری أمیر المؤمنین رأیا حسنًا فی یزید، وان یستخلفه فقد استخلف ابو بکر وعمر، فقال عبد الرحمن هرقلية ان ابا بکر واللہ ماجعلها فی احد من ولده، ولا فی اهل بیته، وما جعلها معاویة الاکرامة لولده۔

جس وقت مروان نے خطبہ دیا میں مسجد نبوی میں موجود تھا کہنے لگا اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین (معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو یزید کے بارے میں عمدہ رائے سجھائی ہے۔ اگر وہ اس کو خلیفہ بناتے ہیں تو ابو بکر و عمر بھی بنا چکے ہیں۔ اس پر حضرت عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ تو ہرقل کا طریقہ ہے واللہ ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنی اولاد میں کسی کو خلافت نہیں سونپی اور نہ اپنے خاندان میں سے کسی کو خلیفہ بنایا، مگر معاویہ تو بس اپنے بیٹے کو اعزاز بخشنا چاہتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت عائشہ کا مروان کو جھوٹا کہنا

ظاہر ہے اس حق بات کو سننے کی تاب مروان میں کہاں تھی، فوراً الزام تراشی پر اتر آیا اور ان کو گرفتار کرنے کا حکم دے دیا آخر جیسا کہ محدث اسماعیلی کی روایت میں آتا ہے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہنا پڑا۔

کذب واللہ ما انزلت فیہ۔

واللہ مروان جھوٹ بکتا ہے یہ آیت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہی نہیں ہوئی۔

مروان کی حضرت عائشہ سے سخت کلامی

مسند ابو یعلی میں یہ بھی آتا ہے کہ پھر مروان منبر سے اتر کر حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سخت کلامی کرنے لگا اور آپ نے بھی اس کو ویسے ہی جواب دیئے آخر واپس چلا گیا[1]

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق معاویہ اور ابوسفیان سے افضل ہیں

اب ذرا غور کیجئے، مروان کی یہ تقریر کہاں ہو رہی ہے، منبر نبوی سے، مسجد نبوی میں، روضۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے، یزید کی ولی عہدی کی بیعت لینے کے لیے اس پر افترا پردازی کا یہ عالم ہے کہ اس ولی عہدی کی رسم کو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سنت بتلا رہا ہے۔ اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس کو ٹوکتے ہیں کہ یہ ابوبکر و عمر کی سنت نہیں ہے بلکہ ہرقل اور قیصر کی رسم ہے

---

[1] ان سب روایات کے لیے ملاحظہ ہوں فتح الباری ج ۸ ص ۴۴۲ و ۴۴۳

عہدی ہے تو بگڑ جاتا ہے الزام تراشی کرتا ہے، کتاب اللہ کے بارے میں جھوٹ بولتا ہے، ذرا نہیں سوچتا کہ کہاں ہوں، کس مقام سے بول رہا ہوں، کس سے مخاطب ہوں یہ کس باپ کے بیٹے ہیں، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سگے بھائی تھے۔ یہ یزید تو کیا چیز ہے اس کے والد ماجد معاویہ اور جد امجد ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی نص قرآن افضل ہیں، کیونکہ جناب معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے والد ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو مولفۃ القلوب میں تھے فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے "طلقاء" میں ان کا شمار ہے۔ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلح حدیبیہ کے زمانے میں فتح مکہ سے بہت پہلے مشرف بہ اسلام ہو کر ہجرت فرمائے مدینہ ہو چکے تھے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کی آمدنی میں سے ان کے لیے چالیس وسق سالانہ خرما کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ ابن کثیر نے ان کے بارے میں لکھا ہے "کان من سادات المسلمین" (یہ مسلمانوں کے اکابر میں سے تھے) اور "وکان معظما بین اھل الاسلام" (اہل اسلام میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے)[1] اب جس کی ولی عہدی کے سلسلے میں اکابر صحابہ کی اس طرح توہین کی جائے اس کی بادشاہی کے دور میں کیا کچھ نہ ہو گا؟

عبدالرحمٰن بن ابی بکر کا معاویہ کی رقم کو واپس کر دینا

حافظ ابن کثیر نے زبیر بن بکار سے بسند نقل کیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لاکھ درہم حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں بھیجے مگر

---

[1] ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ ج۔ ۸ ص ۸۸ و ۸۹ طبع مصر مطبعۃ السعادۃ

حضرت ممدوح نے یہ کہہ کر ان کے لینے سے انکار کردیا کہ ابیع دینی بدنیا ی؟ (کیا میں اپنی دنیا کے عوض اپنے دین کو بیچ ڈالوں) [1]

آخر کار اکابر صحابہ کے پر زور احتجاج کے باوجود ان کی مرضی کے برخلاف یزید راج سنگھاسن پر براجمان ہوجاتا ہے، اور امت محمدیہ پر ہلاکت کا طوفان امنڈ آتا ہے، رجب ۶۰ھ ہجری میں یزید بادشاہ بنا، اور اسی سال ماہ رمضان میں یزید اپنے چچا زاد بھائی ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو مدینہ منورہ کی گورنری سے معزول کر کے اس کی جگہ عمرو بن سعید اشدق کا تقرر کرتا ہے۔

یزید کا گورنر مدینہ کو اس لیے معزول کرنا کہ اس نے حضرت حسین وابن زبیر پر سختی نہ کی تھی

ولید کا قصور یہ تھا کہ اس نے بیعت کے معاملہ میں حضرت حسین و حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر وہ سختی نہ کی تھی جو یزید کو مطلوب تھی اسی لیے یہ دونوں حضرات یزید کی بیعت کیے بغیر مدینہ منورہ سے بخیر و عافیت مکہ معظمہ پہنچ گئے تھے۔ حالانکہ یزید کا ان کے بارے میں ولید کو یہ فرمان آچکا تھا کہ

اما بعد فخذ حسینا وعبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن الزبیر بالبیعۃ اخذاً شدیداً لیست فیہ رخصۃ حتیٰ یبایعوا والسلام [2]

اما بعد حسین، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر کو بیعت کے لیے سختی کے ساتھ پکڑو، اور جب تک یہ لوگ بیعت نہ کرلیں ذرا ڈھیل نہ ہونے پائے۔ والسلام

---

[1] ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۸۸ و ۸۹ طبع مصر مطبعۃ السعادۃ [2] البدایہ والنہایہ از حافظ ابن کثیر رح ج ۸ ص ۱۴۶ و ۱۴۷

Marfat.com

مروان کا مشورہ کہ ان حضرات کا سر قلم کر دیا جائے

مروان کا مشورہ ان حضرات کے بارے میں ولید کو یہ تھا کہ اگر یہ حضرات بیعت نہ کریں تو فوراً ان کا سر قلم کردو مگر ولید نے مروان کی بات نہ مانی اس لئے اس شاہی فرمان کی تعمیل میں کوتاہی کا لازمی نتیجہ معزولی تھا۔ حافظ ابن کثیرؒ نے جو اس کی معزولی کی وجہ میں "لتفریطه" کا لفظ لکھا ہے وہ اسی حقیقت کا ترجمان ہے[1]

حضرت ابوشریح کا گورنر مدینہ کو حرم پر فوج کشی سے منع کرنا

چنانچہ اس کی جگہ گورنر ہو کر عمرو بن سعید اسی ماہ میں مدینہ آگیا یہ مزاج کا بڑا فرعون اور بڑا متکبر تھا، حافظ ابن کثیر کے اس کے بارے میں یہ الفاظ ہیں وکان متالهاً متکبراً[2] (یہ اپنے آپ کو خدا کی جگہ پر سمجھنے والا بڑا ہی مغرور تھا) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے چونکہ ابھی تک یزید کی بیعت نہ کی تھی اور وہ حرم الٰہی میں پناہ گزیں تھے اس لئے اس نابکار نے ان کو گرفتار کرنے کے لئے مدینہ میں آتے ہی حرم مکہ پر لشکر کشی شروع کر دی[3] اس کی اس ناشائستہ حرکت پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشہور و محترم صحابی حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس بہترین انداز میں اسے فہمائش کی وہ صحیح بخاری میں اس طرح منقول ہے۔

چوتھی حدیث (۴) حدثنا عبداللہ بن — حضرت ابوشریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1] البدایہ والنہایہ از حافظ ابن کثیر ج ۸۔ ص ۱۴۸ [2] ایضاً۔ [3] مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم نے "امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی" میں اس واقعہ کو عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت کا گمان کیا ہے جو صحیح نہیں یہ واقعہ یزید بن معاویہ کے زمانۂ حکمرانی میں ہوا ہے (ملاحظہ ہو "البدایہ والنہایہ" ترجمہ یزید بن معاویہ اور "الاصابہ فی تمیز الصحابہ" ترجمہ حضرت ابوشریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یوسف قال حدثنا اللیث
قال حدثنی سعید هو
ابن ابی سعید عن ابی
شریح انه قال لعمرو
بن سعید۔ وهو یبعث
البعوث إلی مکة ائذن
لی ایها الامیر أحدثك
قولاً قام به رسول الله
صلی الله علیه وسلم الغد
من یوم الفتح سمعته
اذنای ووعاه قلبی وابصرته
عینای حین تکلم به، حمد
الله واثنی علیه ثم قال
ان مکة حرمها الله ولم
یحرمها الناس فلا یحل
لامرئ یومن بالله والیوم
الآخر ان یسفك بها دما
ولا یعضد بها شجرة فان
أحد ترخص لقتال رسول
الله فیها فقولوا ان الله
قد اذن لرسوله ولم یاذن

نے عمرو بن سعید کو جب کہ وہ مکہ
معظمہ پر چڑھائی کے لیے فوج کے
دستے بھیج رہا تھا فرمایا: اے امیر
اجازت دیجئے تاکہ میں آپ کے
سامنے وہ حدیث بیان کروں جس
کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فتح مکہ کے دوسرے دن کھڑے
ہو کر بیان فرمایا تھا اور جس کو میرے
دونوں کانوں نے سنا اور دل نے
یاد رکھا اور جس وقت آپ اس کو
بیان فرما رہے تھے تو میری دونوں
آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں
آپ نے حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد
فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو حرم
بنایا ہے، لوگوں نے اس کو حرم
نہیں بنایا لہذا جو شخص بھی اللہ تعالیٰ
اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس
کے لیے یہ حلال نہیں کہ مکہ معظمہ میں
کسی کا خون بہائے اور نہ وہاں کا
کوئی درخت کاٹے، پھر اگر کوئی
شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

لکم وانما اذن لی فیھا ساعۃ من نھار ثم عادت حرمتھا الیوم کحرمتھا بالامس ولیبلغ الشاھد الغائب، فقیل لابی شریح ما قال عمرو قال إنما أنا أعلم منک یا أبا شریح لا تعیذ عاصیًا ولا فارًا بدم ولا فارًا بخربۃ

(صحیح بخاری کتاب العلم باب لیبلغ الشاہد الغائب)

کے وہاں قتال کرنے کی وجہ سے اس امر کی رخصت چاہے تو اس کو بتا دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تو اس کی اجازت دی تھی مگر تم کو اس کی اجازت نہیں دی، اور مجھے بھی گھڑی بھر دن کی اجازت تھی پھر آج اس کی حرمت اسی طرح عود کر آئی جس طرح کہ کل اس کی حرمت تھی اور جو شخص یہاں حاضر ہے اس کو چاہیئے کہ جو شخص غائب ہے اس تک یہ بات پہنچا دے۔ اس پر ابو شریح سے دریافت کیا گیا کہ عمرو نے پھر کیا جواب دیا۔ فرمایا: اس نے کہا اے ابو شریح میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں مکہ نہ کسی عاصی کو پناہ دیتا ہے اور نہ کسی ایسے شخص کو جو خون کر کے وہاں بھاگ جائے اور نہ اس شخص کو جو چوری کر کے وہاں فرار ہو جائے۔

Marfat.com

گورنر مدینہ کا صحابی رسول کے سامنے اپنی علمیت بگھارنا

غور کیجیے: صحابیِ رسول حضرت ابوشریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرمِ الٰہی پر فوج کشی سے روکنے کے لیے یزید کے گورنر کو حدیث رسول بیان کرتے ہیں اور یہ بدبخت ان کے سامنے اپنی علمیت بگھارتا ہے، کہتا ہے "میں تم سے زیادہ علم رکھتا ہوں" امام ابن حزم اپنی مشہور تصنیف "المحلی کی کتاب الجنایات" میں بالکل صحیح لکھتے ہیں:۔

لاكرامة للطيم الشيطان الشرطي الفاسق يريد ان يكون اعلم من صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم وهذا الفاسق هو العاصي لله ولرسوله، ومن والاه أو قلده۔ وما حامل الخزي في الدنيا والآخرة الا هو ومن امره۔

اس لطیم الشیطانؔ، پولیس مین، فاسق کی بھی یہ وقعت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی سے بھی زیادہ عالم بننے کا دعویٰ کرے۔ (عاصی ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نہیں بلکہ) یہی فاسق اللہ اور اس کے رسول کا عاصی تھا اور وہ شخص جس نے اس سے دوستی کی یا اس کے کہے پر چلا اور دنیا اور آخرت میں ذلت اٹھانے والا یہی تھا اور وہ (یزید) جس نے اس کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔

حضرت ابن زبیر کے خلاف گورنر مدینہ کی ہرزہ سرائی قابل قبول نہیں۔

اور شیخ الاسلام محمد صدر الصدور دہلی شرح بخاری میں رقمطراز ہیں۔

عہ لطیم الشیطان کے معنی ہیں جس کو شیطان نے چپت لگایا ہو۔ یہ عمرو بن سعید اشدق کا لقب ہے۔

Marfat.com

واین دعوی مجرد است و مردود
بروے ، زیراچہ عبد اللہ بن زبیر
صحابی است متعبد، جامع صفات
حمیدہ ، وکارے نکردہ کہ بدان
مستحق قتل باشد بیرون حرم
ونہ خروج کردہ براحدے ،
ونہ خواند مردم را بہ بیعت خود
باآنکہ ناخوش بودند از یزید
اہل حرمین ومبادرت بکمردند
بہ بیعت وے جز اہل شام بنابر
تولیہ پدرش معاویہ ، وامتناع
آورد عبد اللہ وغیروے از بیعت
آں نااہل کہ مسرف در معاصی
ومرتکب کبائر بود وپناہ گرفت
از شروے در گوشۂ حرم ، پس
تعین کرد لشکر ہا لقتال ابن زبیر
بمکہ۔

(ج۔ ۳ ص ۳۲۲ طبع مطبع
علوی لکھنؤ ۱۳۰۲ھ)

اور یہ (گورنر مدینہ، عمرو بن سعید کا)
خالی خولی دعوی ہے جو مردود ہے
کیونکہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی
عنہما ایک عابد صحابی تھے، صفات
حمیدہ کے جامع، انہوں نے کوئی
کام ایسا نہ کیا تھا جس کی بنا پر بیرون
حرم وہ قتل کے مستحق ٹھہرتے، اور
نہ کسی کے خلاف انہوں نے خروج
کیا تھا، نہ لوگوں کو (ابھی تک) اپنی
بیعت کی دعوت دی تھی، حالاں کہ
اہل حرمین یزید سے خوش نہ تھے
اور یزید کی بیعت پر بجز اہل شام
کے کسی نے جلد بازی سے کام نہ
لیا، اور اہل شام نے اس لئے جھٹ
پٹ بیعت کر لی کہ اس کے باپ
معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اس
کو اپنا ولی عہد بنا دیا تھا اور حضرت
عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ اور دوسرے
حضرات نے اس نااہل کی بیعت کرنے
سے اس لیے سختی سے انکار کر دیا کہ یہ
معاصی میں حد سے بڑھ گیا تھا اور

Marfat.com

کبائر کا مرتکب تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یزید کی شر سے بچنے کے لیے حرم محترم کے گوشہ میں پناہ لے رکھی تھی لہذا اس نے مکہ معظمہ میں ان سے جنگ کرنے کے لئے فوجوں کو روانہ کیا۔

اور شیخ نور الحق محدث دہلوی "تیسیر القاری شرح صحیح بخاری" میں ارقام فرماہیں:-

کلام این مفسد حجت را نمی شاید از آنکہ خلاف مقررہ اہل دین است، در روایت امام احمد آمدہ کہ گفت ابوشریح گفتم عمرو را من حاضر و تو غائب بودی، و بموجب امر آنحضرت ؐ رساندم ترا، و این مشعر است تا آنکہ ابوشریح قبول گفتۂ عمرو نکردہ و او را بوے گزاشتہ از جہت عجز و عدم قدرت بجہت شوکت و غلبہ او۔

(ج - ۲ ص ۱۵۷) طبع علوی لکھنؤ

اس مفسد (عمرو) کی بات حجت کے لائق نہیں کیونکہ یہ اہل دین کے دستور کے خلاف ہے، مسند احمد کی ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابو شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے عمرو کو جواب دیا تھا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ارشاد فرمایا تھا میں اس وقت حاضر تھا اور تو غائب (اس لئے تو حدیث کا مطلب کیا جانے) میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق تجھے تبلیغ کر دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوشریح رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ نے عمرو کی اس بات کو نہیں
مانا، مگر چونکہ عمرو کو شوکت اور غلبہ
حاصل تھا اور آپ اسکے مقابلے سے
عاجز تھے اور اس کی طاقت نہیں
رکھتے تھے اس لیے ر زبانی
فہمائش کے بعد، آپ نے اس کو اسی
کے حال پر چھوڑ دیا۔

مروان نے جو معاملہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ کیا وہ آپ پڑھ چکے ہیں، یہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند اکبر تھے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے نواسے ہیں ان کے خلاف حرم محترم پر صرف اس لیے فوج کشی کی گئی کہ انھوں نے یزید پلید سے بیعت نہیں کی تھی۔

حضرت ابن زبیر کے فضائل حضرت ابن عباس کی زبانی

حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جلالت شان کا اندازہ لگانا ہو تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے یہ الفاظ پڑھیے:

أما أبوه فحواری النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرید الزبیر۔ وأما جدہ فصاحب الغار۔ یرید أبا بکر۔ وأما

ان کے والد ماجد یعنی حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حواری تھے اور ان کے نانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے رفیق غار تھے

Marfat.com

أمه فذات النطاق يريد أسماء - وأما خالته فأم المومنين يريد عائشة - وأما عمته فزوج النبي صلى الله عليه وسلم - يريد خديجة - وأما عمة النبي صلى الله عليه وسلم فجدته يريد صفية - ثم عفيف في الإسلام قارئ للقرآن -

(صحیح بخاری باب قوله ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ)

اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذات النطاق (کہ جنہوں نے ہجرت کے وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زاد سفر اپنے پٹکے سے باندھا تھا) اور ان کی خالہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور ان کی پھوپھی (ان کے ابا کی پھوپھی مراد ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، اور ان کی دادی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمہ محترمہ ہیں اور پھر وہ خود اسلام میں پاکباز اور قرآن پاک کے بکثرت پڑھنے والے ہیں۔

مصاحف عثمانی کی کتابت میں حضرت ابن زبیر کی شرکت

یہ بھی پیش نظر رہے کہ یہ قرآن کریم جو اس وقت امت کے ہاتھوں میں ہے اور جس کو شب و روز ہم پڑھتے ہیں اس کی نقلیں حضرت امیر المؤمنین عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی نگرانی میں کرا کر ممالک محروسہ میں روانہ کی تھیں۔ ان مصاحف کی کتابت کے لیے حضرت امیر المؤمنین نے جن چار حضرات کو نامزد فرمایا

Marfat.com

ان میں سے ایک یہ بھی تھے [1]

حضرت ابن زبیر کے فضائل احادیث کی روشنی میں،

صحیح بخاری میں ان کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب وہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں آئیں تو ان دنوں یہ شکم مادر میں تھے، اور وضع حمل کی مدت قریب تھی چنانچہ قبا کے زمانہ قیام ہی میں ان کی ولادت ہوئی فرماتی ہیں

ثم اتیت به النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضعه فی حجرة ثم دعا بتمرة فمضغها ثم تفل فی فیه فکان اول شیء دخل جوفه ریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم حنکه بتمرة ثم دعا له وبرک علیه وکان اول مولود ولد فی الاسلام (باب هجرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابه الی

پھر میں بچہ کو لے کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے ان کو اپنی گود میں لے لیا اور آپ نے ایک کھجور منگوائی اور اس کو چبا کر پھر ان کے منہ میں ڈال دی چنانچہ ان کے پیٹ میں پہلی چیز جو داخل ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعاب دہن تھا، پھر آپ نے کھجور کو ان کے تالو پر مل دیا اور ان کے لیے برکت کی دعا کی، اور یہ پہلے بچے تھے جو اسلام میں (ہجرت کے بعد مہاجرین میں) پیدا

---

[1] ملاحظہ ہو صحیح بخاری باب جمع القرآن" بقیہ حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں (۱) حضرت زید بن ثابت (۲) حضرت سعید بن العاص (۳) حضرت عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہم اجمعین

Marfat.com

المدینہ) | ہوگئے

اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے الفاظ ہیں

اوّل مولود ولد فی الاسلام عبد اللہ بن الزبیر اتوا به النبی صلی اللہ علیه وسلم فاخذ النبی صلی اللہ علیه وسلم تمرة فلاکها ثم ادخلها فی فیه فاوّل ما دخل فی بطنه ریق النبی صلی اللہ علیه وسلم

(صحیح بخاری باب مذکور)

پہلا بچہ جو اسلام میں (ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں میں) پیدا ہوا وہ عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) تھے ان کو (ان کے گھر والے) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے تو آپ نے ایک کھجور منگوا کر پہلے اس کو اپنے دہن مبارک میں چبایا اور ان کے منہ میں اس کو انڈیل دیا چنانچہ ان کے پیٹ میں پہلی چیز جو پہنچی وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لعاب دہن تھا۔

اور صحیح مسلم میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں اتنا اضافہ اور آتا ہے:

ثم مسحه وصلی علیه وسماه عبد اللہ ثم جاء وهو ابن سبع سنین او ثمان یبایع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وامره

پھر حضور علیہ السلام نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا، ان کے لیے دعا خیر کی اور ان کا نام عبد اللہ رکھا، پھر جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

بذالك الزبير فتبسم رسول
الله صلى الله عليه وسلم حين
رآه مقبلا إليه ثم
بايعه -
(باب استحباب تحنيك
المولود عند ولادته)

سے بیعت کرنے کے لیے حاضر خدمت
ہوئے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے ان کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
کو اپنی طرف آتے دیکھ کر تبسم فرمایا
اور پھر ان سے بیعت لے لی -

امام نووی، اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں

وفی هذا الحديث ....
مناقب كثيرة لعبد الله
بن الزبير رضي الله عنه
منها أن النبي صلى الله
تعالى عليه وسلم مسح عليه
وبارك عليه ودعا له و
أول شيء دخل جوفه
ريقه صلى الله عليه وسلم
فإنه أول من ولد في
الاسلام بالمدينة والله
اعلم -
(شرح صحیح مسلم از امام نووی باب مذکور)

اس حدیث میں حضرت عبداللہ
بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بہت
سے مناقب ہیں، منجملہ ان کے ایک
یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
ان کے سر پر ہاتھ پھیرا، (۲) ان کے
لیے برکت طلب کی (۳) ان کے
حق میں دعائے خیر فرمائی (۴) پہلی
چیز جو ان کے پیٹ میں پہنچی وہ
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کا لعاب دہن تھا (۵) یہ اسلام
میں پہلے بچے ہیں جو مدینہ طیبہ میں
(ہجرت کے بعد) پیدا ہوئے -

اور مستخرج اسماعیلی میں "صحیح بخاری" کی اس روایت میں "فی الاسلام"
کے بعد یہ اضافہ بھی ہے -

Marfat.com

ففرح المسلمون فرحًا شديدًا لأن اليهود كانوا يقولون سحرناهم حتى لا يولد لهم

(فتح الباری ج ۷، ص ۱۹۴)

یہ پیدا ہوئے تو مسلمانوں کو بڑی ہی خوشی ہوئی کیونکہ یہودی کہا کرتے تھے کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے اب ان کے یہاں اولاد نہیں ہوگی۔

عبرت کا مقام ہے مسلمانوں کو جس مبارک بچے کی ولادت پر بڑی خوشی ہوئی، یزید اور اس کا گورنر عمرو اشدق اسی کے قتل کرنے کے درپے ہوں، اور اسی کی موت میں اپنی خوشی سمجھیں۔ ؎

تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو

یزیدی گورنر کی مذمت حدیث میں

واضح رہے کہ یہ یزیدی گورنر عمرو بن سعید اشدق وہی نابکار ہے جس کے بارے میں مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت آتی ہے:

سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول لیرعفن علی منبری جبار من جبابرۃ بنی امیۃ حتی یسیل رعافہ قال فاخبرنی من رأی عمرو بن سعید بن العاص رعف علی منبر رسول اللہ صلی اللہ

میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ "یقیناً بنی امیہ کے ستمگاروں میں سے ایک ستمگار کی میرے منبر پر اس طرح نکسیر پھوٹ کر رہے گی کہ بہنے لگ جائے گی۔" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ پھر مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے عمرو بن سعید بن العاص کو اس حال میں

Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی سال معافہ ۔

دیکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر پر اس کی نکسیر اتنی پھوٹی کہ وہ منبر پر بہنے لگی ۔

(البدایہ والنہایہ ۔ از حافظ ابن کثیر ج ۔ ۸ ص ۲۱۱)

کربلا کے دن بنی امیہ نے اپنے دین کو ذبح کر کے رکھ دیا

غرض یزید کی ولی عہدی کی ابتدا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کی اہانت سے ہوئی اور اس کی بادشاہی کا آغاز ان کے نواسے پر حرم الٰہی میں فوج کشی سے[1] اور ابھی سال جلوس ختم نہیں ہونے پایا تھا کہ دودمانِ نبوی کے گل سرسبد کو مسل کر خاک میں ملا دیا اور اپنی دانست میں خاندانِ نبوت کا چراغ گل کر کے رکھ دیا ۔ محرم ۶۱ھ ہجری کے یوم عاشوراء میں اہل بیت رسالت پر یزیدی لشکر کے ہاتھوں جو قیامت ٹوٹی اس کے بارے میں جس نے بھی یہ کہا سچ کہا کہ :

ضحی بنو امیۃ یوم کربلا بالدین[2]

کربلا کے دن بنو امیہ نے اپنے دین کو ذبح کر کے رکھ دیا ۔

قرابت رسول اللہ کا پاس لحاظ

(۵) امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب قائم کیا ہے جس کے الفاظ ہیں "باب مناقب قرابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" یعنی "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے فضائل کا بیان

---

[1] اور اسی طرح اختتام بھی ، [2] تاریخ الخلفاء از امام سیوطی ، ترجمہ یزید بن عبد الملک بن مروان ۔

اور پھر اس باب کے تحت حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد نقل کیا،

ارقبوا محمداً صلی اللہ علیہ وسلم فی اھل بیتہ۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ معاملہ کرنے میں آپ کا پاس ولحاظ رکھو۔

یعنی " نہ تو کسی معاملہ میں ان کو اذیت پہنچے اور نہ ان حضرات کے ساتھ کسی قسم کا برا برتاؤ ہونے پائے" اور اسی باب میں حضرت ممدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں۔

والذی نفسی بیدہ لقرابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أحب إلی أن أصل من قرابتی

قسم اس ذات عالی کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل قرابت سے صلہ رحمی کرنا مجھے اپنے اہل قرابت کی صلہ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت کا اس قدر پاس ولحاظ تھا کہ جب کبھی ان کے عہد میں قحط سالی ہوتی اور دعا استسقاء کی ضرورت پڑتی، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عم محترم حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے دعا کرتے، اور خود ان سے دعا کرانے، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے۔

ان عمر بن الخطاب رضی

جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت

Marfat.com

اللہ عنہ کان اذا قحطوا استسقی بالعباس ابن عبد المطلب فقال اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا، قال فیسقون۔

(باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا)

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے بارش کی دعا کرتے اور یوں عرض کرتے کہ الٰہا ہم اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توسل سے تجھ سے دعا مانگا کرتے تھے، پھر تو ہم پر بارش برساتا تھا اور اب اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے توسل سے تجھ سے مانگتے ہیں تو ہم پر مینہ برسا دے، راوی کا بیان ہے کہ پھر لوگوں پر مینہ برسنے لگتا تھا

حدیث میں "قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں شارحین صحیح بخاری لکھتے ہیں :۔

مراد از قرابت پیغمبر خدا کسے کہ منتسب است بعبد المطلب و مومن است چنانکہ علی مرتضی و ابنائے او رضی اللہ عنہم۔ تیسیر القاری ج ۲۔ ص ۵۰۹ طبع علوی لکھنؤ ۱۳۰۲ھ

پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت" سے مراد وہ مومن حضرات ہیں کہ جن کا سلسلۂ نسب خواجہ عبد المطلب سے ملتا ہے جیسے حضرت علی مرتضی اور ان کے صاحبزادگان رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

شیخ نور الحق محدث دہلوی نے "تیسیر القاری" میں جو کچھ لکھا ہے وہی علامہ قسطلانی نے شرح بخاری میں لکھا ہے چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں:

Marfat.com

"من ینسب لعبد المطلب مؤمناً کعلی وبنیہ" اور شارحین نے جو کچھ لکھا ہے وہی مطلب امام بخاریؒ کا ہے۔ اسی لیے امام بخاری نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اثر کو باب مناقب الحسن والحسین" میں پھر دوبارہ روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے "فتح الباری" میں اور علامہ عینی نے "عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں باب مناقب قرابۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" کے تحت ان تمام حضرات کو نام بنام گنوایا ہے جو اس وقت خواجہ عبد المطلب کی اولاد میں بقید حیات تھے اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کا شرف حاصل تھا۔ ان میں حضرت مسلم بن عقیل کا نام بھی ہے جو شکل وصورت میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے صاحبزادے عون اور محمد کا بھی۔

پھر یزید نے "قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو پاس ولحاظ کیا وہ سب کو معلوم ہے۔

امام حسین اور ابن زیاد

عبید اللہ بن زیاد جس کو یزید نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوفہ آنے کی خبر سن کر وہاں کا گورنر بنا کر بھیجا تھا اس کی سنگدلی اور فساد قلبی کا اندازہ کرنے کے لیے اتنا کافی ہے کہ اس شقی کے سامنے جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک طشت میں رکھ کر پیش کیا گیا تو چھڑی سے آپ کے سر مبارک کو چھیڑنے اور آپ کے حسن پر طعن کرنے لگا، اس پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ نے اس کو تنبیہ کی کہ کیا کرتا ہے؟

کان اشبھھم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح بخاری (باب مناقب الحسن والحسین)	یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت ہی مشابہ تھے۔

اور مسند بزار میں ایک دوسری سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ

فقلت له إني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يلثم حيث تضع قضيبك قال فانقبض۔
(فتح الباری باب مذکور)

میں نے اس سے کہا جہاں تو اس وقت اپنی چھڑی رکھ رہا ہے وہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے دیکھا ہے یہ سن کر وہ شقی گھٹ کر رہ گیا۔

اور معجم طبرانی میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ :-

فجعل يجعل قضيبًا في يده في عينه وانفه . فقلت ارفع قضيبك فقد رأيت فم رسول الله صلى الله عليه وسلم في موضعه .
(فتح الباری باب مذکور)

ابن زیاد بدنہاد کے ہاتھ میں جو چھڑی تھی اس کو وہ شقی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چشم مبارک اور بینی مبارک میں داخل کرنے لگا تو میں نے اس سے کہا اپنی چھڑی ہٹا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک کو اس جگہ رکھے ہوئے دیکھا ہے جس جگہ تیری چھڑی اس وقت ہے۔

یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت کا پاس و لحاظ جس کے بارے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ ارقبوا محمدًا

Marfat.com

فی اھل بیتہ" اور جس کا ترجمہ حضرت شیخ نورالحق بن عبدالحق محدث دہلوی نے ایک جگہ ان الفاظ میں کیا ہے:۔

گفت ابوبکر نگہدارید و محافظت کنید محمد را در اہل بیت او، یعنی حفظ حرمت محمد و تعظیم او در گرامی داشتن اہل بیت اوست۔ ("تیسیر القاری" ج۔۳ ص ۴۵۱)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت سے معاملہ ہو تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر میں رکھو اور آپ کا پوری طرح خیال کرو، یعنی آپ کی حرمت و تعظیم آپ کے اہل بیت کے اعزاز میں ہے۔

اور دوسری جگہ ان الفاظ میں:۔

گفت ابوبکر صدیق نگہدارید عزت و شرف محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در نگہداشت حرمت و تعظیم در حق اہل بیت آنحضرت" "تیسیر القاری" ج۔۳ ص ۴۶۴)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت کے حق میں ان کی حرمت و تعظیم کو مدنظر رکھ کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عز و شرف کو ملحوظ رکھو۔

پھر یزیدی لشکر نے کربلا کے میدان میں جو انان اہل بیت پر جو ظلم وستم ڈھایا اس کے بارے میں شیخ نورالحق محدث دہلوی نے "تیسیر القاری شرح صحیح بخاری" میں بالکل صحیح لکھا ہے کہ:

در شرح این قضیہ جانگزا جگر آب شدہ

اس قضیہ جان گسل کو بیان کرنے میں

وقلم از دست او فتاد ..... از حوصلہ طبع مسلمانے بیرون است کہ اشارتے باں تو آں نمود ۔

(ج - ۳ ص ۴۶۴)

جگر پانی پانی ہو گیا اور قلم ہاتھ سے گر پڑا .... کسی مسلمان کے حوصلہ سے یہ باہر ہے کہ اس کی طرف اشارہ بھی کر سکے ۔

یزید کی شقاوت

اور علامہ عبداللہ بن محمد بن عامر شبراوی شافعی ۔ "کتاب الاتحاف بحب الاشراف" میں فرماتے ہیں ۔

لا ریب ان اللہ سبحانہ قضی علی یزید بالشقاوۃ فقد تعرض لآل البیت الشریف بالاذی فارسل جندہ لقتل الحسین وقتلہ وسبی حریمہ واولادہ وھم اکرم اھل الارض حینئذ علی اللہ سبحانہ

(ص ۱۸ طبع مصطفی بابی حلبی مصر ۱۳۱۸ھ)

لاریب حق تعالیٰ سبحانہ نے یزید پر شقاوت مسلط کی کہ اس نے آل بیت شریف (نبوی) کے ستانے پر کمر باندھی قتل حسین کے لیے اپنی سپاہ بھیجی ان کو شہید کیا ان کی حرم اور ان کی اولاد کو اسیر بنایا حالانکہ یہ حضرات اس وقت اللہ تعالیٰ سبحانہ کے نزدیک روئے زمین پر تمام بسنے والوں سے زیادہ معزز تھے

Marfat.com

ابن زیاد کا طرز عمل صحابہ کے ساتھ

حضرت معقل بن یسار کا اس کو نصیحت فرمانا

امام بخاری نے "الجامع الصحیح" میں ایک باب باندھا ہے جس کے الفاظ ہیں "باب من استرعی رعیۃ فلم ینصح"، یعنی جس کو رعیت کا والی بنایا جائے اور پھر وہ رعیت کی خیر خواہی نہ کرے" اور پھر اس باب میں یہ دو حدیثیں بیان کی ہیں:

(۱) عن الحسن ان عبید اللہ بن زیاد عاد معقل بن یسار فی مرضہ الذی مات فیہ فقال لہ معقل انی محدثک حدیثاً سمعتہ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من عبد یسترعیہ اللہ رعیۃ فلم یحطہا بنصیحۃ لم یجد رائحۃ الجنۃ

(۱) حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ عبید اللہ بن زیاد حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرض الموت میں ان کی عیادت کے لیے آیا۔[1] تو حضرت معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا میں تجھ کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں جس کو میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کو حق تعالیٰ کسی رعیت

---

[1] حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں تصریح کی ہے کہ یہ یزید کے عہد حکومت کا واقعہ ہے۔

کی نگرانی سپرد فرمائے اور پھر وہ پوری طرح ان کی خیر خواہی نہ کرے تو وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا۔

(۲) وعن الحسن اتينا معقل بن يسار نعوده فدخل عبيد الله بن زياد فقال له معقل احدثك حديثا سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ما من وال يلي رعية من المسلمين فيموت وهو غاش لهم الا حرم الله عليه الجنة۔

(۲) نیز حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لیے ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اتنے میں عبید اللہ بن زیاد بھی آگیا، حضرت معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا میں تجھ کو ایک حدیث سناتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی ہے آپ نے ارشاد فرمایا "جو حکمران بھی مسلمانوں کی کسی رعیت کا حاکم ہو اور پھر اس حال میں مرے کہ وہ ان کے ساتھ دغا بازی کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دے گا"۔

صحیح مسلم میں حضرت معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت میں اتنا اضافہ اور ہے:۔

لو علمت ان لی حیاۃ ما حدثتک

اگر میں یہ سمجھتا کہ میری ابھی زندگی باقی

Marfat.com

به — ہے تو میں تجھ سے یہ حدیث بیان ہی نہ کرتا۔

(ج ۲ ص ۱۲۲)

اور دوسری روایت میں ہے:

لولا إنی فی الموت لم احدثك به۔ (باب فضیلة الامیر العادل وعقوبة الجائر) — اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں موت کے منہ میں ہوں تو یہ حدیث تم سے بیان بھی نہ کرتا۔

یہ حدیث "صحیح مسلم" میں "کتاب الایمان" میں بھی ہے اور "کتاب الامارہ" میں بھی، صحیح مسلم کے ایک طریق میں اس روایت کے آخر میں یہ بھی ہے کہ اس حدیث کو سن کر ابن زیاد حضرت معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا:

ألا كنت حدثتنی هذا قبل الیوم، قال ما حدثتك أو لم أكن لأحدثك۔ — یہ حدیث آپ نے مجھ کو آج سے پہلے کیوں بیان نہیں کی، فرمایا: بس میں نے تم سے بیان نہ کی یا میں تم سے بیان کرنے والا نہ تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے "فتح الباری" میں حدیث بیان نہ کرنے کی وجہ یہ بیان کی ہے:

كان یخشی بطشه فلما نزل به الموت أراد أن یكف بذالك بعض شره عن المسلمین۔ — وہ ابن زیاد بدنہاد کی سخت گرفت سے ڈرتے تھے، جب موت کا وقت آگیا تو چاہا کہ اس طرح ہی مسلمانوں پر سے اس کی شر کو کچھ دفع کیا جائے۔

(ج ۱۳ ص ۱۱۳)

ابن زیاد کی حضرت عبداللہ بن مغفل کے ساتھ بدتمیزی ،

یہ حضرت معقل بن یسار مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے مشہور صحابی ہیں یاد رہے کہ ان سے پہلے بھی اسی قبیلے کے ایک دوسرے مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی اسی قسم کا واقعہ پیش آ چکا ہے جس کی تفصیل امام طبرانی کی المعجم الکبیر میں ایک دوسری سند سے بایں الفاظ مروی ہے ۔

(۲) عن الحسن قال لما قدم علینا عبید اللہ بن زیاد امیرًا أمّره علینا معاویۃ غلامًا سفیھًا یسفك الدماء سفكًا شدیدًا وفینا عبد اللہ بن مغفل المزنی فدخل علیہ ذات یوم فقال لہ انتہ عما اراك تصنع فقال لہ وما أنت وذاك ۔ قال ثم خرج الی المسجد فقلنا لہ ما كنت تصنع بكلام ھذا السفیہ علی رؤوس الناس ؟ فقال انہ كان عندی علم فاحببت أن لا أموت حتی اقول

حضرت حسن بصری رح کا بیان ہے کہ جب ہمارے پاس عبیداللہ بن زیاد امیر بن کر آیا ، اس کو معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم پر والی بنا کر بھیجا تھا یہ ایک بے وقوف چھوکرا تھا جو نہایت بے دردی سے لوگوں کا خون بہایا کرتا تھا اس زمانے میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم میں زندہ تھے ، وہ ایک روز اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے فرمانے لگے کہ "جو کچھ میں تمہیں کرتے دیکھ رہا ہوں اس سے باز آجاؤ" اس نے اس نصیحت پر حضرت ممدوح کو یہ جواب دیا کہ تم اس سے منع کرنے

Marfat.com

به على رؤس الناس ، ثم
قام فما لبث ان مرض
الذى توفى فيه فأتاه
عبيد الله بن زياد يعوده
فذكر نحو حديث
الباب ۔

فتح البارى
(ج ١٣ ، ص ١١٣)

والے کون ہوتے ہو؟ پھر حضرت
ممدوح مسجد میں تشریف لائے تو
ہم نے ان سے عرض کیا آپ بر سر
عام اس بے وقوف کے منہ لگ کر
کیا کریں گے؟ فرمایا میرے پاس
علم تھا سو مجھے یہ پسند آیا کہ جب تک اس
کو بر سر عام بیان نہ کر دوں موت
کے منہ میں نہ جاؤں، پھر آپ جیسے
ہی اٹھے مرض الموت نے آپ کو
آلیا، اسی بیماری میں عبید اللہ بن
زیاد بھی آپ کی عیادت کے لیے آیا
اور آپ نے اسی مضمون کی حدیث
اس کو بیان کی جو اس باب میں
مذکور ہے ۔

(۳۱) ابن زیاد کی حضرت عائذ بن عمرو کے ساتھ بدتمیزی

اسی سلسلہ کا ایک اور واقعہ صحیح مسلم میں یہ ہے کہ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ ابن زیاد کو نہایت نرمی کے ساتھ سمجھانا چاہا تو اس بدنہاد نے بجائے اس کے کہ ان کی نصیحت کا کچھ اثر لیتا الٹا ان کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔

یہ واقعہ حسب ذیل ہے۔

إن عائذ بن عمرو، وكان

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم - دخل علی عبید الله ابن زیاد فقال ای بنی انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: ان شر الرعاء الحطمة، فایاك ان تکون منهم، فقال له: اجلس فانما انت من نخالة اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم: فقال وهل کانت لهم نخالة انما کانت النخالة بعدهم وفی غیرهم۔

(ج ۲ ص ۱۲۲)

عنہ نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے، عبید اللہ بن زیاد کے پاس آکر فرمایا بیٹے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے: حکمرانوں میں سب سے بُرا وہ ہے جو لوگوں کو پیس مارے"، تو تم اپنے آپ کو ان میں شامل کرنے سے بچتے رہو، یہ سن کر وہ کہنے لگا، بڑے میاں، بیٹھ جاؤ، تم تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کی بھوسی ہو! یہ جواب سن کر حضرت عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا صحابہ میں بھی بھوسی تھی؟ بھوسی تو بعد میں آنے والوں میں ہے اور ان میں کہ جو صحابی نہیں ہیں۔

ابن زیاد کا حضرت ابو برزہ کا مذاق اڑانا (۴۱)

اور اسی نوع کا ایک اور واقعہ سنن ابو داؤد میں یہ منقول ہے۔

حدثنا مسلم بن ابراهیم نا عبد السلام بن ابی حازم

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ہمیں ابو طالوت عبد السلام بن

Marfat.com

أبو طالوت قال شهدت
أبا برزة دخل على
عبيد الله بن زياد فحدثني
فلان سماه مسلم - وكان
في السماط - قال فلما رآه
عبيد الله قال ان محمديكم
هذا الدحداح" ففهمها
الشيخ فقال " ما كنت
أحسب أني أبقى في
قوم يعيروني بصحبة
محمد صلى الله عليه
وسلم" فقال له عبيد الله
ان صحبة محمد صلى
الله عليه وسلم لك زين
غير شين" ثم قال إنما
بعثت اليك لأسئلك
عن الحوض سمعت
رسول الله صلى الله عليه
وسلم يذكر فيه شيئاً

ابی حازم نے بتلایا کہ میں اس وقت موجود
تھا جب حضرت ابو برزہ اسلمی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ عبید اللہ بن زیاد کے
پاس کے تشریف لے گئے تھے چنانچہ
مجھ سے فلاں[1] صاحب نے بیان کیا
ابو داؤد کہتے ہیں ہمارے استاد مسلم
نے تو ان کا نام بھی بیان کیا تھا (مگر
میرے ذہن سے اُتر گیا) جو اس
وقت مجلس میں موجود تھے ان صاحب
کا بیان ہے کہ جیسے ہی عبید اللہ
کی نظر حضرت پر پڑی کہنے لگا (لو یہ)
"تمہارا محمدی ٹھگنا موٹا" (آگیا) -
شیخ (حضرت) نے اس کی بات
سمجھی تو فرمانے لگے "میں نہیں سمجھتا
تھا کہ میں اس قوم کے وجود میں
آنے تک باقی رہوں گا کہ جو مجھے
حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی صحبت پر عار دلائے گی" اب
عبید اللہ نے (بات بدل کر) ان سے

---

[1] یاد رہے کہ مسند احمد میں ان کا نام عباس جریری آتا ہے۔

Marfat.com

قال ابو برزة نعم لا مرة ولا ثنتين ولا ثلاثا ولا اربعا ولا خمسة فمن كذب به فلا سقاه الله منه ثم خرج مغضبا۔

(کتاب السنة باب فی الحوض)

کہا "محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت تو آپ کے لیے زینت ہے باعث عیب نہیں"، پھر کہنے لگا میں نے آپ کی طرف اس لیے بھیجا تھا کہ آپ سے حوض کے بارے میں سوال کروں کہ کیا آپ نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے، حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں ہاں۔ ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں، تین دفعہ نہیں، چار دفعہ نہیں، پانچ دفعہ نہیں، جو حوض کا انکار کرے اللہ تعالیٰ اس کو حوض سے کچھ نہ پلائے اس کے بعد آپ غصہ کی حالت میں اس کے پاس سے چلے آئے۔

مولانا خلیل احمد سہارنپوری "بذل المجہود فی حل ابی داؤد" میں فرماتے ہیں کہ :-

"عبید اللہ بن زیاد فساق میں سے تھا، اس لیے اس نے بطور تمسخر آپ کو "دحداح" یعنی ٹھگنا موٹا، کہا تھا، مگر آپ نے اپنے بارے میں تو اس کے اس طنز پر التفات نہ فرمایا،

البتہ اس نے "محمدی" کہہ کر جو آپ کا مذاق اڑایا، اس پر آپ کو غصہ آگیا کیونکہ اس سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی کی اہانت نکلتی ہے"

(ج - ۵ ص ۲۲۶ طبع دہلی)

یہ تھا ابن زیاد کا طرز عمل صحابہ کرام کے ساتھ اور عترت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس نے جو ظلم وستم ڈھایا وہ معلوم خاص وعام ہے۔

ابن زیاد بد نہاد تھا

ان سب باتوں کے ساتھ ابن زیاد کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس کا باپ زیاد بن سمیہ ثابت النسب نہیں تھا، بلکہ ولد الزنا تھا جس کے یہاں پیدا ہوا اس کی بجائے دوسرے کو اپنا باپ بتاتا تھا۔ بہت سے صحابہ اور تابعین نے اس کے اس فعل پر نکیر بھی کی[1] ان میں خود زیاد کے ماں شریکی بھائی حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی بھی ہیں، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابو عثمان نہدی سے روایت ہے۔

لما ادعی زیاد لقیت ابا بکرة فقلت له ماهذا الذی صنعتم؟ انی سمعت سعد بن ابی وقاص یقول سمع اذنای من رسول الله صلی الله علیه وهو یقول من ادعی اباً فی الاسلام غیر ابیه یعلم	جب زیاد کے بارے میں دعوی کیا گیا (کہ وہ ابوسفیان کی اولاد ہے) تو میں (اس کے ماں جائے بھائی) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر ملا اور ان سے کہا کہ تم لوگوں نے یہ کیا کیا (مطلب ان کے خاندان والوں سے تھا)، میں نے تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے

[1] ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۱۲ ص ۴۶

أنه غير ابيه فالجنة عليه حرام۔ فقال ابوبكرة وأنا سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم
(ج ۱ ص ۵۷ کتاب الایمان باب بیان حال من رغب عن ابیه وهو یعلم)

وہ فرماتے تھے کہ میرے دونوں کانوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اسلام میں جو شخص اپنے باپ کے علاوہ دوسرے کو باپ بتلائے حالاں کہ اسے معلوم ہے کہ اس کا باپ یہ نہیں ہے تو جنت اس پر حرام ہے"۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے کہ خود میں نے بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہی فرماتے ہوئے سنا ہے۔

اس سے یزید کی مردم شناسی کا بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ ظالم اپنے مظالم کا نفاذ کرنے کیلئے کیسے کیسے بدسرشت لوگوں کا انتخاب کیا کرتا تھا، یزید کو تجربہ ہو چکا تھا کہ اس کا خاص چچا زاد بھائی ولید بن عتبہ بن ابی سفیان، مروان کے ترغیب دلانے کے باوجود قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر آمادہ نہ ہو سکا اس لیے اس نے اس کام کو سرانجام دینے کے لیے اس شقی ازلی ابن زیاد بدنہاد کا انتخاب کیا اور آخر اس نے ایسا کر کے بتلا بھی دیا۔ علامہ بدرالدین عینی نے ابن زیاد کی انہی حرکات ناشائستہ کے سبب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں اس کو "لعین" کہا ہے (ملاحظہ ہو ج ۷ ص ۶۵۶ طبع استنبول)

Marfat.com

یزید کی مدینہ منورہ پر فوج کشی

پھر یزید نے ۶۳ھ ہجری میں حرم نبوی پر فوج بھیج کر مدینہ پاک کی حرمت کو جس طرح خاک میں ملایا اور اہل مدینہ پر جو ستم ڈھایا، وہ تاریخ اسلام کا ایک الگ خوں چکاں باب ہے، جس میں مدینہ طیبہ کے گلی کوچے صحابہ کرام اور تابعین عظام کے خون سے رنگین نظر آتے ہیں:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوہ میں لکھتے ہیں:

و واقعہ حرّہ از اشنع شنائع است که در زمان یزید واقع شده۔ وقد ذکرناه فی "تاریخ المدینه" (ج۔۱ ص ۲۰۶ طبع نول کشور لکھنو ۱۹۱۴ء)

اور حرّہ کا واقعہ یزید کے زمانے کے بہت ہی برے واقعات میں سے ایک واقعہ ہے جس کو ہم نے تاریخ مدینہ میں بیان کیا ہے۔

بیرون مدینہ منورہ مشرقی جانب جو سنگستانی علاقہ ہے، جہاں بڑے بڑے سیاہ پتھر ہیں وہ مقام حرّہ کہلاتا ہے، اس کو حرہ واقم بھی کہا جاتا ہے۔ واقم ایک شخص کا نام تھا جو زمانہ قدیم میں یہاں آکر رہ پڑا تھا، اسی مقام پر انصار مدینہ اور یزیدی لشکر کے مابین جنگ ہوئی تھی جو جنگ حرّہ کہلاتی ہے۔

واقعہ حرّہ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی،

صحیح بخاری میں حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

أشرف النبي صلى الله عليه وسلم على أطم من أطام

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک بار مدینہ میں جو گڑھیاں ہیں

المدينة، فقال هل ترون ما أرى؟ إني لأرى مواقع الفتن خلال بيوتكم كمواقع القطر۔

(باب أطام المدينة)

ان پر تشریف لے گئے اور وہاں ایک مقام بلند پر چڑھ کر آپ نے فرمایا "کیا تمہیں بھی وہ دکھائی دیتا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ میں تمہارے گھروں میں فتنوں کے اترنے کی جگہوں کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح بارش کے مقامات نظر آیا کرتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فتنوں کے نزول کو بارش کے نزول سے تشبیہ دی جس سے مراد فتنوں کا بکثرت عام ہونا ہے، یہ پیشین گوئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہے کہ جو حرف بحرف پوری ہو کر رہی، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

وقد ظهر مصداق ذالك من قتل عثمان وهلم جرا ولا سيما يوم الحرة۔

(فتح الباری۔ باب مذکور)

چنانچہ اس پیشین گوئی کا مصداق حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے ظاہر ہوا اور پھر سلسلہ چلتا ہی رہا اور بالخصوص حرہ کا واقعہ تو اس کا صریح مصداق ہے۔

اس حدیث میں جو "رویت" کا ذکر ہے اس سے رویت علمی بھی مراد ہو سکتی ہے، یعنی آپ کے علم میں ان فتنوں کا وقوع لایا گیا تھا اور رویت عینی بھی کہ یہ تمام فتنے عالم مثال میں آپ کو دکھلا دیئے گئے ہوں "فتنہ حرہ"

Marfat.com

سے کیسی تباہی مچی۔ اس کے بارے میں حضرت سعید بن المسیب کا یہ بیان پڑھیے جو صحیح بخاری ہی میں منقول ہے۔

وقعت الفتنة الاولی یعنی مقتل عثمان فلم تبق من أصحاب بدر أحداً ثم وقعت الفتنة الثانیة یعنی الحرة فلم تبق من اصحاب الحدیبیة أحداً (ج-۲- ۵۷۳)

پہلا فتنہ جب واقع ہوا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت تو اُسنے بدری صحابہ میں سے کسی کو باقی نہ رکھا (سب آخر ختم ہو گئے) پھر دوسرا فتنہ یعنی جنگ حرہ جب واقع ہوئی تو اس نے اصحاب بیعت الرضوان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑا۔

حرّہ کے مظالم کی تفصیل۔

اور امام دارمی اپنی سنن میں روایت کرتے ہیں،

اخبرنا مروان بن محمد عن سعید بن عبد العزیز قال لما کان أیام الحرة لم یؤذن فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثا ولم یقم ولم یبرح سعید بن المسیب من المسجد وکان لا یعرف وقت الصلوٰة الا بهمهمة

سعید بن عبد العزیز کا بیان ہے کہ "جنگ حرہ میں تین دن تک مسجد نبوی میں نہ تو اذان ہوئی نہ اقامت البتہ حضرت سعید بن المسیب نے مسجد نبوی کو نہیں چھوڑا، (وہ وہاں چھپے رہے) اور وہ بھی نماز کا وقت صرف اس ہلکی سی آواز سے پہچانتے تھے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے وہ سنا کرتے

Marfat.com

یسمعها من قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (باب ما اکرم اللہ تعالیٰ نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موتہ) — تھے۔

جنگ حرہ کا سبب یہ تھا کہ جب انصارِ مدینہ نے یزید کی مے خواری و بدکرداری کے سبب اس کی بیعت توڑ دی تو یزید نے مسلم بن عقبہ کو ایک فوج کثیر کے ساتھ مدینہ منورہ کی جانب یہ حکم دے کر روانہ کیا کہ تین دن تک مدینہ طیبہ کو اپنی فوج کے لیے حلال کر دینا ان دنوں فوج کے لیے کھلی چھٹی ہے جو چاہیں وہاں کرتے پھریں اس مدت میں کسی کی جان و مال کو امان نہیں چنانچہ جیسا کہ امام طبری نے بسند نقل کیا ہے

فقتل جماعۃ صبراً منھم معقل بن سنان و محمد بن ابی الجھم بن حذیفہ و یزید بن عبد اللہ بن زمعۃ و بایع الباقین علی انھم خول لیزید۔

اس مسلم نے ایک جماعت کو زندہ گرفتار کر کے قتل کرا دیا جس میں حضرت معقل بن سنان، محمد بن ابی الجہم بن حذیفہ اور یزید بن عبد اللہ بن زمعہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بھی تھے اور باقی لوگوں سے اس شرط پر بیعت لی کہ وہ یزید کے غلام ہیں۔

اور حافظ ابو بکر ابن ابی خیثمہ بسند صحیح جویریہ بن اسماء سے ناقل ہیں۔

وقتل من قتل و بایع مسلم الناس علی

اور جن کو قتل ہونا تھا وہ قتل کر دیئے گئے تو مسلم نے لوگوں سے

انھم خول لیزید یحکم فی دمائھم واموالھم و أھلھم بما شاء۔ | اس شرط پر بیعت لی کہ وہ یزید کے غلام ہیں ان کی جان و مال بیوی بچوں کے بارے میں یزید جو چاہے حکم کرے

اور امام طبرانی نے اپنی معجم میں بطریق محمد بن سعید بن رمانہ اس بیعت کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

فلما کان من خلافھم علیہ ما کان فوجھ فاباحھا ثلاثًا ثم دعاھم الی بیعۃ یزید وانھم أعبد لہ قن فی طاعۃ اللہ ومعصیتہ | پھر جب اہل مدینہ سے یزید کی جو مخالفت ظاہر ہونی تھی ظاہر ہوئی تو یزید نے مسلم کو ان کی طرف بھیجا اس نے آکر تین دن تک مدینہ کو حلال کر دیا (کہ فوج کے لیے اہالیان مدینہ پر ہر قسم کے ظلم و ستم کی کھلی چھٹی تھی) پھر لوگوں کو یزید کی بیعت کے لیے اس شرط پر دعوت دی کہ وہ یزید کے زر خرید غلام ہیں اور اللہ کی اطاعت ہو یا معصیت دونوں صورتوں میں اس کا حکم بجالانا ضروری ہے۔

اور امام طبرانی ہی نے حضرت عروہ بن زبیر سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ

فوجھ یزید مسلم بن عقبۃ فی جیش أھل الشام وامرہ ان یبدأ | پس یزید نے مسلم بن عقبہ کو شامی فوجوں کے ساتھ روانہ کیا اور اس کو یہ حکم دیا کہ پہلے اہل مدینہ سے

بقتال اهل المدينة ثم يسير الى ابن الزبير بمكة۔ قال فدخل مسلم بن عقبة المدينة وبها بقايا من الصحابة فاسرف في القتل ثم سار الى مكة فمات في بعض الطريق۔ ؎

قتال کرنا پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے لڑنے کے لیے مکہ معظمہ کا رخ کرنا۔ عروہ کا بیان ہے کہ مسلم بن عقبہ جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوا تو وہاں بقیہ صحابہ کی ایک جماعت موجود تھی اس (مردود) نے نہایت بے دردی سے ان کا قتل عام کیا، اور پھر مکہ معظمہ کی طرف چل پڑا مگر راہ ہی میں اس کو پیک اجل نے آلیا،

یاد رہے کہ یہی مسلم بن عقبہ ہے جس کو تاریخ میں اس کے ظلم وستم کی وجہ سے "مسرف" یا "مجرم" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ علامہ یاقوت حموی نے معجم البلدان میں حرہ واقم، کے تحت لکھا ہے کہ فتنہ حرہ میں لشکر شام کے ہاتھوں

"موالی میں سے ساڑھے تین ہزار، انصار میں سے چودہ سو اور بعض سترہ سو بتاتے ہیں اور قریش میں سے تیرہ سو حضرات تہ تیغ کر دیے گئے۔ یزیدی لشکر نے مدینہ منورہ میں داخل ہو کر لوگوں کے اموال لوٹے، اور ان کی اولاد کو اسیر بنایا"

اور مخدرات عصمت کی جو عصمت دری ہوئی اس کو بیان کرتے ہوئے قلم بھی شرماتا ہے۔

؎ ان سب حوالوں کے لیے ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۱۳ ۔ ص ۶۰، ۶۱۔

Marfat.com

حرم کا محاصرہ اور اس پر گولہ باری

پھر یزید کی ہدایت کے بموجب اس لشکر نے مکہ مکرمہ کا رخ کیا اور وہاں جاکر حرم الٰہی کا محاصرہ کر لیا، مجرم خبیث تو راستہ ہی میں مرگیا تھا اور اس کی وصیت کے مطابق حصین بن نمیر سکونی نے لشکر کی کمان سنبھال لی تھی چنانچہ اسی کی زیر کمان منجنیق سے خانہ کعبہ پر گولہ باری کی گئی، مجرم نے ذی الحجہ ۶۳ھ میں مدینہ میں داخل ہو کر اس کو تباہ و تاراج کیا تھا[1] حصین بن نمیر نے صفر ۶۴ھ میں کعبہ شریف پر گولہ باری کی جس سے خانہ کعبہ کے پردے جل گئے اور چھت میں آگ لگ گئی اور حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دنبہ کے وہ دونوں سینگ بھی جل کر خاکستر ہو گئے جو اب تک خانہ کعبہ میں محفوظ چلے آرہے تھے یہ اسی دنبہ کے سینگ تھے جو آپ کی قربانی کے فدیہ میں جنت سے لایا گیا تھا[2] اس کے بعد پھر حق تعالیٰ کی طرف سے یزید کو مزید مہلت نہ ملی اور وہ بھی اسی واقعہ کے کچھ دن بعد اسی سال ۱۵ ربیع الاول کو مر گیا۔

یزید کا انجام بد

امام بخاری نے "الجامع الصحیح" میں باب باندھا ہے جس کے الفاظ ہیں باب اثم من کاد أھل المدینۃ "یعنی جو شخص اہل مدینہ پر داؤ لگائے اس کے گناہ کا بیان"، اور پھر اس کے ذیل میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

---

[1] یعقوب بن سفیان فسوی نے واقعہ حرہ کی تاریخ ذی قعدہ ۶۳ھ ہجری بیان کی ہے (فتح الباری) [2] تاریخ الخلفاء از امام سیوطی، تذکرہ یزید بن معاویہ۔

Marfat.com

لایکید اهل المدینة احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء	جو شخص بھی اہل مدینہ پر داؤ چلائے گا وہ اسی طرح گھل جائے گا جس طرح کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے

اور صحیح مسلم میں بروایت حضرت سعد بن ابی وقاص وابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ الفاظ آتے ہیں:

من اراد اهل المدینة بسوء اذا به الله کما یذوب الملح فی الماء (باب تحریم ارادۃ اہل المدینہ بسوء وان من ارادہم بہ اذابہ اللہ)	جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا حق تعالیٰ اس کو اسی طرح پگھلا کر رکھ دے گا جس طرح کہ نمک پانی میں پگھل جایا کرتا ہے۔

محدث قاضی عیاض اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

کما انقضی شان من حاربها ایام بنی امیه مثل مسلم بن عقبة فانه هلک فی منصرفه عنها ثم هلک یزید بن معاویه مرسله علی اثر ذالک۔ (شرح صحیح مسلم از امام نووی ج ۱۔ ص ۴۴۴)	جس طرح کہ ان لوگوں کی شان و شوکت ختم ہو کر رہ گئی جنہوں نے بنو امیہ کے عہد حکومت میں اہل مدینہ سے جنگ کی تھی جیسے مسلم بن عقبہ کہ وہ اسی جنگ سے پلٹتے ہی ہلاک ہو گیا اور پھر اسی طرح اس مہم پر اس کو بھیجنے والا یزید بن معاویہ بھی اس کے پیچھے پیچھے موت کے منہ میں چلا گیا۔

اور امام نسائی نے حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

مرفوعاً روایت کیا ہے۔

من أخاف اهل المدينة ظالمًا لهم أخافه الله وكانت عليه لعنة الله.	جو ظالم اہل مدینہ کو خوف میں مبتلا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر خوف کو مسلط کر دے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی

صحیح ابن حبان میں بھی بروایت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مضمون کی روایت آتی ہے [۱]

خود فیصلہ کیجیے ہم نے یزید پلید اور اس کے عمال بد اعمال کے اعمال بد کے سلسلہ میں "صحیح بخاری" کی احادیث میں جو کچھ آیا ہے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے اب ان احادیث کی روشنی میں آپ خود فیصلہ کیجیے کہ اس کے جنتی ہونے کی شہادت دینا ضروری ہے یا اس کے اعمال بد پر نفرین کرنا، واقعی اگر وہ "غزوہ قسطنطنیہ" میں شہید ہو جاتا تو یہ اس کی بڑی سعادت ہوتی، لیکن اس کی قسمت میں تو یہ شقاوت لکھی تھی کہ وہ اپنی زندگی کے دن اس وقت تک پورے نہ کرے جب تک کہ اس کے ہاتھوں حرمین محترمین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی حرمت پامال نہ ہو، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی توہین اور ان کا قتل عام نہ ہو اور عترت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خون سے اس کے ہاتھ رنگین نہ ہوں سوچیے اور خوب سوچیے کہ اس کا آخری انجام اگر لعنتی کا مصلہ پر ہوا تو وہ لعنت کا مستحق ٹھہرے گا یا جنت کا حقدار!

---

[۱] ان دونوں روایتوں کے لیے ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۴ ص ۸۱)

Marfat.com

امام سیوطی اور علامہ تفتازانی کا یزید پر لعنت کرنا

اسی لیے امام جلال الدین سیوطی جیسے محتاط بزرگ کے قلم سے تاریخ الخلفاء میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے یہ الفاظ نکل گئے ہیں:

لعن اللہ قاتلہ وابن زیاد معہ ویزید ایضاً

(ص ۲۰۷)

اللہ تعالیٰ قاتل حسین پر لعنت کرے اور اسی کے ساتھ ابن زیاد اور یزید پر بھی۔

اور عالم ربانی علامہ سعد الدین تفتازانی شرح عقائد نسفیہ" میں لکھتے ہیں۔

والحق أن رضا یزید بقتل الحسین واستبشارہ بذلک واھانتہ اھل بیت النبی علیہ السلام مما تواتر معناہ وان کان تفاصیلھا أحاداً فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہ واعوانہ۔

(ص ۱۴۷ طبع مصر)

اور حق یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل پر یزید کا راضی ہونا اور اس پر خوش ہونا اور اہل بیت نبوی کی اہانت کرنا، ان تمام امور کی تفصیلات گو بطریق احاد مروی ہوں لیکن معنی کے لحاظ سے متواتر ہیں، اس لیے ہمیں تو اس کے بارے میں کیا، اس کے ایمان کے بارے میں بھی کوئی تردد نہیں، اللہ تعالیٰ کی اس پر بھی لعنت ہو اور اس سلسلے میں اس کے اعوان و انصار پر بھی۔

Marfat.com

ناصبیوں کا یہ عقیدہ کہ خلفاء حساب و عذاب سے بری ہیں

اصل بات یہ ہے کہ جس طرح رافضی اپنے ائمہ کو معصوم سمجھتے ہیں اسی طرح یہ ناصبی بھی اپنے خلفاء کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ روز قیامت حساب و کتاب سے بری ہیں اور ان پر کوئی عذاب نہیں ہوگا، چنانچہ مؤرخ اسلام حافظ شمس الدین ذہبی نے دُول الاسلام میں اموی خلیفہ یزید بن عبدالملک بن مروان کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ جب یہ متولی خلافت ہوا تو اس نے لوگوں سے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز کی سیرت پر چلنا چاہیے اس پر چالیس شیوخ مملکت نے اس کے سامنے آکر یہ شہادت دی کہ:

ان الخلفاء لاحساب علیهم ولا عذاب [1]

خلفاء کا نہ حساب ہوگا نہ ان پر عذاب ہوگا۔

حافظ ذہبی کا بیان ہے،

وطائفة من الجهال الشامیین یعتقدون ذالک [2]

شام کے جاہلوں کی ایک جماعت کا یہی اعتقاد ہے

یزید بن عبدالملک کے بڑے بھائی ولید بن عبدالملک کا بھی یہی عقیدہ تھا چنانچہ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں ابراہیم بن ابی زرعہ سے روایت کیا ہے کہ ولید نے ان سے دریافت کیا

أیحاسب الخلیفة؟

کیا خلیفہ سے بھی قیامت کے دن

---

[1] حافظ سیوطی نے بھی تاریخ الخلفاء میں اس واقعہ کو نقل کیا ہے (ص ۲۴۶)

[2] ج ۲ ص ۵۵

حساب لیا جائے گا۔

ابراہیم نے جواب دیا امیر المومنین اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ زیادہ
مکرم ہیں یا حضرت داؤد (علےٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) اللہ تعالیٰ نے ان
کو نبوت وخلافت دونوں عطا فرمانے کے بعد یہ وعید سنائی ہے کہ:

يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۔ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ٥

(پ۲۳ سورہ ص)

اے داؤد ہم نے تجھ کو ملک میں خلیفہ کیا، سو تو لوگوں میں انصاف سے حکومت کر اور اپنے جی کی خواہش پر نہ چل کر وہ تجھ کو اللہ کی راہ سے ہٹا دے، جو لوگ اللہ کی راہ سے ہٹ جاتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے، اس بنا پر کہ انہوں نے حساب کا دن بھلا دیا۔

اور خود یزید بھی جیسا کہ حافظ ابن کثیر کی تصریح سابق میں گزری ہے چونکہ مرجیہ کا عقیدہ رکھتا تھا اس لیے اس کا بھی یہی عقیدہ ہو گا۔

موجودہ ناصبی جو روافض کی تقلید میں اپنے منہ پر تقیہ کی نقاب ڈال کر اہل سنت بنے ہوئے ہیں اور مساجد میں ان کی امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں چونکہ اپنے بزرگوں کے اس عقیدہ کا برملا اظہار نہیں کر سکتے، اس لیے وہ طرح طرح کی ابلہ فریبیوں کے ذریعے اپنے مزعومہ امام برحق اور خلیفہ راشد سیدنا یزید کے جنتی ہونے کی خود بھی شہادت دیتے ہیں اور دوسروں سے بھی شہادت دلوانا چاہتے ہیں لیکن کوئی سنی

Marfat.com

جس کو حق تعالیٰ نے عقل سلیم عطا کی ہے ان کے فریب میں آ کر جس طرح حضرات عشرہ مبشرہ اور سادات فاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جنتی مانتا ہے یزید کو کیسے جنتی کہہ سکتا ہے، سچ پوچھئے تو اس بارے میں ناصبی رافضیوں سے بھی زیادہ کھوٹے نکلے کیونکہ یہ تو یزید جیسے فاسق وفاجر اور سفاک وظالم کو اپنا امام اور خلیفہ برحق مانتے اور اس کے جنتی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور رافضی جن بارہ حضرات کو امام معصوم کہتے ہیں وہ تو سب اولیاء کبار اور اخیار امت ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک نہ رافضیوں کا غلو اپنے ائمہ کے بارے میں صحیح ہے اور نہ ناصبیوں کا۔ دونوں صراط مستقیم سے ہٹ گئے ہیں، نہ ائمہ اثنا عشر معصوم ہیں نہ یزید کا شمار بھلے آدمیوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک ہدایت دے۔ آمین۔

دوسرا شبہ اور اسکا جواب

دوسرا شبہ جو مستفتی کو پیش آیا ہے وہ یہ ہے کہ "بہت سے صحابہ کرام نے یزید سے بیعت خلافت کی اور اس پر قائم رہے اگر یزید کافر یا فاسق و فاجر اور شرابی وزانی اور دشمن دین ہوتا تو یہ حضرات اس کے ہاتھ پر سرگرم بیعت نہ فرماتے اور اگر یہ بات نہ مانی جائے تو ان صحابہ پر کفر و فسق نوازی اور غدر و بددیانتی کی سرپرستی و تعاون کا بڑا بھاری الزام آئے گا۔"

اس کا جواب یہ ہے کہ جس وقت یزید کی بیعت کی گئی، وہ کافر تھا اور نہ اس کے فسق کی اتنی شہرت تھی کہ سب کو اس کا حال معلوم ہو، پھر ایک جماعت صحابہ کا مذہب یہ تھا کہ سلطان اگر عدل کرے تو رعیت کو اس کا شکر گذار ہونا چاہیے اور ظلم کرے تو رعیت کو صبر سے کام لینا چاہیے کیونکہ اقتدار سے ٹکر لینا آسان کام نہیں اس میں سخت خونریزی ہوتی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اقتدار کی منتقلی میں کامیابی نہ ہو اور مزید ظلم و تشدد بڑھ جائے۔ چنانچہ شمس الائمہ سرخسیؒ "شرح سیر کبیر" میں فرماتے ہیں:۔

وعن جماعة من الصحابة رضي الله عنهم قالوا: اذا عدل السلطان فعلى الرعية الشكر وللسلطان الأجر واذا جار فعلى الرعية الصبر وعلى	اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا جب سلطان عدل کرے تو رعایا کو شکر کرنا چاہیے اور سلطان کو اس کا اجر ملے گا۔ اور اگر وہ ظلم کرے تو رعایا صبر کرے اور سلطان پر اس

Marfat.com

سلطان الوزر۔ کا گناہ ہوگا۔

(ج ۱۔ ص ۱۰۸ طبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

صحابہ یزید کے درباری نہ تھے

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، یزید کے درباری تو تھے نہیں، اور نہ ان کو یزید کے ساتھ خلوت وجلوت میں رہنے کا موقعہ ملا تھا جو یزید کے کرتوت ان کو معلوم ہوتے چنانچہ علامہ شمس الائمہ سرخسیؒ نے ہی "شرح سیر کبیر" میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

وقد روی انہ لما ولی یزید بن معاویۃ قال ابن عمر ان یکن خیرًا شکرنا وان یکن بلاءً صبرنا۔ ثم قرأ قولہ تعالیٰ: فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ۔

(ج ۱ ص ۱۰۸)

اور یہ بھی مروی ہے کہ جب یزید بن معاویہ حکمران ہوا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا "اگر یہ بھلا ہوا تو ہم شکر کریں گے، اور اگر بلاء ہوا تو ہم صبر سے کام لیں گے"، پھر آپ نے یہ ارشاد باری نقل فرمایا (پھر اگر تم نے منہ پھیر تو اس کے ذمے ہے جو بوجھ اس پر رکھا گیا ہے اور تمہارے ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا گیا)

کفر وفسق کی سرپرستی تو جب ہوتی کہ جب یہ صحابہؓ یزید کے ساتھ اس کی بری حرکات میں شریک ہوتے، "خلیفہ فاسق" کا حکم یہی ہے کہ اگر کسی طاعت کا حکم دے تو اس کی اطاعت کی جائے اور معصیت کا حکم دے تو اس کی

ساتھ نہ دیا جائے اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو جو ہدایت فرمائی تھی وہ "جامع ترمذی" اور "سنن نسائی" میں بایں الفاظ

وعن کعب بن عجرة قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اعیذک باللہ من امارۃ السفہاء قال وما ذاک یا رسول اللہ قال امراء سیکونون من بعدی من دخل علیہم فصدقہم بکذبہم واعانہم علی ظلمہم فلیسوا منی ولست منہم ولن یردوا علی الحوض ومن لم یدخل علیہم ولم یصدقہم بکذبہم ولم یعنہم علی ظلمہم فاولئک منی وانا منہم واولئک یردون علی الحوض رواہ الترمذی والنسائی۔

(مشکوٰۃ کتاب الامارۃ فصل ثانی ص ۳۲۲)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میں امارت سفہاء سے تجھے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ امارت سفہاء کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کچھ امراء میرے بعد عنقریب ہوں گے، جس نے ان کے دربار میں جا کر ان کے جھوٹ کو سچ بتایا اور ان کے ظلم میں ان کی اعانت کی نہ ان کا تعلق مجھ سے ہے اور نہ میرا تعلق ان سے، اور نہ وہ کبھی حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے۔ اور جو ان کے دربار میں داخل نہ ہوا اور نہ ان کے کذب کی اس نے تصدیق کی اور نہ ان کے ظلم میں ان کی اعانت کی، سو وہ لوگ میرے ہیں اور میں ان

ان کا ہوں اور یہی لوگ ہیں جو حوض
کوثر پر میرے پاس آئیں گے۔

یاد رہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ دعا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں مقبول ہوئی چنانچہ ان کا انتقال یزید کی امارت سے پہلے ہی ۵۰ھ کے بعد ہو گیا تھا" اور سنن ابی داؤد" میں

عن ابی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الجهاد واجب علیکم مع کل امیر برًا کان او فاجرًا وان عمل الکبائر والصلوٰة واجبة علیکم خلف کل مسلم برًا کان او فاجرًا وان عمل الکبائر، والصلوٰة واجبة علی کل مسلم برًا کان او فاجرًا وان عمل الکبائر۔ رواه ابوداؤد (مشکوٰة۔ ج ۱۔ ص ۱۰۰۔ باب الامامة فصل ثانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جہاد تم پر ہر امیر کی معیت میں واجب ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد، اور خواہ مرتکب کبائر ہی کیوں نہ ہو اور نماز بھی تم پر ہر مسلمان (امیر) کے پیچھے پڑھنا واجب ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد اور کبائر ہی کا مرتکب کیوں نہ ہو جب بھی، اور ہر مسلمان پر نماز کا پڑھنا واجب ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد اور خواہ کبائر میں مبتلا ہی کیوں نہ ہو۔"

یہ شبہ رافضیوں کے شبہ کی طرح ہے

یہ بالکل اسی طرح کا شبہ ہے جیسے کہ روافض کہا کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چونکہ صحابہ ناراض تھے اس

Marfat.com

لیے کسی صحابی نے بھی ان کی طرف سے کوئی دفاع نہ کیا بلکہ سب صحابہ مسجد نبوی میں اس شخص کے پیچھے کہ جو ان باغیوں کا سرغنہ تھا اور اس فتنہ میں جمعہ و جماعت کا امام بن گیا تھا" بڑے اہتمام سے نمازیں پڑھتے رہے حالاں کہ اس کے پیچھے نماز کا ادا کرنا خود حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کے بموجب تھا" جو صحیح بخاری" میں

وعن عبید اللہ بن عدی بن الخیار انه دخل علی عثمان وهو محصور فقال انك امام عامة ونزل بك ما تری ویصلی لنا امام فتنة ونتحرج فقال الصلوة احسن ما یعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن معهم واذا اساؤا فاجتنب اساءتهم - رواه البخاری - (مشکوٰۃ باب تعجیل الصلوٰۃ - فصل ثالث ص ۶۲)

عبید اللہ بن عدی بن الخیار سے (جن کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرابت بھی تھی) مروی ہے کہ انہوں نے جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ محصور تھے ان کی خدمت میں جا کر عرض کیا آپ عامۃ المسلمین کے امام ہیں اور اس وقت آپ کے ساتھ جو معاملہ ہو رہا ہے آپ دیکھ ہی رہے ہیں۔ اب فتنہ پردازوں کا امام ہماری امامت کر رہا ہے جس سے ہم دل تنگ ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا "نماز ان تمام اعمال میں سب سے بہتر عمل ہے جو لوگ انجام دیتے ہیں لہذا جب لوگ نیکی کا کام کریں تم بھی ان کے ساتھ نیکی کرنے میں شریک ہو جاؤ اور جب برائی کے

Marfat.com

مرتکب ہوں تو ان کی برائی سے بچتے رہو۔"

کیا یزید کے ظلم و ستم میں کبھی کوئی صحابی شریک ہوا ہے؟

اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ کیا "حادثہ کربلا" "واقعہ حرّہ" اور "حصارِ حرم مکہ" ان تینوں معرکوں کے ظلم و ستم میں کوئی صحابی یا کوئی قابلِ ذکر تابعی شریک ہوا ہے؟ یا ایسی بزم مے میں کبھی کسی بھلے مانس نے شرکت کی ہے؟ جو یزید کی فسق نوازی اور فجور و بد دینی کی سرپرستی کا ان پر الزام عائد کیا جائے، باقی رہا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ فرمانا کہ

انا قد بایعنا ھذا الرجل علیٰ بیع اللہ و رسولہ۔ — ہم نے اس شخص سے اللہ اور اس کے رسول کے عہد پر بیعت کی ہے۔

تو اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ اللہ و رسول کے حکم کے مطابق ہم نے اس سے بیعت کی ہے[1]، لہٰذا ہم کسی امیر کی اطاعت میں جادۂ شریعت سے باہر نہیں ہوں گے۔ اس میں یزید کے تقویٰ اور طہارت کا بیان نہیں ہے کیونکہ اس کے بارے میں تو ابھی ان کی تصریح گزر چکی ہے کہ

ان یکن خیرًا شکرنا وان — اگر وہ بھلا ہوا تو شکر کریں گے اور

---

[1] چنانچہ علامہ احمد قسطلانی نے "ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری" میں اس کے یہی معنی لکھے ہیں۔ فرماتے ہیں (علیٰ بیع اللہ و رسولہ) ای علیٰ شرط ما امر بہ من بیعۃ الامام۔ یعنی جس شرط کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے خلیفہ کی بیعت کا حکم دیا ہے اس کے مطابق۔

Marfat.com

یکن بلاء صبرنا ۔ بلا ہوا تو صبر کریں گے ۔

یہ بھی خیال رہے کہ کتاب وسنت پر بیعت کرنے کی پیشکش تو بعض حضرات نے جنگ حرہ کے موقع پر بھی کی تھی، پھر یزیدی لشکر کے سپہ سالار مجرم بن عقبہ نے اس پیشکش کی جس طرح پذیرائی کی اس کی تفصیل حافظ ابن حزم کے الفاظ میں آپ پڑھ چکے ہیں ۔

اسی کے ساتھ یہ حضرات جب بھی موقع ملتا یزید اور اس کے کارندوں کے ظلم وستم پر نکیر کرنے سے چوکتے بھی نہیں تھے، چنانچہ پہلے شبہ کے جواب میں آپ تفصیل سے پڑھ چکے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کے دورِ پرفتن کی کس طرح نشاندہی کی اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یزید کی ولی عہدی کی بیعت لینے پر مروان کو برسر منبر کس طرح ٹوکا اور حضرت ابو شریح خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو اشدق کو حرم الٰہی پر فوج کشی سے کس طرح روکا اور حضرت معقل بن یسار مزنی نے کس حکمت سے عبیداللہ بن زیاد کو فہمائش کی اور حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس طرح اس کو سرزنش کی اور حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس لطف سے اس کو سمجھانے کی کوشش کی اور حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس طرح اس پر اپنے غصے کا اظہار فرمایا ۔ اب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بیانات پڑھیے صحیح بخاری میں ہے :-

سمعت عبد اللہ بن عمر	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
وسألہ رجل عن المحرم	کسی شخص نے یہ سوال کیا کہ اگر احرام
قال شعبۃ أحسبہ یقتل	کی حالت میں کوئی شخص مکھی کو مار
الذباب فقال أھل	ڈالے تو اس کے بارے میں کیا فتویٰ

Marfat.com

العراق یسألون عن	ہے آپ نے فرمایا اہل عراق مکھی کے
قتل الذباب وقد قتلوا	قتل کرنے کے متعلق دریافت کر رہے
ابن بنت رسول اللہ صلی	ہیں حالانکہ انہوں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وقال النبی	اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نواسے کو قتل
صلی اللہ علیہ وسلم هما	کر ڈالا جب کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
ریحانتای من الدنیا۔	نے فرمایا تھا کہ "حسن وحسین رضی اللہ
(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳۰ مناقب الحسن والحسین)	تعالیٰ عنہما میری دنیا کے دو پھول ہیں"۔

یاد رہے کہ یزید کا برادر عم زاد عبید اللہ بن زیاد (اگر زیاد کو واقعی ابو سفیان کا بیٹا تسلیم کیا جائے) یزید کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا۔ اسی کے حکم سے عمرو بن سعد چار ہزار کا لشکر جرار لے کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑنے کے لیے آیا تھا اور اسی عراقی لشکر نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا[1] ابن زیاد بدنہاد نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے ساتھ جو گستاخی کی تھی اس پر حضرت انس وحضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جس طرح اس پر اظہار ناراضگی کیا تھا وہ بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔

اور حافظ ابن کثیر نے دارقطنی کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت اس سلسلہ میں نقل کی ہے، وہ درج ذیل ہے۔

عن محمد وعبدالرحمن	حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ
ابنی جابر ابن عبد اللہ قالا	عنہ کے دونوں بیٹوں محمد وعبدالرحمن

---

[1] اس واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ہمارا رسالہ "شہدائے کربلا پر افتراء"۔

Marfat.com

خرجنا مع ابينا يوم الحرة وقد كف بصره فقال تعس من اخاف رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلنا یا ابت وهل احد یخیف رسول الله صلی الله علیه وسلم؟ فقال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: من اخاف اهل هذا الحی من الانصار فقد اخاف ما بین هذین ووضع یده علی جنبیه (البدایه والنهایه۔ (ج ۸ ص ۲۲۳)

کا بیان ہے کہ حرہ کے دن ہم اپنے اباّ کے ساتھ باہر نکلے اس وقت آپ کی بینائی زائل ہو چکی تھی آپ نے فرمایا "برباد ہو وہ شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوف میں مبتلا کیا"۔ ہم نے عرض کیا ابا جان! کوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ڈرا سکتا ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "جس نے اس قبیلۂ انصار کو ڈرایا اس نے میرے ان دونوں پہلوؤں کے درمیان جو چیز ہے (یعنی قلب نبوی) اس کو ڈرایا ہے" اور جس وقت آپ کی زبان مبارک سے یہ ارشاد ہو رہا تھا آپ اپنے دونوں پہلوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ ان حضرات کی بیعت کے باوجود جن کا مستفتی نے نام لیا ہے یزیدی لشکر نے حرہ کی جنگ میں ان بزرگوں کے جگر کے ٹکڑوں کو قتل کرنے سے ذرا بھی دریغ نہیں کیا اور یہ بھی پیش نظر رہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یزید کی ولی عہدی کی بیعت قطعاً نہیں کی

Marfat.com

تھی، اور پھر جب یزید تخت حکومت پر بیٹھا، تب بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سب سے اخیر میں بیعت کی تھی؂۔

غرض یزید کے دور حکومت میں یا تو صحابہ کرام اس سے برسرپیکار نظر آتے ہیں جیسے حضرت حسین، حضرت عبداللہ ابن الزبیر اور وہ صحابہ جو جنگ حرّہ میں اس کے خلاف لڑے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور یا پھر اس کو یا اس کے عمال کو ان کے ظلم وستم پر روکتے ٹوکتے۔ جیسے (۱) حضرت عبداللہ بن عباس (۲) حضرت عبداللہ بن عمر (۳) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر (۴) حضرت جابر بن عبداللہ (۵) حضرت ابو شریح خزاعی (۶) حضرت معقل بن یسار مزنی (۷) حضرت انس بن مالک (۸) حضرت زید بن ارقم (۹) حضرت عبداللہ بن مغفل (۱۰) حضرت عائذ بن عمرو (۱۱) حضرت ابو برزہ اسلمی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ کوئی صحابی ہمیں یزید کا ثنا خواں اور اس کی تعریف میں رطب اللسان نہیں ملتا اور نہ اس کی حمایت میں کسی معرکہ میں لڑتا ہوا نظر آتا ہے۔

اور یہ ہوتا بھی کس طرح جب کہ یزید کے عہد نحوست مہد کا نقشہ انوری کے اس شعر کے بالکل مطابق تھا

بر بزرگان زمانہ شدہ خردان سالار
بر کریمان جہان گشتہ لئیمان مہتر

؂ ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ ۔ ج ۔ ۸ ص ۱۴۸

تیسرا شبہ اور اس کا جواب

تیسرا شبہ جو مستفتی کو پیش آیا ہے، یہ ہے کہ "حضرت محمد بن حنفیہ نے نہ صرف یزید کی بیعت کی بلکہ اس پر عائد کردہ الزامات کی پرزور تردید بھی کی الخ۔

"منتقیٰ" کا غلط حوالہ

مستفتی نے اس سلسلہ میں "البدایہ والنہایہ" کا حوالہ "منتقیٰ ص ۲۸۱" سے نقل کیا ہے۔ حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ "منتقیٰ" حافظ ذہبی کی تصنیف ہے جن کی وفات ۷۴۸ھ میں ہوئی ہے اور "البدایہ والنہایہ" ان کے شاگرد حافظ ابن کثیر کی۔ اور ان کا سنہ وفات ۷۷۴ھ ہے پھر لطف یہ ہے کہ "منتقیٰ" میں خود اس کے خلاف صاف تصریح ہے کہ:

لم نعتقد انه من الخلفاء الراشدين كما قاله بعض الجهلة من الاكراد۔

ہمارا یہ اعتقاد نہیں کہ یزید خلفاء راشدین میں سے تھا جیسا کہ بعض جاہل کردوں کا عقیدہ ہے۔

(ص۔۲۷۹)

ونحن نقول خلافة النبوة ثلاثون سنة ثم صارت ملكا كما ورد في الحديث ......

اور ہم تو اس کے قائل ہیں کہ خلافت نبوت تیس سال ہی رہی پھر بادشاہی ہوگئی، جیسا کہ حدیث میں وارد ہے

يزيد كان ملك وقته وصاحب السيف كامثاله من

یزید بھی مروانیوں اور عباسیوں کی طرح اپنے وقت میں ایک صاحب

Marfat.com

المروانیہ والعباسیہ۔ شمشیر (وعلم) بادشاہ تھا

(ص ۲۸۱)

یاد رہے حافظ ذہبی، یزید کو قطعاً اچھا آدمی نہیں سمجھتے۔ اور وہ خود ان الزامات کو اپنی تصانیف میں اس پر عائد کرتے ہیں چنانچہ اس سلسلے میں ان کی تصریحات آگے موقع بموقع آرہی ہیں۔

ائمہ مسلمین میں کسی کا یہ عقیدہ نہیں کہ یزید عادل تھا اور اللہ کا مطیع۔

اور حافظ ابن تیمیہ نے "منہاج السنہ" میں جس کا خلاصہ بہی "منتقیٰ" ہے صاف لکھا ہے کہ:

وکذالک کونہ عادلا فی کل امورہ مطیعا للہ فی جمیع افعالہ لیس ھذا اعتقاد احد من ائمۃ المسلمین۔ وکذالک وجوب طاعتہ فی کل ما یامر بہ وان کان معصیۃ للہ لیس ھو اعتقاد احد من ائمۃ المسلمین۔

(منہاج السنہ۔ ج-۲ ص ۲۴۰)

اور اسی طرح یزید کا تمام معاملات میں عادل ہونا، اور اپنے تمام افعال میں اللہ تعالیٰ کا مطیع ہونا یہ بھی ائمہ مسلمین میں سے کسی کا اعتقاد نہیں ہے، اور اسی طرح یہ بات کہ یزید کی اطاعت اس کے ہر حکم میں واجب تھی خواہ وہ معصیت الٰہی کا ہی حکم کیوں نہ دے یہ بھی ائمہ مسلمین میں سے کسی کا اعتقاد نہیں ہے۔

Marfat.com

ہاں منتقیٰ کے محشی محب الدین خطیب نے (جو کہ پکا ناصبی ہے) اس افسانہ کو "البدایہ والنہایہ" کے حوالہ سے نقل کیا ہے جس کی تردید محدث حرم محمد عربی تبانی نے افادۃ الاخیار ببراءۃ الابرار" میں بڑی تفصیل سے کی ہے۔

حافظ ابن کثیر کی تصریحات یزید کے فسق کے بارے میں!

اب غور کرنے کی بات یہ ہے کہ خود حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی کتاب "البدایہ والنہایہ" میں ایک جگہ نہیں بلکہ متعدد جگہ یزید کے فسق کی تصریح کی ہے۔ مثلاً:

(۱) ایک مقام پر امام طبرانی کی یہ روایت نقل کی ہے کہ:

کان یزید فی حداثته صاحب شراب یاخذ ماخذ الاحداث الخ

یزید اپنی نوعمری میں پینے پلانے کا شغل رکھتا تھا اور اس میں نوجوانوں کی سی آزادی تھی۔

(ج ۸ ص ۲۸۸)

(۲) اور دوسری جگہ لکھتے ہیں:

وکان فیه ایضاً اقبال علی الشهوات وترك بعض الصلوٰت فی بعض الاوقات واماتتها فی غالب الاوقات وقد قال الامام احمد حدثنا ابو عبد الرحمن ثنا حیوۃ حدثنی بشیر بن عمرو الخولانی أن الولید بن قیس

اور یزید میں یہ بات تھی کہ وہ خواہشات نفسانی کا متوالا تھا اور بعض اوقات بعض نمازیں بھی چھوڑ دیا کرتا تھا اور اکثر ناوقت پڑھتا تھا۔ چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ساٹھ سال کے بعد ایسے ناخلف

Marfat.com

حدثه انه سمع ابا سعید الخدری یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: یکون خلف من بعد ستین سنۃ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا۔ (الحدیث)	ہوں گے جو نمازیں چھوڑ دیں گے، اپنی خواہشات کی پیروی کریں گے اور عنقریب غَیّ میں (جو کہ جہنم کی بدترین وادی ہے) داخل ہوں گے

(ج ۸ ۔ ص ۲۳۰)

(۳) اور پھر وہ حدیثیں ذکر کرکے جن میں یزید کی مذمت وارد ہے (ص ۲۳۲ پر) یہ لکھتے ہیں:

قلت: یزید بن معاویۃ اکثر ما نقم علیہ فی عملہ شرب الخمر واتیان بعض الفواحش۔	میں کہتا ہوں یزید بن معاویہ پر اس کی بدکرداری کے سلسلے میں سب سے زیادہ جو الزام عائد کیا گیا وہ مے نوشی اور بعض فواحش کے ارتکاب کا ہے۔

یاد رہے یہ سب الزامات وہ ہیں جو صحابہ نے اس پر عائد کئے تھے حافظ ابن کثیر نے ان الزامات سے یزید کی کہیں برأت نہیں کی ہے اب ظاہر ہے کہ جب حافظ ابن کثیر خود محمد بن حنفیہ کی اس روایت پر اعتماد نہیں کرتے اور جا بجا اس کے خلاف اپنے فیصلے صادر کرتے جاتے ہیں تو پھر ابن الحنفیہ کی نسبت اس قول کی صحت معلوم۔

Marfat.com

اور یہ بھی خیال رہے کہ حضرت عبداللہ بن مطیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحمن سے محمد بن حنفیہ کا یہ مکالمہ براءت یزید کے بارے میں نقل کیا جاتا ہے) دونوں صحابی ہیں اب اگر یہ مکالمہ صحیح تسلیم کیا جائے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ان دونوں صحابیوں نے تو یزید پر جھوٹی تہمت جوڑی اور ابن حنفیہ جو کہ صحابی نہیں ہیں ان کی بات سچی نکلی یہ بات منتفنی کا ذہن تو قبول کر سکتا ہے لیکن عام مسلمان کا نہیں۔

اس افسانہ کا ذکر دوسری کتابوں میں نہیں

پھر یہ بھی واضح رہے کہ اس افسانے کا ذکر صرف "تاریخ ابن کثیر" میں ملتا ہے اور انہوں نے بھی اس کی کوئی سند بیان نہیں کی کہ اس پر کوئی علمی بحث کی جاسکے اس افسانہ کو نہ امام ابن جریر طبری نے ذکر کیا ہے نہ حافظ ابن الاثیر جزری نے اور نہ کسی اور معتبر مورخ نے۔ لہٰذا پہلے محمد بن حنفیہ سے اس مکالمہ کو بسند صحیح ثابت کیا جائے۔ پھر شبہ ظاہر کیا جائے اور بالفرض اس افسانہ کو صحیح مان بھی لیا جائے تب بھی یزید کے بارے میں ابن حنفیہ کی تعدیل وستائش "تابعین کبار کی جرح کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتی، صحابہ کی جرح کا تو کیا ذکر ہے کیونکہ اصول حدیث کا متفقہ قاعدہ ہے کہ "جرح تعدیل پر مقدم ہے" پھر صحابہ کی جرح کے مقابلہ میں ابن حنفیہ کی تعدیل کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔

فنِ رجال کا متفقہ فیصلہ، یزید اس کا اہل نہیں کہ اس کی روایت قبول کی جائے!

یاد رہے تاریخ و فنِ رجال کی تمام کتابوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ یزید کی عدالت مجروح و مقدوح ہے اور وہ اس کا اہل

نہیں کہ اس کی کوئی روایت قبول کی جائے چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رح "تقریب التہذیب" میں فرماتے ہیں۔

یزید بن معاویۃ بن ابی	یزید بن معاویہ بن ابی سفیان اموی
سفیان الاموی ابو خالد	ابو خالد ۶۰ سنہ ہجری میں متولی خلافت
ولی الخلافۃ سنۃ ستین	ہوا۔ اور ۶۴ سنہ ہجری میں مر گیا،
ومات سنۃ اربع وستین	پورے چالیس سال کا بھی نہ ہو سکا
ولم یکمل الاربعین ،	یہ اس کا اہل نہیں کہ اس سے کوئی
لیس باھل اٰن یروی عنہ	حدیث روایت کی جائے۔

اب ظاہر ہے کہ محمد بن حنفیہ کی طرف اگر اس قول کا انتساب صحیح ہوتا یا کسی بھی صحابی و تابعی سے یزید کی ثنا و صفت منقول ہوتی اور وہ محدثین وائمہ رجال کے نزدیک عادل ہوتا تو فنِ رجال کا یہ فیصلہ ہرگز نہیں ہو سکتا تھا۔ جو حافظ ابن حجر عسقلانی نے نقل کیا ہے۔

Marfat.com

چوتھا شبہ اور اس کا جواب

چوتھا شبہ جو مستفتی کو پیش آیا ہے وہ یہ ہے کہ "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کی خبر ملی تو یزید کو ان کے خاندان کا نیک فرد قرار دیا اور اس کی بیعت و اطاعت کا حکم دیا"۔

اغانی کی روایت میں یہ بات مذکور نہیں

اس کا جواب یہ ہے کہ یزید کا فسق تواتر سے ثابت ہے اس لیے اس کے صالح ہونے کا ذکر اگر کسی روایت میں آئے تو وہ روایت شاذ ناقابل قبول ہوگی، علامہ ابوالفرج اصفہانی نے "الاغانی" میں اس سلسلہ میں جو روایت نقل کی ہے وہ یہ ہے۔

ان ابن عباس آتاہ نعی معاویۃ وولایۃ یزید وھو یعشی اصحابہ ویاکل معھم وقد رفع الی فیہ لقمۃ فالقاھا واطرق ملیھۃ ثم قال جبل تدکدک ثم مال بجمیعہ فی البحر واشتملت علیہ الا بحر للہ در ابن ھند ماکان اجمل وجھہ	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر مرگ اور یزید کے حاکم بننے کی اطلاع پہنچی ہے تو وہ اپنے اصحاب کو شام کا کھانا کھلا رہے تھے اور خود بھی ان کے ساتھ کھا رہے تھے۔ اس وقت آپ اپنے منہ میں لقمہ ڈالنے ہی والے تھے کہ آپ نے لقمہ رکھ دیا اور تھوڑی دیر تک سر جھکائے رہے پھر

Marfat.com

واکرم خلقه واعظم حلمه
فقطع علیه الکلام رجل
وقال اتقول هذا فیه
فقال ویحك انك
لا تدری من مضی
عنك ومن بقی علیك
وستعلم ثم قطع الکلام
(ج ۔ ۱۶ ص ۳۷ طبع دار الفکر
بیروت)

فرمانے لگے کہ ایک پہاڑ تھا جو ریزہ ریزہ ہو کر سارے کا سارا سمندر میں چلا گیا اور اس کے کئی سمندر بن گئے[۱] ابن ہند (معاویہ) کے کیا کہنے، اس کا چہرہ کتنا پیارا، اس کا اخلاق کتنا عمدہ اور اس کا حلم کتنا زیادہ تھا اس پر ایک شخص ان کی بات کاٹ کر کہنے لگا آپ بھی ان کے بارے میں ایسا کہتے ہیں، فرمایا تجھ پر افسوس ہے تجھے پتہ ہی نہیں کہ تجھے چھوڑ کر کون چلا گیا اور تجھ پر مسلط ہونے کے لیے کون باقی رہ گیا سو اب تجھے معلوم ہو جائے گا تا آنکہ آپ نے گفتگو ختم کر دی۔

اور مستفتی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو کچھ نقل کیا ہے اس کے لیے دو کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ ایک "الامامہ والسیاسہ" کا دوسرے "بلاذری" کا۔

"الامامہ والسیاسہ"

الامامہ والسیاسہ قابلِ استناد نہیں

[۱] حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس موقع پر جو رائے ظاہر کی ہے آئندہ ہونے والے واقعات نے اس کی تصدیق کی چنانچہ تقریباً چودہ پندرہ سال تک پھر اموی حکومت کو استحکام نصیب نہیں ہو سکا اور اسلامی دنیا اس عرصہ میں خانہ جنگی میں مبتلا رہی۔

Marfat.com

قابل استناد کتاب نہیں، معلوم نہیں اس کا مصنف کون ہے۔ مشہور ادیب ابنِ قتیبہ کی طرف اس کی نسبت جعلی ہے۔

بلاذری کی سند صحیح نہیں

رہا بلاذری تو اس کی سند میں صحت معلوم نہیں ہوتی ایسی روایت ہر حال میں مردود ہے اور اگر کسی کو اس کی صحت پر اصرار ہو تو سند پیش کر کے اس کی صحت کا ثبوت دے۔ خود مورخ بلاذری کی "انساب الاشراف" میں یزید کا تذکرہ اس کے فسق و فجور کے ذکر سے پر ہے تاہم اس میں بعض ایسی روایتیں بھی موجود ہیں جن کی اہمیت کے پیش نظر یہودیوں نے ۱۹۴۰ء میں یروشلم سے اس کتاب کو شائع کیا تھا اور انہی یہودیوں کی اتباع میں محمود احمد عباسی جیسے ملحدین نے مسلمانوں میں انتشارِ فکر پیدا کرنے کے لیے اس قسم کی روایات کو اپنی تصانیف میں جگہ دی ہے۔

بالفرض یہ روایت صحیح ہو تو حضرت ابن عباس کی آخری رائے کا اعتبار ہو گا

اور بالفرض تھوڑی دیر کے لیے مان بھی لیا جائے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یزید کے بارے میں یہی اظہار خیال فرمایا تھا جو اس روایت میں مذکور ہے تو یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ یزید کا فسق ابھی ظاہر نہیں ہوا تھا اور اس کے والد امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی زندہ تھے اور وہ سب کے سامنے نیک بنا رہتا تھا اس لیے ممکن ہے بظاہر آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے معاً بعد اس کے بارے میں ایسا اظہار خیال فرمایا ہو۔ بعد کو جب اس کا فسق عالم آشکارا ہوا

اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مظلومانہ شہادت نے اس کے ظلم و عدوان پر مہر تصدیق ثبت کر دی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خود یزید کو مخاطب کر کے جو کچھ فرمایا۔ ۱۰۹ل اعتبار اس کا ہوگا۔

یزید اور حضرت ابن عباس کی خط و کتابت

چنانچہ یزید کے نام حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خط و کتابت جو کتب تواریخ میں درج ہے وہ دیکھی جائے اس سے سب حقیقت عیاں ہو جائے گی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نظروں میں یزید کا کتنا احترام تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنی بیعت خلافت کی دعوت دی تھی لیکن حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان سے بیعت کرنے سے صاف انکار کر دیا اس انکار سے یزید یہ سمجھا کہ چونکہ یہ میری بیعت میں داخل ہیں اس لیے انہوں نے ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بیعت سے انکار کیا ہے اس بات سے خوش ہو کر اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جو خط لکھا ہے وہ یہ ہے۔

یزید کا خط حضرت ابن عباس کے نام

اما بعد، فقد بلغنی ان الملحد ابن الزبیر دعاك الی بیعته وانك اعتصمت ببیعتنا وفاء منك لنا فجزاك الله من	اما بعد: مجھے اطلاع ملی ہے کہ ملحد ابن الزبیر نے آپ کو اپنی بیعت کے لیے کہا تھا اور آپ ہماری خاطر ہی ہیں ہماری بیعت پر مستقیم ہیں

ذی رحم خیر ما یجزی
الواصلین لارحامهم
الموفین بعهودهم
فما أنسی من الأشیاء
فلست بناس برک
وتعجیل صلتک بالذی
أنت له اهل فانظر من
طلع علیک من الآفاق
ممن سحرهم ابن
الزبیر بلسانه فاعلمهم
بحاله فانهم منک
اسمع الناس ولک
اطوع منهم للمحل
(الکامل از ابن اثیر ج ۴ ص ۵۰)

اللہ تعالیٰ آپ جیسے رشتہ دار کو بہتر سے بہتر جزائے خیر عطا فرمائے جو وہ ان حضرات کو عطا کرتا ہے کہ جو صلہ رحمی کرتے ہیں اور اپنے عہد پر قائم رہتے ہیں سو اب میں کچھ بھی بھولوں لیکن پر آپ کے اس احسان کو نہیں بھولوں گا اور آپ کی خدمت میں فوراً ایسے صلے کی روانگی، جو آپ کے شایان شان ہو اب آپ ذرا اتنا خیال اور رکھیں کہ جو بھی بیرونی آدمی آپ کی خدمت میں آئے اور ابن زبیر نے اپنی جادو بیانی سے اسے متاثر کر لیا ہو تو آپ ابن زبیر کے حال سے اسے آگاہ فرما دیں کیونکہ اس حرم کعبہ کی حرمت کے حلال[۱] کرنے والے کی بہ نسبت لوگ آپ کی زیادہ سنتے اور زیادہ مانتے ہیں

---

[۱] ابن زبیر مراد ہیں کہ یزید کی بیعت نہ کرنے کے سبب یزید خاک بدہن گستاخ ان کو ملحد اور حرمت کعبہ کو ختم کرنے والا کہتا تھا

حضرت ابن عباس کا سرزنش نامہ یزید کے نام

یزید کے اس خط کے جواب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کو جو سرزنش نامہ تحریر کیا ہے وہ یہ ہے:

اما بعد: فقد جاءنی
کتابک، فأما ترکی
بیعة ابن الزبیر فواللہ
ما أرجو بذاک برک
ولا حمدک ولکن اللہ
بالذی أنوی علیم
وزعمت انک لست
بناس بری فاحبس
ایھا الانسان برک عنی
فانی حابس عنک
بری وسالت ان احبب
الناس الیک وابغضھم
واخذلھم لابن الزبیر
فلا ولا سرور ولا کرامة
کیف وقد قتلت حسینا
وفتیان عبد المطلب
مصابیح الھدی

اما بعد: تمہارا خط مجھے ملا میں نے
جو ابن زبیر سے بیعت نہیں کی تو واللہ
اس سلسلہ میں میں تم سے حسن
سلوک اور تمہاری ثنا وصفت کا خواہاں
نہیں، بلکہ جس نیت سے میں نے ایسا
کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے
اور تمہیں جو یہ زعم ہے کہ میرے حسن
سلوک کو فراموش نہ کرو گے تو اے
انسان اپنے اس حسن سلوک کو اپنے
پاس اٹھا رکھ کیونکہ میں اپنے حسن
سلوک کو تم سے اٹھا رکھوں گا اور
تم نے جو مجھ سے یہ درخواست کی ہے
کہ میں لوگوں کے دلوں میں تمہاری
محبت پیدا کروں اور ابن زبیر سے
ان کو نفرت دلاؤں اور ان کو بے
یار و مددگار چھوڑنے پر آمادہ کر دوں
سو ایسا بالکل نہیں ہو سکتا، تمہاری

Marfat.com

ونجوم الاعلام غادرتهم
خيولك بامرك فى صعيد
واحد مرملين بالدماء
مسدوبين بالعراء مقتولين
بالظماء، لامكفنين ولا
موسدين[1] تسفى عليهم
الرياح وتنتابهم عوج
الضباع حتى اتاح الله
بقوم لم يشركوا
فى دمائهم كفنوهم
واجنوهم وبى بهم
تعززت وجلست
مجلسك الذى
جلست فما انسى
من الاشياء فلست بناس
اطرادك حسينا من
حرم رسول الله صلى الله

خوشی ہمیں منظور ہے، اور نہ تمہارا اعزاز، اور یہ ہو بھی کس طرح سکتا ہے حالاں کہ تم نے حسین کو اور ان جوانانِ عبدالمطلب کو قتل کیا جو ہدایت کے چراغ اور ناموروں میں ستارے تھے، تمہارے سواروں نے تمہارے حکم سے ان لوگوں کو آغشتہ بخون ایک کھلے میدان میں اس حال میں ڈال دیا تھا کہ ان کے بدن پر جو کچھ تھا وہ چھینا جا چکا تھا، پیاس کی حالت میں ان کو قتل کیا گیا اور بغیر کفن بے سہارا پڑا رہنے دیا گیا، ہوائیں ان پر خاک ڈالتی رہیں اور بھوکے بجو باری باری سے ان کی لاشوں پر آتے جاتے رہے تا آنکہ حق تعالیٰ نے ان کے لیے ایسی قوم کو بھیجا جن کے ہاتھ ان کے خون سے رنگین

---

[1] یاد رہے الکامل لابن الاثیر کے مطبوعہ نسخہ میں یہاں "موسدین" کی بجائے "مسودین" اور "تنتابہم" کی جگہ "ینشابہم" اور "عوج الضباع" کی بجائے "عرج ابطاح" غلط چھپ گیا ہے۔ ہم نے اس کی تصحیح "مجمع الزوائد" سے کر دی ہے۔

Marfat.com

عليه وسلم الى حرم الله
وتيسيرك الخيول اليه
فما زلت بذلك
حتى اشخصته الى
العراق فخرج خائفاً
يترقب فنزلت به
خيلك عداوة منك
لله ورسوله ولاهل
بيته الذين اذهب
الله عنهم الرجس
وطهرهم تطهيرا
فطلب اليكم الموادعة
وسالكم الرجعة
فاغتنمتم قلة انصاره
واستيصال اهل بيته
وتعاونتم عليه كانكم
قتلتم اهل بيت من
الشرك والكفر
فلا شئ اعجب
عندى من طلبتك
ودى وقد قتلت ولد ابى

نہ تھے ان لوگوں نے آکر ان کو کفن
دیا اور دفن کیا، حالاں کہ بخدا ان
ہی کے طفیل تجھے یہ عزت ملی ہے
اور تجھے اس جگہ بیٹھنا نصیب ہوا جس جگہ اب
بیٹھا ہوا ہے اب میں خواہ سب
چیزیں فراموش کر دوں، پر اس بات
کو فراموش نہیں کر سکتا کہ تو نے
ہی حسین کو مجبور کر کے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حرم سے
حرم الٰہی میں پہنچایا اور پھر تو اپنے
سواروں کو برابر ان کے پاس بھیجتا
رہا اور مسلسل لگا رہا تا آنکہ ان کو
عراق کی طرف روانہ کر کے چھوڑا
چنانچہ وہ حرم مکہ سے اس کیفیت
میں نکلے کہ ان کو دھڑکا لگا ہوا تھا
اور پھر تیرے سواروں نے ان کو
جا لیا، یہ سب کچھ تو نے خدا رسول
اور ان اہل بیت کی عداوت میں
کیا کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے نجاست
دور کر کے ان کو خوب پاک و صاف
کر دیا تھا۔ حسین نے تمہارے سامنے

Marfat.com

وسیفک یقطر من
دمی وانت احد ثاری
ولا یعجبک ان ظفرت
بنا الیوم فلنظفرن
بک یوماً - والسلام
(کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۵۰/۵۱)

صلح کی بھی پیش کش کی اور واپس لوٹ
جانے کی بھی درخواست کی مگر تم نے
یہ دیکھ کر کہ ہم اس وقت بے یار و مددگار
ہیں اور ان کے خاندان کا استیصال
کیا جا سکتا ہے موقع کو غنیمت
جانا اور تم ان کے خلاف باہم
تعاون کر کے ان پر اس طرح ٹوٹ
پڑے کہ گویا تم مشرکوں یا کافروں
کے خاندان کو قتل کر رہے ہو پس
اب میرے نزدیک اس سے زیادہ
اور کیا تعجب کی بات ہوگی کہ تو میری
دوستی کا طالب ہے حالانکہ تو میرے
دادا کے خاندان کو قتل کر چکا ہے
اور تیری تلوار سے میرا خون ٹپک
رہا ہے۔ اب تو تو میرے انتقام
کا ہدف ہے اور اس خیال میں
نہ رہنا کہ آج تو نے ہم پر فتح پا
لی ہے ہم بھی کسی نہ کسی دن تجھ پر
فتح پا کر رہیں گے [1]۔ والسلام۔

---

[1] تاریخ شاہد ہے کہ حضرت کی یہ پیشگوئی پوری ہو کر رہی اور عباسیوں ہی کے (باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

یزید کا یہ خط اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ جواب، مورخ بلاذری نے بھی "انساب الاشراف" (ج-۴ ص ۱۸ و ۱۹ طبع یروشلم ۱۹۴۰ء) میں نقل کیا ہے۔ لہٰذا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا آخری فیصلہ یزید کے حق میں نہیں بلکہ اس کے خلاف ہے۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) انھوں امویوں کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔

Marfat.com

پانچواں شبہ

مستفتی کو یہ پیش آیا ہے کہ امام غزالی کے شاگرد قاضی ابوبکر ابن العربیؒ نے "العواصم من القواصم" میں لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ نے "کتاب الزہد" میں امیر یزید کا ذکر زہاد صحابہ کے بعد اور تابعین سے پہلے اس زمرہ میں ذکر کیا ہے جن کے وعظ و فرمان سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے"۔

اس کا جواب

ابن العربی کی رائے غزالی کے بارے میں

یہ صحیح ہے کہ حافظ ابوبکر بن العربی، امام غزالی کے شاگرد تھے لیکن خود ان کے دل میں استاد کی جو قدر تھی وہ بھی سن لیجئے۔

حافظ ابن کثیر "البدایہ والنہایہ" میں ۵۴۵ھ ہجری کے وفیات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وممن توفی فیہا من الاعیان ...... الفقیہ ابوبکر بن العربی المالکی شارح الترمذی کان فقیہا عالما وزاھدا عابدا وسمع الحدیث بعد	اور اس سنہ میں جن بڑے لوگوں کا انتقال ہوا۔ ان میں فقیہ ابوبکر بن العربی مالکی شارح ترمذی بھی ہیں یہ فقیہ و عالم اور زاہد و عابد تھے انہوں نے حدیث کا سماع فقہ میں مشغول ہونے کے بعد کیا تھا۔ غزالی

Marfat.com

اشتغالہ فی الفقہ وصحب الغزالی واخذ عنہ وکان یتہمہ برای الفلاسفۃ ویقول دخل فی اجوانہم فلم یخرج منہا

کی صحبت میں رہے ان سے علم بھی حاصل کیا اور غزالی کو فلاسفہ کی برائے سے بھی متہم کیا کرتے تھے ۔ کہا کرتے تھے کہ فلسفہ ان لوگوں کے پیٹوں میں ایسا گھسا کہ پھر نکلا ہی نہیں ۔

(ج ۱۲- ص ۲۲۸، ۲۲۹)

ابن العربی کا فتویٰ کہ حسین کا قتل جائز تھا

بجا ہے بقول شاگرد، استاد تو فلسفہ کے چکر سے ساری عمر نہ نکل سکے ۔ مگر خود بدولت کو آخر کیا ہو گیا تھا کہ یزید جیسا شقی تو آپ کو اولیاء کبار کی صف میں نظر آیا اور ریحانۃ الرسول، سید شباب اہل الجنۃ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی نظر میں ایسے مجرم ٹھہرے کہ جناب نے جھٹ سے یہ فتویٰ صادر فرما دیا کہ

قتل الحسین بشرع جدہ[1]

حسین کو ان کے نانا کی شرع کے مطابق قتل کر ڈالا گیا۔

نازم بریں فطانت بجھ بوجھ ہو تو ایسی ہو۔ غالی ناصبیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے چنانچہ علامہ ابن تیمیہ "منہاج السنۃ" میں لکھتے ہیں

غلو الناصبیۃ الذین یزعمون ان الحسین کان خارجیًا وانہ کان

ناصبیوں کا غلو ہے جو یہ زعم کرتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ وقت کے

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "مقدمہ ابن خلدون" ص ۵۲ طبع مطبع بہیہ مصر - اعلا (باقی اگلے صفحہ پر)

یجوز قتلہ [1]

خلاف خروج کیا اور (اس لیے) ان کو قتل کرنا جائز تھا۔

قاضی ابو بکر ابن العربی ناصبی ہیں

چنانچہ اسی لیے شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ "فتاوی عزیزی" میں لکھتے ہیں:۔

نواصب فرقہ جدا است، و رائے خوارج در مغرب و شام بسیار بودہ اند، و متوکل عباسی و وزیر او علی ابن جہم نیز از جملہ نواصب است خوارج جمیع مقاتلین را از صحابہ ہمچو طلحہ و زبیر و امیر المومنین علی المرتضی و معاویہ و عمرو بن العاص را تکفیر می کنند۔ و نواصب محض عداوت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ و ذریت طاہرہ او شعار خود دارند از متاخرین حافظ مغربی نیز ناصبی است۔

"نواصب" "خوارج" سے جدا فرقہ ہے یہ مغرب اور شام میں بہت تھے۔ خلیفہ المتوکل عباسی اور اس کا وزیر علی بن جہم بھی نواصب میں سے تھے۔ خوارج ان تمام صحابہ کرام کو جن میں باہم جنگ ہوئی یعنی حضرت طلحہ حضرت زبیر، امیر المومنین علی مرتضی، حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص، (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ان سب کو کافر بتاتے ہیں اور "نواصب" نے صرف امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور ان کی ذریت طاہرہ کی عداوت کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔ متاخرین میں

[2] ج ۱ ص ۲۰۰ طبع مجتبائی دہلی سنہ ۱۳۴۱ھ

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) "العواصم من القواصم" از ابن العربی ص ۲۳۲ طبع قاہرہ سنہ ۱۳۷۱ھ

[1] ج ۲ ص ۲۵۶ طبع امیریہ مصر سنہ ۱۳۲۱ھ

Marfat.com

حافظ مغربی (ابو بکر ابن العربی) بھی ناصبی ہے۔

کتاب الزہد میں جن صاحب کا تذکرہ ہے وہ امیر یزید نہیں بلکہ اس نام کے دوسرے بزرگ ہیں

اسی ناصبیت کی شامت سے شاید قاضی جی کو وہم ہو گیا اور انہوں نے "کتاب الزہد" میں یزید بن معاویہ کا نام دیکھتے ہی اس کو اپنا ممدوح امیر یزید سمجھ لیا، یہ امیر یزید اموی نہیں بلکہ اس نام کے دوسرے بزرگ یزید بن معاویہ نخعی کوفی ہیں جو مشہور زاہد و عابد گزرے ہیں ان کا تذکرہ "تہذیب التہذیب" وغیرہ کتب رجال میں مذکور ہے۔ ہم ناظرین کی ضیافت طبع کے لیے حافظ جمال الدین مزی کی "تہذیب الکمال" سے ان کا پورا ترجمہ نقل کیے دیتے ہیں ملاحظہ فرمایئے وہ لکھتے ہیں :۔

یزید بن معاویہ النخعی الکوفی ذکر ابو بکر ابن ابی خثیمۃ انہ معدود فی العباد ھو و عمرو بن عتبۃ بن فرقد و ربیع بن خثیم و ھمام بن الحارث و معضد الشیبانی و جندب بن عبد اللہ و کمیل بن زیاد النخعی و اویس

یزید بن معاویہ نخعی کوفی، ابو بکر بن ابی خثیمہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ اور عمرو بن عتبہ بن فرقد اور ربیع بن خثیم اور ہمام بن الحارث اور معضد شیبانی اور جندب بن عبد اللہ اور کمیل بن زیاد نخعی اور اویس قرنی ان سب کا شمار عابدوں میں ہے۔ اور عبد الرحمن بن یزید کوفی نخعی سے منقول ہے کہ فارس

القرني، وحكى عن عبدالرحمن
بن يزيد النخعي قال خرجنا في
جيش نحو فارس فيه علقمة
ويزيد بن معاوية فقتل
يزيد بن معاوية، له ذكر
في الدعاء من صحيح
البخاري في" باب الموعظة
ساعة بعد ساعة" في
حديث شقيق بن سلمة
قال: كنا ننتظر عبد الله اذ
جاء يزيد بن معاوية فقلنا
الا تجلس الحديث وذكره
في التاريخ وذكره ابن
حبان في كتاب الثقات وقال
قتل غازيا بفارس [1]۔

کی مہم پر ایک لشکر میں ہم بھی روانہ
ہوئے تھے اسی لشکر میں علقمہ اور
یزید بن معاویہ بھی تھے پھر یزید بن
معاویہ اسی مہم میں شہید ہو گئے
صحیح بخاری، "کتاب الدعاء" کے "باب
الموعظہ" ساعۃ بعد ساعۃ" میں بروایت
شقیق بن سلمہ مذکور ہے کہ ہم حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے باہر آنے کے منتظر تھے کہ اسی
اثناء میں یزید بن معاویہ بھی آگئے ہم
نے ان سے عرض کیا آپ تشریف
نہیں رکھیں گے؟ الخ، امام بخاری
نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے.
اور ابن حبان نے بھی کتاب الثقات
میں ان کا تذکرہ لکھا ہے اور یہ بیان
کیا ہے کہ فارس میں جہاد کرتے ہوئے
شہید ہو گئے۔

اب یہ خدا ہی جانے قاضی ابوبکر بن العربی کو اپنی خوش فہمی کی بدولت یہ وہم ہوا ہے یا انہوں نے قصداً ہی مغالطہ دینے کے لیے لوگوں کا ذہن یزید بن معاویہ کوی

---

[1] اس کتاب کا قلمی نسخہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں موجود ہے۔

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بجائے (جو طبقہ کبار تابعین میں بڑے عابد و زاہد بزرگ گزرے ہیں) اپنے ممدوح امیر یزید بن معاویہ اموی کی طرف منتقل کر دیا، تاکہ لوگ اس یزید پلید کو بھی حضرت یزید کوفی نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی طرح زہد و عبادت میں حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہمسر سمجھنے لگیں۔

ناصبیوں کا امام طبری کو رافضی بتانا

درحقیقت یہ ویسی ہی ناپاک جسارت ہے جیسی کہ آج کل کے ناصبی حضرت امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں کرتے ہیں جو مجتہدین اہلسنت میں بڑے نامور امام گزرے ہیں۔ انہیں صرف اس لیے رافضی بتاتے ہیں کہ اس نام کا ایک دوسرا رافضی عالم بھی گزرا ہے ان ناصبیوں کی یہ سعی نامحمود صرف اس لیے ہے کہ امام طبری کی "تاریخ" "ناصبیت" کا ساتھ نہیں دیتی۔[1]

---

[1] ناصبیت کی طرف میلان کے سبب حافظ مغربی ابوبکر بن العربی اگرچہ تمام مورخین اسلام سے نالاں ہیں۔ مگر امام طبری سے ان کی عقیدت کا یہ عالم ہے کہ تمام مورخین اسلام میں اگر ان کو کسی مورخ پر اعتماد ہے تو وہ صرف امام ابوجعفر محمد ابن جریر طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ ہیں۔ چنانچہ العواصم من القواصم میں نہایت دلسوزی کے ساتھ ان کی تاکید یہ ہے کہ ولا تسمعوا لمورخ کلاماً الا للطبری (ص ۲۴۸) طبری کے سوا کسی مورخ کی کوئی بات نہ سنو۔

اب سوچنے کی بات ہے رافضیوں کے بارے میں حافظ ابوبکر بن العربی سے زیادہ کون حساس ہوگا۔ امام طبری کی تصانیف بالخصوص "تاریخ" میں اگر رفض کی ترجمانی ہوتی تو وہ اس رائے کا اظہار کس طرح کر سکتے تھے۔

Marfat.com

مطبوعہ کتاب الزہد اصل نہیں اس کا انتخاب ہے

واضح رہے کہ حال میں جو کتاب الزہد" امام احمد بن حنبلؒ کے نام سے مطبع ام القریٰ مکہ سے شائع ہوئی ہے، وہ پوری کتاب نہیں بلکہ اس کا انتخاب ہے، پوری کتاب جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے "تعجیل المنفعۃ" کے مقدمہ میں تصریح کی ہے بڑی ضخیم کتاب ہے جو مسند احمد بن حنبل کی تقریباً ایک تہائی ہے۔ موجودہ نسخہ جو اصل کتاب کا انتخاب ہے اس میں "دو نوں" یزیدوں" کا تذکرہ نہیں ہے لہٰذا "قاضی جی کی" العواصم "سے اس بارے میں استدلال کرنا محض نادانی ہے۔

یزید کے بارے میں امام احمد کی تصریح کہ اس سے کوئی روایت نہ کی جائے

بہر حال حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی طرف اس خرافات کو منسوب کرنا کہ "وہ یزید کو عابد وزاہد مانتے تھے" بہت بڑی جسارت ہے۔ حافظ ذہبیؒ نے "میزان الاعتدال" میں یزید کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ

لا ینبغی ان یروی عنہ — اس سے روایت کرنا نہیں چاہیے

اور حافظ ابن تیمیہؒ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں،

قیل لہ اتکتب الحدیث عن یزید بن معاویۃ قال لا ولا کرامۃ، اولیس ھو الذی فعل باھل المدینۃ ما فعل۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے عرض کیا گیا کہ کیا یزید بن معاویہؓ سے حدیث آپ لکھیں گے، فرمایا نہیں، اور نہ اس میں کچھ عزت ہے، کیا یہ وہی شخص

Marfat.com

نہیں ہے کہ جس نے اہل مدینہ کے ساتھ وہ ظلم کیا جو بیان سے باہر ہے (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ص۴۱۳ ج۔۳۔ طبع ریاض)

حافظ ابن حجرؒ نے "تعجیل المنفعۃ" میں امام احمدؒ کی کتاب الزہد" اور ان کی "مسند" کے ان تمام رجال کا ذکر کیا ہے جن سے صحاح ستہ میں روایتیں نہیں ہیں اس میں یزید بن معاویہ کے بارے میں یہ مذکور ہے۔

ولم یقع لہ فی المسند روایۃ وانما لہ مجرد ذکر

مسند میں اس کی کوئی روایت مذکور نہیں صرف اس کا ذکر آیا ہے۔

پھر فرماتے ہیں:۔

وقد وقع لیزید بن معاویۃ ذکر فی الصحیح وفی السنن ایضاً وظفرت لہ فی المراسیل لابی داؤد بروایۃ ذکرت لہ من اجلھا تذکرۃ فی تہذیب التہذیب۔

یزید بن معاویہ کا "صحیح بخاری" میں بھی ذکر[1] آیا ہے اور سنن میں بھی، مجھے اس کی ایک روایت مراسیل ابی داؤد میں ملی ہے جس کی بنا پر میں نے "تہذیب التہذیب" میں اس کا "تذکرہ لکھا ہے۔

اور اسی کے ساتھ ساتھ "تہذیب التہذیب" میں یہ بھی تصریح کر دی ہے ولیست لہ روایۃ تعتمد (اس کی کوئی روایت ایسی نہیں جو قابل اعتماد ہو) واضح رہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے تعجیل المنفعۃ، تہذیب التہذیب اور لسان المیزان ان تینوں کتابوں میں اس کا ترجمہ لکھا ہے۔

---

[1] ذکر سے مراد یہ نہیں ہے کہ اس کی تعریف و توصیف کی گئی ہے بلکہ سلسلۂ کلام میں کہیں اس کا ذکر آگیا ہے۔

Marfat.com

حافظ ابن حجر عسقلانی کی لسان المیزان سے یزید کا مکمل ترجمہ

ہم لسان المیزان سے یزید کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں، فرماتے ہیں:۔

یزید بن معاویۃ بن ابی سفیان الاموی روی عن ابیہ، وعنہ ابنہ خالد وعبد الملک بن مروان، مقدوح فی عدالتہ ولیس باھل ان یروی عنہ، وقال احمد بن حنبل: لا ینبغی ان یروی عنہ انتھٰی وقد وجدت لہ روایۃ فی مراسیل ابی داؤد" ونبہت علیھا فی "النکت علی الاطراف" واخبارہ مستوفاۃ فی تاریخ ابن عساکر" وملخصھا انہ ولد فی خلافۃ عثمان وقد ابطل من زعم انہ ولد فی عھد النبوی وکنیتہ ابو خالد، ولما مات ابوہ بویع لہ بالخلافۃ سنۃ

یزید بن معاویہ بن ابی سفیان اموی اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اور اس سے اس کے بیٹے خالد اور عبد الملک بن مروان نے اس کی عدالت مجروح ہے اور یہ اس کا اہل نہیں کہ اس کی کوئی روایت لی جائے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اس سے روایت نہ کرنا چاہیے (یہاں ذہبی کی عبارت جو "میزان الاعتدال" میں ہے تمام ہوئی) مجھے اس کی ایک روایت "مراسیل ابی داؤد" میں ملی، جس پر میں نے "النکت علی الاطراف" میں تنبیہ کر دی ہے۔ یزید کے حالات "تاریخ ابن عساکر" میں بتمام وکمال مذکور ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں پیدا ہوا، اور اس نے غلطی کی جس نے یہ کہا کہ اس کی ولادت عہد نبوی میں

ستين، وامتنع من بيعته
الحسين بن علی وعبد الله
بن عمر وعبد الله بن الزبير
رضی الله تعالی عنهم وعاذ
بحرم مكة فسمی عائذ
البيت واما ابن عمر رضی الله
عنهما فقال اذا اجتمع
الناس بايعت ثم بايع
واما الحسين رضی الله عنه
فسار الی مكة فوافق بيعته
اهل الكوفة فسار اليهم
بعد ان ارسل ابن عمه
مسلم بن عقيل لاخذ
البيعة نظفر به عبيد الله
بن زياد اميرها فقتله
وجهز الجيش الی
الحسين فقتل فی يوم
عاشوراء سنة احدی
وستين ثم ان اهل المدينة
خلعوا يزيد فی سنة ثلاث
وستين فجهز اليهم

ہوئی تھی اس کی کنیت ابو خالد ہے
۶۰ سنہ ہجری میں اپنے والد کے انتقال
پر اس سے بیعت خلافت ہوئی، حضرت
حسین بن علی، عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ
بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس
سے بیعت نہ کی۔ اور حضرت ابن زبیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو حرم مکہ میں پناہ
گزین ہو گئے اور اس بنا پر ان کو
"عائذ البیت" کہا جانے لگا۔ اور حضرت
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ
"جب سب لوگ اس کی بیعت پر
مجتمع ہو جائیں گے تو میں بھی بیعت کر
لوں گا" بعد کو آپ نے بھی بیعت کر لی
رہے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تو آپ مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور پھر
اہل کوفہ کے بیعت کرنے پر آپ ان
کی طرف روانہ ہو گئے اس سے پہلے
آپ اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل
کو بیعت لینے کی غرض سے بجانب
کوفہ روانہ کر چکے تھے۔ وہاں امیر کوفہ
عبید اللہ بن زیاد کا ان پر قابو چل گیا

Marfat.com

مسلم بن عقبة المری فی
جیش حافل فقاتلهم
فهزمهم وقتل منهم
خلق کثیر من الصحابة
وابناؤهم وسبق اکابر
التابعین وفضلاؤهم
واستباحها ثلاثة ایام
نهبا وقتلا ثم بایع من
بقی علی انهم عبید لیزید
ومن امتنع قتل ثم توجه
الی مکة لحرب ابن الزبیر
فمات فی الطریق وعهد
الی الحصین بن نمیر فسار
بالجیش الی مکة فحاصر
ابن الزبیر ونصبوا المنجنیق
علی الکعبة فوهت ارکانها
ثم احترقت وفی اثناء
ذالک ورد الخبر بموت یزید
ثم مات ابنه معاویة بن
یزید بعد قلیل وصفا الجولان
الزبیر فدعا الی نفسه

اور اس نے ان کو قتل کر ڈالا اس
نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی طرف فوج بھیجی چنانچہ آپ کو
بروز عاشورا ۶۱ھ کو قتل کر دیا
گیا اس کے بعد اہل مدینہ نے ۶۳ھ
میں یزید کی بیعت توڑ دی تو یزید
نے ان لوگوں کی سرکوبی کے لیے مسلم
بن عقبہ مری کی سرکردگی میں ایک
بھاری لشکر روانہ کیا جس نے اہل
مدینہ سے جنگ کر کے ان کو ہزیمت
دی، اس جنگ میں صحابہ، اولاد صحابہ
اور اکابر تابعین میں سربرآوردہ حضرات اور فضلاء
کی ایک کثیر خلقت قتل کر دی گئی، مسلم
بن عقبہ نے تین دن تک مدینہ شریف
کو لوٹ مار اور قتل و غارت کے لیے
حلال کر دیا پھر جو زندہ بچ گئے ان
سے اس شرط پر بیعت لی کہ وہ یزید
کے غلام ہیں اور جس نے بھی بیعت
سے انکار کیا ہے اس کا سر قلم کر دیا
گیا اس کے بعد مسلم نے مکہ معظمہ کا
رخ کیا تاکہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ

Marfat.com

نبايعه اهل الافاق واكثر
اهل الشام ثم خرج
عليه مروان بن الحكم
فكان ما كان، قال ابو يعلى
في مسنده "حدثنا الحكم
بن موسى قال حدثنا الوليد
عن الاوزاعي عن مكحول
عن ابي عبيدة بن الجراح
رضي الله تعالى عنه قال قال
رسول الله صلى الله عليه
وسلم "لا يزال امر امتي
قائما بالسوي حتى يكون
اول من يثلمه رجل
من بني امية يقال
له يزيد" وقال ابو زرعة
الدمشقي حدثنا ابونعيم
حدثنا شيبان عن ابن
المنكدر قال لما جاءت
بيعة يزيد قال ابن عمر
رضي الله عنهما ان كان
خيرا رضينا وان

تعالیٰ عنہ سے جنگ کیجائے مگر اسے راہ میں
ہی موت لے آیا، مسلم نے حصین بن
نمیر کو سالار لشکر کیا تھا، چنانچہ یہ لشکر
لے کر مکہ معظمہ پہنچا اور حضرت ابن
زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کر لیا
اس لشکر نے کعبہ کے بالمقابل منجنیق
نصب کر کے اس پہ گولہ باری شروع
کر دی جس سے کعبہ کی بنیادیں کمزور
ہو گئیں اور پھر اس میں آگ لگ گئی
اسی اثنا میں یزید کے مرنے کی خبر
آئی اور پھر تھوڑی ہی مدت میں اس
کا بیٹا معاویہ بن یزید بھی مر گیا۔ اب
حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے حق میں فضا صاف ہو چکی تھی
چنانچہ آپ نے اپنے بیعت کی دعوت
دی تمام آفاق اور اہل شام کی اکثریت
نے آپ سے خلافت پر بیعت کی
لی پھر مروان نے آپ کے خلاف
خروج کیا اور جو ہونا تھا ہو کر رہا
امام ابو یعلیٰ اپنی مسند میں روایت
کرتے ہیں کہ ہم سے حکم بن موسیٰ

Marfat.com

كان بلاءً صبرنا.

حدیث بیان کی اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ولید نے اوزاعی سے حدیث نقل کی، اوزاعی، مکحول سے راوی ہیں اور مکحول حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کا معاملہ ٹھیک چلتا رہے گا" تا آنکہ بنی امیہ میں سے ایک شخص جس کا نام یزید ہے سب سے پہلے اس میں رخنہ ڈالے گا۔ ابوزرعہ دمشقی کہتے ہیں کہ ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہ ہم سے شیبان نے ابن المنکدر سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس یزید کی بیعت کی اطلاع آئی تو آپ نے فرمایا اگر یزید بھلا ہوا تو ہم اسے پسند کریں گے اور بلا ہوا تو صبر کریں گے

وقال ابن شوذب سمعت ابراهيم بن ابی عبد،

ابن شوذب کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم بن ابی عبد سے سنا وہ

يقول سمعت عمر بن
عبد العزيز يترحم على
يزيد بن معاوية وقال
يحيى ابن عبد الملك بن
ابي عتبة حدثنا نوفل
بن ابي عقرب كنت
عند عمر بن عبد العزيز
فذكر رجل يزيد بن
معاويه فقال امير
المومنين يزيد، فقال له عمر
تقول امير المومنين؟
وامر به فضرب به
عشرين سوطاً۔

قال ابو بكر بن عياش: بايع

کہتے تھے میں نے حضرت عمر بن
عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو
یزید کے لیے رحم کی دعا کرتے ہوئے
سنا[1]۔ اور یحییٰ بن عبدالملک بن
ابی عتبہ کا بیان ہے کہ ہم سے نوفل
بن ابی عقرب نے بیان کیا کہ میں
حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت
میں حاضر تھا کہ کسی شخص کی زبان سے
یزید بن معاویہ کا ذکر کرتے ہوئے
"امیر المومنین یزید" کے الفاظ
نکل گئے اس پر حضرت عمر رحمہ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا تو اس کو "امیر المومنین"
کہتا ہے اور پھر آپ نے حکم دیا کہ اس
کو بیس کوڑے لگائے جائیں،
چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی[2]۔
ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں کہ یزید

---

[1] واضح رہے کہ گنہگار کے حق میں دعا کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں۔ آخر نماز جنازہ تو بڑے سے بڑے گنہگار کی بھی پڑھی ہی جاتی ہے۔

[2] اس نے یزید کو احتراماً ایسا کہا ہو گا اس لیے اس کو یہ سزا دی گئی کیونکہ فاسق کی تعظیم اور اس کا احترام ممنوع ہے۔

Marfat.com

الناس له فی رجب سنة ستين ومات فی ربيع الاول سنة ثلاث وستين كذا قال، والصواب فی نصف ربيع الاول سنة اربع وكان سنه يوم مات ثمانيا وثلاثين سنة ۔ (لسان المیزان ص ۲۹۳، ۲۹۴ ج ۶ ترجمہ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان الاموی طبع حیدرآباد دکن (انڈیا) ۱۳۳۱ھ ہجری ۔

سے لوگوں نے رجب ۶۰ھ ہجری میں بیعت کی اور ربیع الاول ۶۳ھ میں وہ مر گیا، ان کا یہی بیان ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یزید ۱۵ ربیع الاول ۶۴ھ ہجری کو مرا ہے۔ جس دن اسے موت آئی اس دن اس کی عمر اڑتیس سال کی تھی۔

امام احمد کی تصریح کہ یزید ملعون ہے

ظاہر ہے کہ اگر یزید کا ذکر امام احمد کی کتاب "الزہد" میں ہوتا تو حافظ ابن حجر عسقلانیؒ جنہوں نے کتاب الزہد کے تمام رجال پر کام کیا ہے یزید کے ترجمے میں اس کا ضرور ذکر کرتے یزید سے روایت کے بارے میں تو امام احمد رحمہ اللہ نے جو رائے ظاہر کی وہ آپ کی نظر کے سامنے ہے اب وہ مستحق لعنت تھا یا نہیں اس کے بارے میں بھی امام ممدوح کی یہ تصریح پڑھ لیجئے حافظ ابن تیمیہؒ اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں:

قال صالح بن احمد بن حنبل قلت لابی ان قوما يقولون: انهم يحبون يزيد قال: يا بنی: وهل يحب يزيد احد يومن بالله واليوم

صالح بن احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے عرض کیا۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ وہ یزید سے محبت رکھتے ہیں یہ سن کر آپ نے فرمایا بیٹے کوئی شخص

Marfat.com

الاخر؟ فقلت، یا أبت فلما ذا لا تلعنہ؟ قال یا بُنی! و متی رأیت اباك یلعن احداً؟ (مجموع فتاوی ابن تیمیہ ج۔۳۔ ص۔ ۴۱۲)

بھی جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو یزید سے محبت کر سکتا ہے؟ میں نے پھر عرض کیا ابا جان! پھر آپ اس پر لعنت کیوں نہیں فرماتے، آپ نے جواب دیا بیٹا تم نے اپنے باپ کو کسی پر لعنت کرتے ہوئے کب دیکھا ہے

اس روایت میں امام ممدوح نے یہ نہیں فرمایا کہ اس پر لعنت نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ اپنے عمل کو بتلا دیا کہ میں کسی پر لعنت نہیں کیا کرتا۔ مگر دوسری روایت میں جس کو قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں نقل فرمایا ہے۔ اس کے مستحق لعنت ہونے کی صاف تصریح فرما دی ہے یہ روایت حسب ذیل ہے۔

قال ابن الجوزی انہ روی القاضی ابو یعلی فی کتابہ "المعتمد فی الاصول" بسندہ عن صالح بن احمد بن حنبل انہ قال: قلت لابی یا ابت یزعم بعض الناس انا نحب یزید بن معاویہ فقال احمد: یا بنی ھل یسوغ لمن یؤمن باللّٰہ

ابن جوزی کہتے ہیں کہ قاضی ابو یعلی نے اپنی کتاب "المعتمد فی الاصول" میں بسند صالح بن احمد بن حنبل سے روایت کی ہے میں نے اپنے والد بزرگوار سے عرض کیا کہ ابا جان بعض لوگ اس امر کے مدعی ہیں کہ ہم یزید بن معاویہ سے محبت رکھتے ہیں آپ نے فرمایا بیٹا بھلا جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو

Marfat.com

ان يحب يزيد ولِم لايلعن رجل لعنه الله فی کتابه؟ قلت ياابت! اين لعن الله يزيد فی کتابه؟ قال: حيث قال فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ۔

(تفسیر مظہری ج ۸ - ص ۳۴ طبع دہلی ۱۳۹۶ھ)

کیا اس کے لیے یہ روا ہو سکتا ہے کہ وہ یزید سے محبت نہ رکھے اور ایسے شخص پر کیوں لعنت نہ کی جائے جس پر حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے میں نے عرض کیا ابا جان! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یزید پر کہاں لعنت فرمائی ہے فرمایا جہاں یہ ارشاد ہو رہا ہے کہ "پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو خرابی ڈالو ملک میں، اور قطع کرو اپنی قرابتیں، ایسے لوگ ہیں جن پر لعنت کی اللہ نے پھر کر دیا ان کو بہرا اور اندھی کر دیں ان کی آنکھیں"۔

❖

واضح رہے کہ علماء حنابلہ میں بہت سے اکابر ائمہ کا عمل بھی اسی قول پر ہے، چنانچہ حافظ ابن کثیر نے "البدایہ والنہایہ" (ص ۲۲۳ - ج - ۸) میں جہاں واقعہ حرہ کے سلسلہ میں ان حدیثوں کا ذکر کیا ہے جن میں یہ مضمون آتا ہے کہ "ان لوگوں پر اللہ کی لعنت ہے جو اہل مدینہ کو ظلماً خوف میں مبتلا کریں" وہاں ان کو بیان کر کے فرماتے ہیں۔

وقد استدل بهذا الحديث وامثاله من

اس حدیث سے اور اس جیسی دوسری حدیثوں سے ان حضرات نے استدلال

ذهب الی الترخیص فی لعنة یزید بن معاویه وهو روایة عن احمد بن حنبل، اختارها الخلال وابوبکر عبد العزیز والقاضی ابو یعلی وابنه القاضی ابو الحسین وانتصر لذالک ابو الفرج ابن الجوزی فی مصنف مفرد وجوز لعنته۔

کیا ہے جن کی رائے یہ ہے کہ یزید بن معاویہ پر لعنت کرنے کی اجازت ہے اور امام احمد بن حنبل سے بھی ایک روایت میں یہی وارد ہے اور اسی کو خلال، ابوبکر عبد العزیز قاضی ابو یعلی اور ان کے صاحبزادے قاضی ابو الحسین نے اختیار فرمایا ہے اور حافظ ابو الفرج بن الجوزی نے ایک مستقل تصنیف اس بارے میں لکھ کر اسی روایت کی تائید کی ہے اور یزید پر لعنت کرنے کو جائز بتایا ہے۔

اب سوچیے امام احمد بن حنبل کی کتاب الزہد میں اگر اس خلیفہ فاسق یزید بن معاویہ کا ذکر زہاد وعباد میں ہوتا تو اس سے ائمہ حنابلہ امام ابوبکر خلال، ابوبکر عبد العزیز، قاضی ابو یعلی، ان کے فرزند قاضی ابو الحسین، حافظ ابن الجوزی اور علامہ ابن تیمیہ جیسے اکابر ائمہ حنابلہ واقف ہوتے یا قاضی ابوبکر ابن العربی ناصبی؟۔

قاضی ابوبکر بن العربی کی ہجو

قاضی ابن العربی کی اس حرکت پر ہمیں بے اختیار وہ اشعار یاد آگئے جو ان کی شان میں خلف بن خرادیب نے کہے ہیں فرماتے ہیں۔

یا اھل حمص ومن بھا اوصیکم بالبر والتقوی وصیۃ مشفق

اے حمص کے رہنے والو اور جو بھی وہاں ہوں میں تم کو ایک مشفق کی طرح نیکی اور تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں

فخذوا عن العربی اسمار الدجی وخذوا الروایۃ عن امام متقی

اس ابوبکر ابن العربی سے افسانہائے شب تو سن لو مگر حدیث کی روایت کسی متقی امام سے ہی کرو

ان الفتی حلو الکلام مھذب ان لم یجد خبراً "صحیحاً" یخلق

یہ نوجوان بڑا شیریں کلام اور مہذب ہے اسے اگر صحیح حدیث نہ ملے تو اپنی طرف سے گڑھ لیتا ہے

خلف کو ان اشعار کے کہنے کی نوبت اس لیے پیش آئی کہ اشبیلیہ (واقع اندلس) میں فقہا کی ایک مجلس جمی ہوئی تھی۔ ابوبکر ابن المرجیٰ اور دوسرے حضرات بھی وہاں موجود تھے ابن العربی بھی شریک مجلس تھے، مجلس میں علمی مذاکرہ جاری تھا۔ "حدیث مغفر" کا ذکر چھڑا تو ابن المرجی نے کہا کہ یہ حدیث صرف بروایتؒ مالک عن الزہری" معروف ہے اس پر ہمارے قاضی جی ابن العربی فرمانے لگے

قد رویتہ من ثلاثۃ عشر طریقاً غیر طریق مالک

میں نے امام مالک کے علاوہ تیرہ سندوں سے اس حدیث کو روایت کیا۔

یہ دعویٰ سن کر حاضرین دنگ رہ گئے اور انہوں نے ان کی خدمت میں درخواست کی کہ براہ کرم ہم کو اس سلسلے میں استفادہ کا موقعہ عنایت فرمایا جائے چنانچہ ابن العربیؒ نے حاضرین سے روایت کو بیان کرنے کا وعدہ تو کر لیا مگر بعد کو کچھ نہ بتا سکے۔ ادیب مذکور نے اسی واقعہ سے متاثر ہو کر ان کی ہجو میں یہ اشعار نظم کر دیے۔

حافظ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ میں اس سارے واقعہ کو نقل کرنے کے بعد

Marfat.com

فرماتے ہیں،

قلت هذه حكاية ساذجة لا تدل على جرح صحيح، ولعل القاضي وهم فسرى فكره الى حديث فظنه هذا والشعراء يخلقون الافك (تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۸۹)	میں کہتا ہوں یہ ایک سادہ سا واقعہ ہے جو صحیح جرح پر دلالت نہیں کرتا اور شاید قاضی جی کو وہم ہوا اور ان کا خیال کسی اور حدیث کی طرف چلا گیا جسکو وہ یہی حدیث گمان کر بیٹھے اور شعراء تو غلط بیانی کرتے ہی رہتے ہیں

ہمیں بھی حافظ ذہبی ؒ سے ان کے بارے میں کچھ زیادہ اختلاف نہیں جس طرح اس واقعہ میں ان کا خیال اس حدیث میں دوسری حدیث کی طرف منتقل ہو گیا اور وہ اسی حدیث کو تیرہ سندوں سے روایت کرنے کے مدعی بن بیٹھے ایسے ہی ناصبیت کی نحوست نے حضرت یزید بن معاویہ نخعی کوفی ؒ کے نام کو دیکھ کر ان کے دماغ کو اپنے ممدوح یزید کی طرف جو ایک سفاک و ظالم بادشاہ تھا پھیر دیا اور یہ اسے اپنے خیال میں عابد و زاہد سمجھ بیٹھے۔

Marfat.com

چھٹا شبہ

مستفتی کو یہ پیش آیا ہے کہ امام غزالی فرماتے ہیں "یزید نے نہ تو سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم دیا اور نہ ہی اس پر رضامند تھا اور یزید کو "رحمۃ اللہ علیہ" کہنا جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے"۔

یزید کے جرائم کی فہرست طویل ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ یزید پر صرف قتل حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہی کا الزام نہیں بلکہ اس کے جرائم کی فہرست طویل ہے۔ وہ مے نوش بھی تھا اور تارک صلوٰۃ بھی، اس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو قتل نہیں کیا بلکہ مدینۂ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں صحابہ کرام اور تابعین عظام کا قتل عام کرایا، حرم نبوی کی بے حرمتی کی، بیت اللہ کی حرمت کو پامال کیا ہے منجنیق سے عین حرم کعبہ میں گولہ باری کی جس سے کعبہ شریف کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔

امام غزالی کے فتویٰ کی تنقیح

امام غزالیؒ نے اپنے فتویٰ میں ان جرائم کے ارتکاب سے یزید کی برأت نہیں کی ہے، نہ اس کی اس سلسلہ میں کوئی صفائی پیش کی ہے۔

بالفرض مان لیا جائے کہ یزید نے قتل حسین کا حکم نہیں دیا نہ وہ ان کے قتل پر راضی تھا مگر یہ تو ایک حقیقت ہے کہ حضرت حسین رضؓ کی شہادت اس کے ہاتھوں نہیں تو اسی کے عمال بداعمال کے ہاتھوں یقیناً عمل میں آئی ہے۔ پھر جب اس نے نہ انکے قتل کا حکم دیا تھا نہ وہ اس پر راضی تھا تو آخر اپنے عمال سے اس سلسلہ میں اس نے کیا باز پرس کی؟ اس کے بارے میں بھی امام غزالی خاموش ہیں اور سب سے بڑھکر یہ امر غور طلب ہے کہ تاریخ ابن خلکان اٹھا کر ان کے اس فتویٰ کو اول سے آخر تک پڑھ

Marfat.com

لیجئے اس میں کہیں یہ مذکور نہیں کہ یزید متقی اور پرہیزگار آدمی تھا۔ اور نہ یہ ذکر ہے کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں حق بجانب تھا اس فتویٰ میں تو صرف دو مسئلوں پر کلام ہے ایک تو یہ کہ اس پر لعنت کرنا مناسب نہیں کیونکہ امام غزالی رح کسی شخص معین پر اس کا نام لے کر لعنت کرنے کے روادار نہیں خواہ وہ کافر ہو یا فاسق کچھ یزید ہی کی اس مسئلہ میں تخصیص نہیں۔

دوسرے یہ کہ اس حقیقت کا معلوم کرنا کہ فی الواقع یزید قتل حسین رضہ سے راضی تھ سخت دشوار ہے امام غزالی رح کے اس شبہ کا جواب حافظ محمد بن ابراہیم وزیر یمانی نے "الروض الباسم فی الذب عن سنۃ ابی القاسم" میں اجمالی طور پر حسب ذیل الفاظ میں دیا ہے فرماتے ہیں۔

و لما حکی ابن خلکان کلام الحافظ عماد الدین ھذا اورد بعدہ کلاماً رواہ عن الغزالی و کلامہ ذالک شاھد ببراءۃ الغزالی من القول بتصویب یزید فی قتل الحسین و انما تکلم فی مسألتین غیر ذالک احدھما تحریم اللعن و لم یخص یزید فھو مذھبہ فی کل فاسق و کافر کما رواہ عنہ النووی فی الاذکار و قد ذکر النووی

اور جب ابن خلکان نے حافظ عماد الدین کیا ہراسی کے اس فتویٰ کو نقل کیا (کہ جس میں یزید پر لعنت کی اجازت دی گئی ہے) تو اس کے بعد غزالی رح کا ایک فتویٰ بھی نقل کیا جو اس امر کا شاہد ہے کہ غزالی قتل حسین کے حق بجانب ہونے میں یزید کی حمایت سے بری ہیں۔

انہوں نے تو صرف دو مسئلوں پر بحث کی ہے۔ جن کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں نہیں ہے ایک یہ کہ کسی پر لعنت کرنا حرام ہے اس میں یزید کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ ہر فاسق اور کافر کے بارے میں

Marfat.com

ان ظاهره اوجب خلاف
ذالك وقد افردت الكلام
على ذالك فى كراسى و ثانيهما
القول بان العلم برضا يزيد
لقتل الحسين متعذر وليس
فى هذا نزاع و لو اقر يزيد
بلفظ صريح و سمعنا ذالك
منه لم نعلم ان باطنه كما
اظهر و قد جهل رسول الله
صلى الله عليه وسلم بواطن
المنافقين و وكل علم ذالك
الى الله تعالى و لكن الحكم للظاهر
وقد روى البخارى رح فى صحيحه
عن عمر بن الخطاب رض انه
قال ان اناسا كانوا يؤخذون
بالوحى على عهد رسول الله صلى
الله عليه وسلم و ان الوحى
قد انقطع فمن اظهر لنا خيراً
آمناه و قربناه و ليس لنا
من سريرته شيئ و من
اظهر لنا سوءً لم نامنه

کی یہی رائے ہے چنانچہ امام نووی نے
بھی اپنی کتاب الاذکار میں ان کا یہی
مذہب نقل کیا ہے اور امام نووی کا
بیان ہے کہ ظاہر احادیث اس مذہب
کے خلاف ہیں اور میں نے ایک مستقل جزء
اس مسئلہ پر تحریر کیا ہے۔
اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اس بات کا
یقینی علم کہ واقعی یزید قتل حسین سے راضی
تھا محال ہے اور ہمیں بھی اس میں نزاع
نہیں بالغرض اگر یزید صاف اور صریح
الفاظ میں بھی قتل حسین کا مقر ہوتا اور
خود بھی اسکی زبانی ان کے اس اقرار کو
سن لیتے تب بھی اس کا یقین نہیں
ہو سکتا تھا کہ اس کا ظاہر و باطن ایک ہے
کیونکہ اس امر کا امکان بہر حال تھا کہ
اس نے جھوٹا اقرار کیا ہو، خود آنحضرت صلعم
منافقین کے باطنی حالات سے بے خبر تھے
اور آپ نے حقیقت حال کا علم حق تعالیٰ
کے سپرد کر دیا تھا لیکن شرع کا حکم یہ
ہے کہ فیصلہ ظاہر حالات پر کیا جاتا ہے
چنانچہ امام بخاری رح اپنی صحیح میں حضرت

Marfat.com

ولم نصدقه وان قال ان سريرته حسنة
(الروض الباسم ج ۲ ص ۳۲ طبع مصر)

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا معہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وحی کی بنا پر لوگوں کی گرفت ہو جاتی تھی اور اب وحی ختم ہو گئی لہٰذا جو شخص بھی ہمارے سامنے خیر کا اظہار کرے گا ہم اسے امن دینگے اور اپنے پاس رکھیں گے۔ اور اس کے باطن کے ہم کچھ ذمہ دار نہیں اور جو ہمارے سامنے بدی کا اظہار کریگا اسکو نہ ہم امن دیں گے اور نہ اس کی بات کی تصدیق کریں گے اگرچہ وہ یہ کہے جائے کہ میرا باطن بالکل ٹھیک ہے۔

امام غزالی بزرگ آدمی ہیں وہ تو ابلیس پر بھی لعنت کرنے کو نہیں کہتے۔ اور نہ کسی کافر معین پر لعنت کو روا رکھتے ہیں پھر یزید پر لعنت کرنے کو کیوں کہیں گے۔ ان کے نزدیک ہر حال میں مومن کا ذکر الٰہی میں مشغول ہونا اولیٰ ہے۔ ہمارے نزدیک بھی یزید پر لعنت کرنا کوئی کار ثواب نہیں ہے۔ کہ خواہ مخواہ آدمی اس کا نام لیکر اپنی زبان کو گندہ کرے ظاہر ہے کہ اس پر لعنت کی بجائے اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں مشغول ہو تو اس میں بالاتفاق ثواب زیادہ ہوگا مگر یزید پر لعنت نہ کرنے سے اس کا متقی اور صالح ہونا کہاں سے ثابت ہو گیا؟

میدان کربلا میں حضرت حسینؓ کا آخری خطبہ

خود امام غزالی رح نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری خطبہ جو میدان کربلا میں آپ نے دیا تھا نقل کیا ہے اس سے صورتِ واقعہ کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ امام غزالی رح لکھتے ہیں۔

Marfat.com

لما نزل القوم بالحسین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ وایقن
انہم قاتلوہ قام فی اصحابہ
خطیباً فحمد اللہ واثنیٰ علیہ
ثم قال نزل من الامر ما ترون
وان الدنیا قد تغیرت وتنکرت
وادبر معروفہا وانشمرت
حتیٰ لم یبق منہا الا کصبابۃ
الاناء والا خسیس عیش
کالمرعی الوبیل الا ترون ان
الحق لا یعمل بہ والباطل
لا یتناہی عنہ لیرغب المومن
فی لقاء اللہ تعالیٰ وانی لا اریٰ
الموت الا سعادۃ والحیاۃ مع
الظالمین الا حرماً
(احیاء العلوم ج ۳ ص: ۳۹۸
طبع مصر)

جب یزیدی فوج حضرت حسین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے مقابل آکر اتری اور آپ کو
یقین ہو گیا کہ یہ آپ کو ضرور قتل کر کے
رہے گی تو آپ نے اپنے اصحاب کے
سامنے کھڑے ہو کر خطبہ دیا جس میں پہلے
اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور پھر فرمایا۔ جو
مصیبت نازل ہوئی ہے وہ تمہاری آنکھوں
کے سامنے ہے دنیا بدل گئی اور اجنبی بن
گئی اس کی خوبی نے پیٹھ پھیر لی اور جلدی
سے کھسک گئی اب تو اس میں سے بس
صرف اتنا سا باقی رہا ہے جتنا کہ برتن میں
سے پی لینے کے بعد اس میں کچھ لگا رہ جاتا ہے
اور بس اتنی سی نکمی زندگی جو اس چراگاہ کی
طرح ہے کہ جس میں چرنے سے بدہضمی ہو جاتی
ہے دیکھتے نہیں کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا ہے
اور باطل سے باز نہیں رہا جاتا اب مومن
کو چاہیے کہ حق تعالیٰ سے ملاقات کی رغبت
کرے اور میں تو مرنے میں اپنی سعادت سمجھتا
ہوں اور ظالموں کے ساتھ جینے کو جرم۔

خسیس" احیاء العلوم میں غلط چھپ گیا ہے۔ ہم نے مجمع الزوائد سے اس کی تصحیح کی ہے

Marfat.com

یہ ہے یزید کے دورِ حکومت کا نقشہ جس کی تصویر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مختصر مگر جامع تقریر میں کھینچ کر رکھ دی ہے اب یہ گتھی غزالی یا ان کے پرستار خود حل کریں کہ جس قوم نے حضرت حسین رضہ کا محاصرہ کیا تھا وہ یزیدی فوج نہیں بلکہ جنات و شیاطین تھے۔ اور ابن خلقان قاف سے نہیں بلکہ کاف سے "ابن خلکان" ہے؎

امام کیاہراسی کا فتویٰ کہ یزید ملعون ہے

اسی "تاریخ ابن خلکان" میں امام غزالیؒ کے فتوے کے ساتھ ان کے استاد بھائی شمس الاسلام امام ابوالحسن علی بن محمد طبری الملقب عماد الدین المعروف بالکیاہراسی رحمہ کے بارے میں خود مؤرخ ابن خلکان نے حافظ عبدالغافر فارسی سے نقل کیا ہے کہ "وکان ثانی الغزالی" یہ غزالی ثانی تھے ان کا یہ فتویٰ بھی منقول ہے کہ۔

وسئل الکیا ایضاً عن یزید بن معاویۃ فقال انہ لم یکن من الصحابۃ لانہ ولد فی ایام عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ واما قول السلف فی لعنتہ ففیہ لاحمد قولان تلویح وتصریح ولمالک قولان تلویح وتصریح ولابی حنیفۃ قولان تلویح وتصریح ولنا قول واحد التصریح دون التلویح

الکیا سے بھی یزید بن معاویہ کے بارے میں فتویٰ پوچھا گیا تھا انہوں نے فرمایا کہ یزید صحابی نہیں تھا کیونکہ وہ حضرت عمر بن الخطاب رضہ کے ایام خلافت میں پیدا ہوا تھا رہا سلف کا قول اس پر لعنت کے بارے میں تو امام احمد کے اس بارے میں دو قول ہیں۔ ایک میں اس کے ملعون ہونے کی طرف اشارہ ہے دوسرے میں اس کی تصریح ہے اور امام مالک کے بھی دو قول ہیں ایک میں اس پر لعنت کا اشارہ دوسرے میں تصریح ہے

؎ ہمارے پاس جو استفتاء آیا اس میں قاف سے ہی مرقوم ہے۔ ؎۲ "تاریخ ابن خلکان" اب تک چار بار طبع ہو چکی ہے ایک دفعہ ایران میں اور تین دفعہ مصر میں" اس کے تمام مطبوعہ نسخوں میں "عمر بن الخطاب" ہی مذکور ہے۔ لیکن علامہ کمال الدین دمیری نے "حیوۃ الحیوان" میں زیر عنوان "فہد" اور مورخ ابوالعباس قرمانی نے "اخبار الدول" (ص ۱۲۰) میں اس فتوی کے جو الفاظ ذکر کیے ہیں ان میں "عمر بن الخطاب" کی بجائے "عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ" مذکور ہے اور یہی صحیح ہے۔

Marfat.com

وکیف لا یکون کذالک وهو اللاعب بالنرد والمتصید بالفهود ومدمن الخمر وشعره فی الخمر معلوم، ومنه قوله

اور امام ابوحنیفہ کے بھی ایک بارے میں دو قول ہیں ایک میں اس پر لعنت کا اشارہ ہے دوسرے میں اس کی تصریح ہے اور ہمارا تو بس ایک ہی قول ہے جس میں اس پر لعنت کی تصریح ہے اشارہ کنایہ کی بات نہیں اور وہ کیوں ملعون نہ ہوگا حالانکہ وہ نرد کھیلتا تھا چیتوں سے شکار کرتا تھا۔ شراب کا رسیا تھا شراب کے بارے میں اس کے اشعار سب کو معلوم ہیں۔

منجملہ ان کے یہ ابیات بھی ہیں۔

اقول لصحب ضمت الکاس شملهم   وداعی صبابات الهوی یترنم

میں اپنے ان ساتھیوں سے کہتا ہوں کہ جن کو جام شراب نے یکجا کر دیا ہے اور شوق محبت کا داعی ترنم ریز ہے

خذوا بنصیب من نعیم ولذة

نعمت و لذت میں سے اپنا حصہ لے لو

فکل وان طال المدی یتصرم

کیونکہ ہر ایک کو خواہ اس کی مدت کتنی ہی دراز کیوں نہ ہو آخر ختم ہونا ہے۔

۲۔ ولا تترکوا الیوم السرور الی غد

اور آج کے یوم مسرت کو کل پر نہ ٹالو

فرب غد یاتی بما لیس یعلم

کیونکہ بہت سے آنے والے کل ایسی کیفیت لیکر آجاتے ہیں جس کا پتہ بھی نہیں ہوتا۔

ف وہی بات ہوئی کہ بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست۔

Marfat.com

وکتب فصلاً طویلاً ثم قلّب الورقة وکتب لو مددت ببیاض لمددت العنان فی مخازی هذا الرجل

(تاریخ ابن خلکان ج ۱ ص: ۳۲۷ طبع بولاق مصر)

اس کے بعد الکیا نے ایک طویل فصل اسی موضوع پر لکھ ڈالی۔ اور پھر ورق الٹ کر اس پر یہ لکھ دیا کہ اگر مزید اوراق مجھے دیئے جاتے تو میں اس شخص کی رسوائیوں کے بیان میں عنان قلم کو مزید تیز کر دیتا۔

غزالی اور کیا ہراسی دونوں شافعی مذہب کے فقیہ ہیں ایک ہی استاد کے شاگرد ہیں غزالی مورخ و محدث نہیں، کیا ہراسی محدث بھی ہیں اور تاریخ سے واقف بھی، پھر ان کا فتویٰ کیوں قابل قبول نہیں؟

حافظ ابن الوزیر یمانی نے غزالی کے فتویٰ کا تفصیلی رد لکھا ہے

حافظ محمد بن ابراہیم ابن الوزیر یمانی نے جن کو قاضی شوکانی "البدر الطالع" میں حافظ ابن تیمیہ کا ہمسر و ہم پلہ بتاتے ہیں اپنی مشہور و معروف تصنیف "العواصم والقواصم فی الذب عن سنة ابی القاسم" میں جو "شیعہ زیدیہ" کے رد میں ان کی بے نظیر کتاب ہے امام غزالیؒ کے اس فتویٰ کی خوب پوست کندہ تردید کی ہے اور ان کے استدلال کے ایک ایک جزء کا تار پود بکھیر کر رکھ دیا ہے۔

یزید پر لعنت کے بارے میں شیخ عبدالحق کی رائے

اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی "تکمیل الایمان" میں فرماتے ہیں۔

در اصل عادت و شیمہ اہل سنت ترک سب و لعن است کہ "المومن لیس بلعان"،

در اصل اہل سنت کا وطیرہ اور عادت ہے کہ وہ لعنت اور سب و شتم سے بچے

لعنت بر خصوص شخصے اگرچہ کافر بود
جائز ندارند چہ دانی کہ عاقبت کار او
با یمان و سعادت بود، مگر آنکہ بہ
یقین معلوم شد کہ موت وے بر کفر و
شقاوت است، تا آنکہ بعض در یزید
شقی نیز توقف کنند و بعض براہ غلو و
افراط در شان وے و موالات وے روند
و گویند کہ وے بعد ازاں کہ باتفاق مسلمانان
امیر شدہ اطاعت وے بر امام حسین واجب
شد نعوذ باللہ من ھذا القول
و من ھذا الاعتقاد کہ وے با وجود امام
حسین امام امیر شود و اتفاق مسلمانان
بروے کے شد جمعے از صحابہ کہ در زمان او
بودند و اولاد اصحاب ہم منکر و خارج
از اطاعت او بودند نعم جماعۂ از مدینہ
مطہرہ بشام نزد وے کرہاً و جبراً رفتند
و اد جائزہ ہائے سنی و مائدہ ہائے ہنی نزد
ایشاں نہادہ، بعد ازاں کہ حال قباحت
مآل او را دیدند بمدینہ باز آمدند و
خلع بیعت او کردند و گفتند کہ وے
عدو اللہ و شارب خمر و تارک صلوٰۃ و زانی

ہیں کیونکہ "مومن کا کام لعنت کرنا نہیں"
وہ کسی بھی مخصوص شخص پر اگرچہ وہ کافر ہی
کیوں نہ ہو لعنت کو روا نہیں رکھتے کیا
پتہ کہ اس کا انجام ایمان و سعادت پر ہو
الا یہ کہ یقینی طور پر یہ معلوم ہو کہ اس کی موت
کفر و شقاوت ہی پر ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ بعض
حضرات یزید شقی کے بارے میں بھی توقف
کرتے ہیں اور بعض اس کی شان میں غلو اور
افراط کرتے ہیں اور اس کی دوستی کا دم بھرتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ چونکہ مسلمانوں کے
اتفاق سے امیر ہوا تھا۔ لہٰذا اسکی اطاعت
امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر واجب تھی
ہم ایسی بات اور ایسے اعتقاد سے اللہ
تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں کہ امام حسینؓ کے
ہوتے ہوئے وہ امام اور امیر ہو اس کے
امیر ہونے پر مسلمانوں کا اتفاق کب ہوا؟
صحابہ کی ایک جماعت جو اس کے زمانے
میں تھی اور صحابہ زادے بھی اسکی اطاعت
سے خارج اور اسکی خلافت سے منکر
تھے۔ ہاں مدینہ مطہرہ کی ایک جماعت
جبراً و کرہاً اس کے پاس شام گئی تھی اور

Marfat.com

و فاسق و مستحل محارم است و بعضے دیگر
گویند کہ وے امر بقتل آنحضرت نکردہ و
بداں راضی نبود و بعد از قتل وے اہل
بیت وے مسرور و مستبشر نشدہ و ایں سخن
نیز مردود و باطل است چہ عداوت آں
بے سعادت با اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم و استبشار وے بقتل ایشاں و اذلال
و اہانت او مر ایشاں را بدرجہ تواتر معنوی
رسیدہ است و انکار آں تکلف و مکابرہ
است و بعضے دیگر گویند کہ قتل امام حسین
گناہ کبیرہ است چہ قتل نفس مومن بناحق
کبیرہ است و کفر و لعنت مخصوص بکافراں
است و لیت شعری کہ ارباب ایں اقاویل
با احادیث نبوی کہ ناطق اند بآنکہ بغض و
عداوت و ایذا و اہانت فاطمہ و اولاد
او موجب بغض و ایذا و اہانت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
است چہ مے گویند و آں سبب
کفر و موجب لعن و خلود نارِ
جہنم است بلاشک بموجب
آیت ان الذین یؤذون

یزید نے ان کو بڑے بڑے انعام اور لذیذ
دعوتوں سے نوازا بھی لیکن یہ حضرات جب
اس کا حال قباحت مآل دیکھ کر مدینہ منورہ
واپس ہوئے تو اس کی بیعت توڑ دی اور
صاف بتا دیا کہ وہ دشمن خدا تو مے نوش
تارکِ صلوٰۃ، زانی، فاسق اور محرمات الٰہی
کا حلال کرنے والا ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں
کہ اس نے آنحضرت کے قتل کا حکم ہی نہیں دیا
اور نہ وہ آپ کے قتل پر راضی تھا اور آپ کی
اور اہل بیت کی شہادت پر خوش ہوا اور نہ اس پر
کچھ اس نے خوشی کا اظہار کیا اور یہ بات بھی
مردود و باطل ہے کیونکہ اہل بیت نبوی ص
سے اس بدبخت کی عداوت اور ان حضرات
کے قتل پر اس کا خوشیاں منانا اور خاص
طور سے ان حضرات کی تذلیل و اہانت کرنا
تواتر معنوی کے درجہ تک پہنچ چکا ہے اور
ان امور کا انکار محض بناوٹ اور سینہ زوری ہے
اور بعض یہ کہتے ہیں کہ امام حسین کا قتل گناہ کبیرہ
ہے کیونکہ کسی مومن کا ناحق قتل کرنا گناہ کبیرہ
ہی ہے۔ اور کفر و لعنت تو کافروں کے ساتھ
مخصوص ہے اور کاش مجھے پتہ چلتا یہ سب

Marfat.com

اللہ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ
فِی الدُّنیا وَالآخِرَۃِ وَ
اَعَدَّ لَھُمْ عَذَاباً مُّھِیناً

و بعض دیگر گویند کہ خاتمہ وے معلوم
نیست شاید کہ او بعد از ارتکاب آں کفر و
معصیت توبہ کردہ باشد و در نفس اخیر
بر توبہ رفتہ باشد و میل امام محمد غزالی
در احیاء العلوم باین حکایت است
و بعض از علمائے سلف و اعلام امت
مثل امام احمد بن حنبل و امثال او
بر وے لعنت کردہ اند و ابن جوزی کہ
کمال شدت و عصبیت در حفظ سنت

باتیں بتانے والے ان احادیث نبوی کے
بارے میں کہ جو اس امر پر ناطق ہیں کہ حضرت
فاطمہ رضی اور ان کی اولاد کی ایذا و اہانت
اور ان سے بغض و عداوت خود رسول اللہؐ
کی ایذا و اہانت اور آپ سے بغض کا موجب ہے
کیا کہتے ہیں حالانکہ ایسا کرنا تو بموجب آیت
ان الذین الخ (بے شک جو لوگ ستاتے
ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان کو پھٹکارا
اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں، اور اللہ نے ان
کے لیئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے)
بلا شک سبب کفر ہے جسکی بنا پر لعنت اور
ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا واجب ہو جاتا ہے
اور بعض دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ یزید کے
خاتمہ کا پتہ نہیں شاید اس نے کفر و معصیت
کے ارتکاب کے بعد توبہ کر لی ہو اور آخری
سانس میں توبہ ہی کی حالت میں گیا ہو
"احیاء العلوم" میں امام غزالی کا میلان بھی
اسی حکایت کی طرف ہے اور بعض علمائے
سلف و اعلام امت نے جنمیں امام احمد بن
حنبل اور ان جیسے حضرات شامل ہیں یزید
پر لعنت کی ہے اور محدث ابن جوزی رح کہ

Marfat.com

وشریعت وارد درکتاب خود لعنت وے را از سلف نقل کردہ است و بعضے منع کردہ اند و بعضے متوقف ماندہ اند

(تکمیل الایمان ص: ۱۰۷، طبع مجتبائی دہلی)

جو سنت و شریعت کی پاسداری میں پوری شدت و سرگرمی دکھاتے ہیں اپنی کتاب میں یزید پر لعنت کرنے کو سلف سے نقل کرتے ہیں اور بعض منع کرتے ہیں اور بعض اس سلسلہ میں توقف سے کام لیتے ہیں۔

لعن یزید میں اختلاف علما کی بابت شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحقیق

یزید پر لعنت کرنے نہ کرنے کے بارے میں علماء میں جو اختلاف ہے اس کی وجہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے فتاویٰ عزیزی میں یہ بیان فرمائی ہے۔

ودر لعن یزید توقف از آں جہت است کہ روایات متعارضہ و متخالفہ ازاں پلید در مقدمہ شہادت امام علیہ السلام وارد شدہ از بعض روایات رضا و استبشار و اہانت اہل بیت و خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفہوم میگردد و کسانیکہ ایں روایات درنظر آنہا مرجح واقع شدہ حکم بلعن او نمودند چنانچہ احمد بن حنبل و کبارے از فقہائے شافعیہ و دیگر علمائے کثیر واز بعضے روایات کراہت ایں امر و عتاب بر ابن زیاد و اعوان او

"یزید پر لعنت میں توقف کی وجہ یہ ہے کہ امام حسینؓ کی شہادت کے بارے میں اس پلید کے متعلق متضاد و مخالف روایتیں آئی ہیں۔ بعض روایات سے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ کہ یزید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان اور آپ کے اہل بیت کی اہانت پر شاداں و فرحاں تھا جن حضرات کی نظر میں یہ روایات راجح قرار پائیں انہوں نے اس پر لعنت کا حکم دیا چنانچہ امام احمد بن حنبل اور فقہائے شافعیہ میں سے کبار اسی اور دوسرے بہت سے علما کی یہی رائے ہے اور بعض روایات سے اس امر کی کراہت اور ابن زیاد اور اس کے اعوان و انصار پر غضب

Marfat.com

وندامت بریں کار کہ از دست نواب
او بوقوع آمد معلوم می شود کسانیکہ
ایں روایات نزد ایشاں مرجح شد
از لعن او منع نمودند چنانچہ امام حجۃ
الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
و دیگر علمائے شافعیہ و اکثر علمائے
حنفیہ، وجماعتے از علما کہ نزد آنہا
ہر دو روایت متعارض شدند و ترجیح
یکطرف بر دیگر حاصل نشد بنا بر
احتیاط توقف نمودند ہمیں است
واجب بر علماء عند التعارض وھو
قول ابی حنیفۃ آرے در لعن شمر و ابن
زیاد کہ رضا و استبشار آنہا بایں فعل
شنیع قطعی است من غیر التعارض
ہیچکس را دراں توقف نیست
(ج ۱ ص: ... طبع مجتبائی دہلی)

اور اس کام پر ندامت کہ جو اس کے نائبوں
کے ہاتھوں وقوع میں آیا معلوم ہوتا ہے
سو جن لوگوں کے نزدیک یہ روایتیں قابل
ترجیح ہوئیں۔ انہوں نے اس پر لعنت
کرنے سے منع کیا چنانچہ امام حجۃ
الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے
علمائے شافعیہ اور اکثر علمائے حنفیہ
ہیں کہ انکی رائے یہی ہے، اور علما کی ایک
جماعت کہ جن کے نزدیک دونوں روایتوں
میں تعارض تھا اور ایک طرف کی روایت
کو دوسری پر ترجیح حاصل نہ تھی انہوں نے
احتیاط کی بنا پر توقف کیا اور تعارض کے
وقت علما پر یہی واجب بھی ہے اور یہی
امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔ ؎
ہاں شمر اور ابن زیاد پر لعنت
کرنے میں کہ ان کا اس فعل شنیع کے ارتکاب
پر راضی اور خوش ہونا روایات میں کسی قسم
کے تعارض کے بغیر قطعی طور پر معلوم ہے
کسی شخص کو توقف نہیں ہے

؎ غلط فہمی نہ ہو امام ابوحنیفہ رح سے یزید پر لعنت کے بارے میں توقف کی تصریح ثابت نہیں بلکہ ان سے جو کچھ منقول ہے وہ تعارض روایات کے وقت توقف کا قول ہے یزید کے بارے میں خود ان کی تصریح آگے آ رہا ہے کہ اس پر لعن جائز ہے۔

Marfat.com

یزید پر جب لوگوں نے پھٹکار کی تو قتلِ حسین پر اظہارِ ندامت کیا

اگرچہ ہمارے نزدیک یزید کے بارے میں ان روایات میں جو کتب تاریخ میں مذکور ہیں سرے سے کوئی تعارض ہے ہی نہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ پہلے یزید قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہت خوش تھا لیکن جب مسلمانوں نے ہر طرف سے اس پر لعنت اور پھٹکار شروع کی اور اہل اسلام کی نظر میں وہ حقیر ہونے لگا تو پھر اس نے اظہار ندامت شروع کر دیا چنانچہ حافظ سیوطی رح "تاریخ الخلفاء" میں لکھتے ہیں۔

ولما قتل الحسين وبنو ابيه بعث ابن زياد برؤسهم الی یزید فسر بقتلهم اولاً ثم ندم لما مقته المسلمون علی ذالك وابغضه الناس و حق لهم ان يبغضوه (تاریخ الخلفاء ص ۱۰۸)

جب حضرت حسین رضہ اور ان کے بھائی شہید کر دیئے گئے تو ابن زیاد نے ان شہداء کے سروں کو یزید کے پاس بھیجا۔ وہ اول تو اس پر بہت ہی خوش ہوا پھر جب مسلمانوں نے اس وجہ سے اس پر پھٹکار شروع کی اور اس سے نفرت کرنے لگے تو اس نے اظہار ندامت کیا اور مسلمانوں کو تو اس سے نفرت کرنا ہی چاہیئے تھی۔

خود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں بھی یزید ہی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل ہے۔ چنانچہ "تحفہ اثنا عشریہ" میں فرماتے ہیں۔

و بعضے قتل انبیاء و پیغمبر زادها مینمایند مثل یزید و اخوان او (ص ۳۰۰ طبع لکھنؤ ۱۳۲۵ھ)

اور بعض انبیاء اور پیغمبر زادوں تک کو قتل کر دیتے ہیں جیسے کہ یزید اور اس کے معنوی بھائی ہوئے ہیں۔

Marfat.com

یزید پر لعنت کے بارے میں شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ

اور یزید پر لعنت کے بارے میں بھی خود حضرت شاہ صاحب ممدوح کی جو رائے ہے وہ ان کے مشہور شاگرد مولانا سلامت اللہ صاحب کشفی نے "تحریر الشہادتین" میں نقل کر دی ہے فرماتے ہیں۔

دریں شکے نیست کہ یزید پلید آمر و راضی و مستبشر از قتل حسین بود و ہمیں است مذہب مختار جمہور اہل سنت و جماعت چنانچہ در کتب معتمدہ مثل "مفتاح النجا" مرزا محمد بدخشی و مناقب السادات "ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی" و شرح عقائد نسفی" ملا سعد الدین تفتازانی و تکمیل الایمان شیخ عبدالحق محدث دہلوی و غیر آں از اسفار معتبرہ با شواہد و دلائل مذکور و مسطور است و لہذا لعن آں ملعون بہ حجج قاطعہ و براہین ساطعہ ثابت کردہ اند۔ و مختار راقم الحروف و اساتذہ صوری و معنوی ما ہمیں است کہ یزید آمر و راضی و مستبشر بقتل حسین بود و مستحق لعنت ابدی و وبال نکال سرمدیست و اگر تامل بکار رود قصر

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یزید پلید ہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دینے والا اور اس پر راضی اور خوش تھا اور یہی جمہور اہل سنت و جماعت کا پسندیدہ مذہب ہے۔ چنانچہ معتمد علیہ کتابوں میں جیسے کہ مرزا محمد بدخشی کی "مفتاح النجا" اور ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی "مناقب السادات" اور ملا سعد الدین تفتازانی کی "شرح عقائد نسفیہ" اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تکمیل الایمان اور ان کے علاوہ دوسری معتبر کتابوں میں مع دلائل و شواہد مذکور و مرقوم ہے اور اسی لیے اس ملعون پر لعنت کے روا ہونے کو قطعی دلائل اور روشن براہین سے ثابت کر چکے ہیں۔ اور راقم الحروف اور ہمارے اساتذہ صوری و معنوی نے جس مسلک کو اختیار کیا ہے وہ بھی یہی ہے۔ کہ یزید ہی

Marfat.com

بہ مجرد لعنت در حق آں ملعون تصور لعنت
کہ مقصود برآں نباید بود چنانچہ
استاد البریہ صاحب "تحفہ
اثنا عشریہ" علیہ الرحمۃ در رسالہ "حسن
العقیدہ" در حاشیہ کہ بر کلمہ "علیہ
ما یستحقہ" تعلیق فرمودہ اند افادہ
مینمایند کہ "علیہ ما یستحقہ" کنایہ
است از لعنت "والکنایۃ ابلغ من
التصریح" از قواعد مشہورہ عربیت است
مع ہذا در ابہام ما یستحقہ تفخیم و
تشنیع است کہ در تصریح بلفظ لعنت
فوت میگردد، چنانچہ در تفسیر
فغشیھم من الیم ما غشیھم
مذکور مے شود، و حق اینست کہ اکتفا
بر محض لعنت در حق یزید تقصیر است زیراکہ
این قدر را جزاء مطلق قتل مومن تقریر
کردہ اند قال اللہ تعالیٰ و من
یقتل مومنا متعمدا فجزاءہٗ
جَھَنَّمَ خالدًا فیھا وغَضِبَ
اللہ علیہ ولعنہ واَعَدَّ لہٗ
عذابًا عظیما۔
ویزید را دریں عمل زیادتیست کہ غیر از

قتل حسین رضا کا حکم دینے والا اور اس پر راضی
اور خوش تھا۔ اور وہ لعنت ابدی اور وبال
نکال سرمدی کا مستحق ہے اور اگر سوچا جائے
تو اس ملعون کے حق میں صرف لعنت ہی پر اکتفا
کرنا بھی ایسی کوتاہی ہے کہ اس پر بس نہیں
کرنا چاہیئے۔ چنانچہ استاد البریہ صاحب
تحفہ اثنا عشریہ (شاہ عبدالعزیز صاحب)
علیہ الرحمۃ نے رسالہ حسن العقیدہ کے حاشیہ
میں جملہ "علیہ ما یستحقہ" پر جو تعلیق (نوٹ)
سپرد قلم فرمایا ہے اس میں افادہ فرماتے ہیں کہ
"ما یستحقہ" لعنت سے کنایہ ہے اور یہ بات کہ
کنایہ تصریح سے زیادہ بلیغ ہوتا ہے عربیت کا
مشہور قاعدہ ہے اسی کے ساتھ "ما یستحقہ"
(یعنی جس کا وہ مستحق ہے) کے ابہام میں اس
پر تشنیع اور اس کی حد درجہ خرابی پنہاں ہے
وہ صراحتاً لعنت کے لفظ کے استعمال سے
فوت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ آیۃ فغشیھم
من الیم ما غشیھم کی تفسیر میں اس
کا بیان آتا ہے اور حق یہ ہے کہ یزید کے حق
میں محض لعنت پر اکتفا کرنا کوتاہی ہے اس لئے
کہ اس قدر تو مطلق مومن کے قتل کی سزا تقرر کر چکے
ہیں ارشاد الٰہی ہے "اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو

Marfat.com

رادت نداده و آں زیادت را جز بہ استحقاق او حوالہ نتواں کرد کہ علم بشر از معرفت خصوصیت آں عاجز است واللہ اعلم وعلمہ احکم انتہی کلامہ الشریف" (تحریر الشہادتین ص: ۹۶-۹۷ مطبوعہ محلہ خیالے گنج آغا جان لکھنؤ ۱۲۵۶ھ۔)

جان کر تو اسکی سزا دوزخ ہے پڑا رہے گا اسمیں اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اس کو لعنت کی اور اسکے واسطے تیار کیا بڑا عذاب" اور یزید نے تو اس عمل کے ارتکاب میں وہ زیادتی کی ہے کہ جو دوسرے کو میسر ہی نہ ہو سکی، اسی لیے اس زیادتی کو بجز اسکے استحقاق کے اور کسی امر پر حوالہ نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ انسان کا علم اس کے خصوصی استحقاق کی معرفت سے عاجز ہے واللہ اعلم وعلمہ احکم، یہاں حضرت شاہ صاحب کا ارشاد ختم ہوا۔

معلوم ہوا کربلا میں جو مظالم کیے گئے ان کی بنا پر شاہ عبدالعزیز صاحب کے نزدیک "یزید، حق تعالیٰ کے اس قدر قہر و غضب کا سزاوار ہے کہ اس کو دیکھتے ہوئے اس پر لعنت کرنا تو کچھ بھی نہیں لہذا بہتر یہ ہے کہ اس کے معاملہ کو حق تعالیٰ کے سپرد کر کے اس کے بارے میں یوں کہنا چاہیے "علیہ ما یستحقہ" کیونکہ خدا کو ہی معلوم کہ وہ اس کے کس قدر غضب کا مستحق ہے۔

بعض لعنت کرنے سے اس لیے رکتے ہیں کہ کہیں اس کے گناہ کم نہ ہوں

اور بعض حضرات یزید پر اس لیے لعنت کرنا مناسب نہیں خیال کرتے کہ اس طرح تو اس کے گناہ اور کم ہونگے چنانچہ مولانا غلام ربانی ازالۃ الخطار فی رد کشف الغطا" میں لکھتے ہیں۔

وظاہر است کہ گفتن لعن وطعن موجب سقوط وزر از ملعون میگردد لہذا زبان بلعن آلودہ نمی کنند در مدح یزید پلید

اور ظاہر ہے کہ لعن طعن کرنے سے اس کے وبال میں کمی آتی ہے جس کے بارے میں لعن طعن کیا جاتا ہے۔۔ لہذا زبان کو لعنت سے آلودہ

را تخفیف وزر شادمان نمی سازند بلکہ می خواہند ہمچنان حامل و زر گراں بود مقصوف الملتن باشد (ص: ۴۵، ۴۶ طبع مطبع محب کشور ہند میرٹھ ۱۲۸۱ھ)

نہیں کرتے اور تخفیف عذاب کے سبب یزید پلید کی روح کو شاد نہیں کرتے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ وہ اسی طرح گناہ کا بھاری بوجھ لادے لادے کمر شکستہ رہے۔

بعض کے پیش نظر یہ مصلحت ہے کہ کہیں سلسلہ آگے تک نہ بڑھ جائے

اور علامہ سعد الدین تفتازانی نے "شرح مقاصد" میں تصریح کی ہے کہ جو حضرات یزید پر لعنت کرنے سے منع کرتے ہیں ان کے پیش نظر یہ مصلحت بھی ہے کہ کہیں عوام یزید پر لعنت کرتے کرتے بزرگوں تک نہ پہنچ جائیں جیسا کہ رافضیوں کا شعار ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

فان قیل فمن علماء المذھب من لم یجوز اللعن علی یزید مع علمھم بانہ یستحق ما یربو علی ذالک ویزید قلنا تحامیاً عن ان یرتقی الی الاعلی فالاعلی کما ھو شعار الروافض (ص: ۳۰۷ ج ۲ طبع قسطنطنیہ)

پھر اگر کہا جائے کہ بعض علماء مذہب شافعی میں ایسے بھی ہیں کہ جو یزید پر لعنت کرنے کی اجازت نہیں دیتے حالانکہ ان کو علم ہے کہ وہ لعنت سے بھی بڑھکر اور زیادہ وبال کا مستحق ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ منع کرنا اس احتیاط کی بنا پر ہے کہ کہیں یہ سلسلہ ترقی کر کے اعلیٰ سے اعلیٰ تک نہ پہنچ جائے جیسا کہ روافض کا شعار ہے۔

مگر جیسا کہ ہم نے سابق میں تحریر کیا ہے یزید کی فرد جرم میں صرف قتل حسین ہی کا اندراج نہیں بلکہ اس کے گناہوں کی فہرست بڑی طویل ہے آخر اس کے کس کس جرم کا انکار کیا جائے گا پہلے شبہ کے جواب میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے اُسے ایک بار پھر پڑھ لیجئے معلوم

Marfat.com

ہو جائے گا کہ اس امت کے ہلاکوؤں میں اس کا نام سرِ فہرست ہے۔

قریب ہے یار و روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

یہ تو بات ہوئی اس کے جرائم اور قبائح کی رہا اس پر لعن کا مسئلہ تو اسی تفصیلی بحث سے آپ نے بخوبی اندازہ لگا لیا ہو گا کہ جن علماء نے بھی یزید پر لعن سے روکا ہے وہ اس لیے کہ نہیں کہ یزید کوئی بھلا آدمی تھا بلکہ دوسرے مصالح کے پیشِ نظر اس کو مناسب نہیں سمجھا۔

یزید پر لعن کے بارے میں امام احمد کی تصریح

ائمہ اہل سنت میں امام احمد حنبل کا جو مقام ہے وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں اسلامی دنیا میں جن چار اماموں کی فقہ کو قبولیت عام اور شہرت و دوام نصیب ہوئی اور جن کے مذہب پر آج تک عملدرآمد چلا آتا ہے، ان میں ایک یہ بھی ہیں یزید کے بارے میں ان کی تصریحات آپ پانچویں شبہ کے جواب میں پڑھ چکے ہیں کہ۔

(۱) لا ینبغی ان یروی عنہ — اس سے کوئی روایت نہیں کرنا چاہیئے۔

(۲) وھل یحب یزید احد یومن باللہ والیوم الاخر — کوئی بھی شخص جس کا ایمان اللہ اور روزِ آخرت پر ہے بھلا وہ یزید سے محبت کر سکتا ہے۔؟)

(۳) لم لا یلعن رجل لعنہ اللہ فی کتابہ — آخر اس شخص پر کیوں لعنت نہ کی جائے کہ جس پر حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے؟

پھر یزید کے ملعون ہونے کی دو وجہیں بیان کیں (۱) ایک فساد فی الارض (۲) دوسرے قطع رحمی، پھر فساد فی الارض کی تفصیل میں فرمایا۔

او لیس ھو الذی فعل باھل المدینۃ ما فعل — کیا وہی نابکار نہیں جس نے اہل مدینہ پر وہ ظلم توڑا جو بیان سے باہر ہے؟

اور قطع رحمی کے بارے میں تو سب کو معلوم ہے کہ میدان کربلا میں اہل بیت رضوان اللہ

Marfat.com

علیہم اجمعین پر کیا بیتی ذرا بھی قرابت کا پاس و لحاظ نہیں کیا گیا۔

یزید پر لعن کے بارے میں امام اعظم اور دوسرے ائمہ حنفیہ کی تصریحات

یزید پر لعن کے سلسلہ میں امام احمد کی جو رائے ہے وہی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے "مطالب المومنین" میں منقول ہے [1]۔ اکابر حنفیہ میں امام ابو بکر احمد بن علی جصاص رازی رحمۃ اللہ المتوفی ۳۷۰ھ نے "احکام القرآن" میں یزید کو لعین ہی لکھا ہے چنانچہ اُن کی تصریح پہلے شبہ کے جواب میں گذر چکی ہے۔

امام جصاص

امام جصاص کا شمار مجتہدین فقہا حنفیہ میں ہے صاحب ہدایہ ان کی تخریجات کو اکثر ذکر کرتے رہتے ہیں اور صاحب الاختیار لتعلیل المختار" نے "کتاب الشہادات" میں امام ممدوح کے متعلق لکھا ہے کہ

ولقد تصفحت کثیراً من کتب ابی بکر الرازی فما رأیتہ رجح علی قول ابی حنیفۃ قول غیرہ الا فی ھذہ المسئلۃ الا اختیار

میں نے ابو بکر رازی کی کتابوں کو بہت کھنگالا ہے مگر سوائے اس ایک مسئلہ کے میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ کے قول پر دوسرے کے قول کو ترجیح دی ہو [2]

ج ۲ ص: ۱۴۲)

ائمہ بخارا کا فتویٰ

بعد کے اکابر علما حنفیہ میں امام طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری المتوفی ۵۴۲ھ خلاصۃ الفتاویٰ میں رقمطراز ہیں۔

---

[1] ملاحظہ ہو "زجر الشبان والشیبۃ عن ارتکاب الغیبۃ" از مولانا عبد الحی فرنگی محلی ص ۲۰ طبع ۱۳۹۸ھ شائع کردہ مکتبہ عارفین کراچی ۔ [2] یعنی یہاں صاحبین کے قول پر فتویٰ دے دیا کہ شہود کا تزکیہ تمام حقوق میں ہونا چاہیئے حالانکہ امام صاحب کے مذہب میں صرف حدود و قصاص میں تزکیہ ضروری ہے۔

Marfat.com

اللعن علی یزید بن معاویۃ لا ینبغی ان یفعل وکذا علی الحجاج قال رحمہ اللہ سمعت عن الشیخ الامام الزاھد قوام الدین الصفاری انہ کان یحکی عن ابیہ انہ یجوز ذالک ویقول ....لا باس باللعن علی یزید

یزید بن معاویہ اور اسی طرح حجاج پر لعن نہ کرنا چاہیئے (مصنف کتاب) امام طاہر بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ امام زاہد قوام الدین صفاری سے سنا ہے وہ اپنے والد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ اس پر لعنت کرنا جائز ہے فرماتے تھے.... یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

(ج ۴ ص۰ ۳۹ طبع نول کشور)

امام قوام الدین صفاری کا تعارف علامہ کفوی نے ان لفظوں میں کیا ہے۔ شیخ الاسلام وامام الائمۃ اوحد عصرہ فی العلوم الدینیۃ اصولا وفروعاً مجتہد زمانہ شیخ الاسلام امام الائمہ اپنے زمانے میں علوم دینیہ میں خواہ ان کا تعلق اصول سے ہو یا فروع سے یکتا اور مجتہد عصر تھے ؎ اور ان کے والد ماجد رکن الاسلام ابراہیم بن اسمٰعیل زاہد صفار امام غزالی کے معاصر ہیں ان کے بارے میں حافظ سمعانی نے کتاب الانساب ؎ میں لکھا ہے کہ "کان اماماً ورعاً زاھداً" یہ امام تھے اور زہد و ورع سے موصوف ، فقہ میں امامت کے ساتھ ساتھ بڑے پایہ کے محدث بھی تھے قاضی خان کے استاد ہیں انہوں نے فقہ کی تعلیم انہی سے حاصل کی ان کی وفات ۵۳۴ھ میں ہوئی نسلاً انصاری وائلی ہیں ان کا پورا خاندان اہل علم و فضل کا خاندان ہے چنانچہ حافظ عبدالقادر قرشی نے "الجواہر المضیہ" میں ان کے ترجمہ میں لکھا ہے اھل بیت علماء وفضلا۔

چونکہ صاحب خلاصہ نے ان کے فتوی کو آخر میں نقل کیا ہے اور اس سے اپنے اختلاف کا اظہار نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ ان تینوں ائمہ بخاری (۱) امام طاہر افتخار الدین بخاری صاحب

؎ ملاحظہ ہو الفوائد البہیہ فی طبقات الحنفیہ از مولانا عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی ؎ کتاب الانساب لسمعانی

امام قوام الدین کا تعارف

خلاصہ المتوفی ۵۴۳ھ (۲) امام قوام الدین حماد بن ابراہیم صفار بخاری المتوفی ۵۷۶ھ (۳) امام رکن الدین ابراہیم صفار بخاری المتوفی ۵۳۴ھ کے نزدیک یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں بالکل جائز ہے لیکن چاہیئے نہیں، کیونکہ ایسا کرنا فرض واجب یا مستحب نہیں محض مباح ہے۔

امام کردری کا فتویٰ

اور امام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن البزاز کردری حنفی المتوفی ۸۲۷ھ فتاویٰ بزازیہ میں رقمطراز ہیں۔

اللعن علی یزید یجوز ولکن ینبغی ان لا یفعل وکذا علی الحجاج ویحکی عن الامام قوام الدین الصفاری انہ قال لا بأس باللعن علی یزید ...... والحق ان یلعن یزید بناء علی اشتہار کفرہ وتواتر شناعة شرہ علی ما عرف تفاصیلہ (ج ۶ ص ۴۴۳ طبع میریہ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ برحاشیہ فتاویٰ ہندیہ)

یزید اور اسی طرح حجاج پر لعنت کرنا جائز ہے مگر کرنا نہ چاہیئے اور امام قوام الدین صفاری سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ "یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ..... کردری کہتے ہیں اور حق یہ ہے کہ یزید پر اس کے کفر کی شہرت نیز اس کی گھناؤنی شرارت کی متواتر خبروں کی بنا پر جس کی تفصیلات معلوم ہیں لعنت ہی کی جائے گی۔

خلاصۃ الفتاویٰ اور فتاویٰ بزازیہ کا شمار فقہ حنفیہ کی معتبر کتابوں میں ہے۔

یاد رہے کہ فتاویٰ بزازیہ کا بھی "خلاصۃ الفتاویٰ" کی طرح فقہ حنفی کی معتبر کتابوں

میں شمار ہے۔ صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے کہ علامہ ابوالسعود مفتی روم سے جب یہ فرمائش کی گئی کہ مہم مسائل کے بارے میں آپ کوئی کتاب کیوں تالیف نہیں فرماتے۔؟ تو جواب دیا کہ

انا استحی من صاحب البزازیۃ مع وجود کتابہ لانہ مجموعۃ شریفۃ جامعۃ للمہمات کما ینبغی

مجھے "فتاویٰ بزازیہ" کے مصنف سے شرم آتی ہے کہ ان کی کتاب کے ہوتے ہوئے یہ جرأت کروں، کیونکہ یہ فتاویٰ کا بڑا قابلِ قدر مجموعہ ہے جس میں مہمات مسائل کو جیسا کہ چاہیئے تھا جمع کر دیا ہے۔

لعن کے باب میں "کتاب العالم والمتعلم" کی عبارت

متاخرین علمائے حنفیہ میں سے جن حضرات نے بھی لعن یزید سے روکا ہے وہ امام غزالی کی رائے سے متاثر ہیں ورنہ اصل مذہب میں مرتکب کبیرہ کے حق میں گرچہ استغفار افضل ہے مگر اس پر بد دعا اور لعنت کی جا سکتی ہے چنانچہ امام اعظمؒ "کتاب العالم والمتعلم" میں فرماتے ہیں۔ متعلم سوال کرتا ہے۔

اخبرنی عن الاستغفار لصاحب الکبیرۃ افضل او الدعاء علیہ اما انت بالخیار فیما بین الدعاء علیہ باللعنۃ والاستغفار نبیّن لی ھذا کلہ

یہ تو فرمائیے کہ جو شخص کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو اس کے لیئے دعائے مغفرت کرنا افضل ہے یا اس کے حق میں بد دعا کرنا یا اختیار ہے خواہ اس کے حق میں استغفار کرے خواہ لعنت یہ سب مجھے صاف صاف بتلایئے۔

امام صاحب جواب دیتے ہیں۔

الذنب علی منزلتین غیر الاشراک باللہ تعالیٰ ناس الذنبین رکب

شرک کے علاوہ گناہ کے دو درجے ہیں جس درجہ کے گناہ کا بھی یہ بندہ مرتکب ہوگا اسکے

Marfat.com

هذا العبد فان الدعاء له بالاستغفار
افضل وان دعوت عليه باللعنة
لم تأثم وذالك بانه
اذا ركب ذنباً منك فعفوت عنه
ولم تدع عليه كان افضل و
ان ركب ذنباً فيما بينه وبين
خالقه لبعد ان كان لم يشرك
بالله فرحمته ودعوت له
بالمغفرة لحرمة الشهادة
كان هذا افضل وان دعوت عليه
بالهلاك لم تأثم وذالك بانك
تقول يا رب خذه بذنبه وانما
تكون آثماً اذا انت قلت يا رب
خذه بغير ذنب

(ص: ١٧ طبع مصر ١٣٦٨ھ)

حق میں استغفار کرنا افضل ہے اور اگر اس پر لعنت کی بد دعا کرو جب بھی تمہیں گناہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر اس نے تمہارے ساتھ گناہ کا معاملہ کیا اور تم نے اس کو معاف کر دیا اور اس پر بد دعا نہ کی تو یہ افضل ہے اور اگر اس نے اللہ میاں کا گناہ کیا مگر شرک کا مرتکب نہیں ہوا اور پھر تم نے اس کے کلمہ گو ہونے کی وجہ سے اس کے حق میں رحمت و مغفرت کی دعا کی تو یہ بھی افضل ہے اور اگر اس کے لیے بربادی و ہلاکت کی دعا کی تب بھی گنہ گار نہ ہو گے کیونکہ اس صورت میں تو تم یوں کہہ رہے ہو کہ یا اللہ تو اسکو اس گناہ کی سزا دے گنہگار تو تم جب ہوتے جبکہ گناہ کیے بغیر اس کے حق میں بد دعا کرتے اور یوں کہتے کہ بغیر گناہ ہی اس کو پکڑ لے

مسلمان کے حق میں لعنت کرنے کا مطلب

جو مسلمان مرتکب کبیرہ ہو اس کے حق میں لعنت کرنے کا یہی مطلب ہے۔ جو امام صاحب نے بیان فرمایا ہے امام نووی نے بھی شرح صحیح مسلم میں حدیث

من احدث فيها حدثاً
فعليه لعنة الله والملائكة

جو مدینہ منورہ میں گناہ کا ارتکاب کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی اور

Marfat.com

والناس اجمعین — سب لوگوں کی لعنت ہو

کے تحت یہی لکھا ہے۔

قالوا ان المراد باللعن ھنا العذاب الذی یستحقہ علیٰ ذنبہ والطرد عن الجنۃ اول الامر ولیس ھی کلعنۃ الکفار الذین یبعدون من رحمۃ اللہ کل الابعاد

علما نے بیان کیا ہے کہ لعنت سے مراد یہاں وہ عذاب ہے جس کا وہ اس گناہ کے سبب مستحق ہے اور ابتدا میں جنت سے محرومی ہے یہ لعنت کفار پر لعنت کی طرح نہیں کہ جو بالکلیہ حق تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دیئے گئے ہیں کہ کبھی جنت میں جائیں گے ہی نہیں۔

یزید پر بھی لعنت کرنے کے یہی معنیٰ ہیں کہ حق تعالیٰ اس کے ان بُرے کرتوتوں پر اس کو وہ سزا دے جس کا وہ مستحق ہے اور اس کے حق میں ایسا کہنا خواہ افضل نہ ہو لیکن اس کے جواز میں کوئی کلام نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ یزید کا صالح اور متقی ہونا تو کجا اس کی جو حیثیت علما کی نظر میں ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کہ ان میں باہم اس امر پر اختلاف ہے کہ اس کی موت اسلام پر ہوئی یا کفر پر اور آیا اس پر لعنت کی جا سکتی ہے یا نہیں لیں اتنی ہی بات اس کی شخصیت کا اندازہ لگانے کے لیے کافی ہے۔

ساتواں اور آٹھواں شبہ

یہ ہے کہ یزید نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تایا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ام محمد اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پوتی ام مسکین سے نکاح

ان شبہوں کا منشا کیا ہے

ان دونوں سے نکاح کیا تھا۔ ان شبہوں کا منشا کیا ہے؟ کیا یہ کہ ان دونوں بیبیوں کا نکاح یزید سے کیوں ہوا؟ تو یہاں غور طلب امر یہ ہے کہ ام محمد اور ام مسکین سے یزید نے کب نکاح کیا تھا؟ اس کے فسق و فجور کے الم نشرح ہو جانے کے بعد یا اپنی ابتدائی عمر میں جبکہ اس کا فسق ظاہر نہ ہوا تھا

Marfat.com

اس لیے پہلے تاریخ سے یہ ثابت کیا جائے کہ یہ دونوں خواتین شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یزید کے حبالۂ عقد میں آئیں تب کچھ بات بنے ورنہ ظاہر ہے کہ اگر یزید نے ان سے نکاح اپنے والد ماجد کی زندگی ہی میں اس وقت کیا جبکہ اس کی بری شہرت نہ تھی اور اس وقت تک اس سے ان مظالم کا ظہور بھی نہ ہوا تھا کہ جن پر امت اس کو آج تک لعنت ملامت کرتی چلی آتی ہے تو پھر اس سے نکاح میں کیا قباحت تھی؟ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یزید اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد ہی کھل کھیلا ہے ورنہ اگر ان کی زندگی ہی میں اس کا فسق اس طرح عالم آشکارا ہو جاتا تو ظاہر ہے کہ وہ اس کو ولی عہد ہی کیوں بناتے؟

اور اگر شبہ کا منشا یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تایا زاد بھائی کی لڑکی چونکہ اس کے حبالۂ عقد میں تھی اس لیے وہ بھتیجے داماد ہونے کی بنا پر اپنے سسر کو کس طرح قتل کر سکتا تھا؟ تو اس شبہ کا پوچ ہونا بالکل ظاہر ہے۔ آئے دن اخبارات میں سسر اور داماد کے قتل کے واقعات آتے رہتے ہیں اور یزید تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حقیقی داماد بھی نہ تھا برادران یوسف علیہ السلام کا قصہ تو ہر شخص کو معلوم ہی ہے۔

نواں شبہ

یہ ہے کہ حضرت زین العابدین نے یزید سے بیعت کی اور واقعہ حرہ کے موقع پر اس کا حسن سلوک دیکھ کر اس کے حق میں دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ یزید کو اپنی رحمت سے ڈھانکے۔

اس شبہ کا جواب

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ سیدنا علی بن حسین المعروف بزین العابدین، دمشق اپنی خوشی سے نہیں گئے ان کو تو پابہ زنجیر اسیران کربلا کے ساتھ عبید اللہ بن زیاد نے دمشق بھیجا تھا۔ وہاں یزید نے ان سے سخت کلامی کی اور انہوں نے بھی اس کو ویسے ہی سخت جواب دیئے یزید سے بطوع و رغبت ان کا بیعت کرنا اور اس کے حق میں دعائے خیر

کرنا خصوصاً واقعہ حرہ کے بعد ان سے ثابت نہیں۔ طبقات ابن سعد میں جو کچھ مذکور ہے وہ یہ ہے کہ مسرف (مسلم بن عقبہ) نے حضرت زین العابدین سے یہ کہا تھا کہ امیر المومنین نے مجھے آپ کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ہے (ان امیر المومنین اوصانی بک خیراً) اور اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ وصل اللہ امیر المومنین (اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو اس کا صلہ دے) لیکن اس کی اسناد یہ ہے اخبرنا محمد بن عمر قال حدثنی ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی سبرۃ عن یحییٰ بن شبل عن ابی جعفر (طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۲۱۵) اس کا پہلا راوی محمد بن عمر واقدی ہے جو مشہور ضعیف الروایہ ہے دوسرا ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی سبرہ ہے جو وضع حدیث میں متہم ہے یزید کی منقبت ایسے ہی ناکارہ لوگوں کی روایت سے ثابت کی جا سکتی ہے صحیح روایت کہاں مل سکتی ہے اور اتنی بات کسی کافر کے بارے میں کہی جائے تو اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں یزید کے اس سلوک کا یہی بہتر جواب ہو سکتا تھا اور ان الفاظ کا ترجمہ ہے "کہ اللہ تعالیٰ امیر المومنین یزید کو اپنی رحمت سے ڈھانکے" بلاذری اور طبقات ابن سعد کی اصل عبارت پیش کی جائے کسی کتاب کا غلط حوالہ دینا باعث شرم ہے۔

یزید کے کمانڈر کی حضرت زین العابدین کے ساتھ بدتمیزی

واقعہ حرہ میں حضرت زین العابدین اگرچہ بالکل الگ رہے کیونکہ کربلا میں خاندان اہل بیت پر یزیدی لشکر نے جو قیامت ڈھائی تھی وہ یہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے مگر پھر بھی یزیدی فوج کے کمانڈر مسلم بن عقبہ نے جس کو متورعین سلف مجرم یا مسرف بن عقبہ کے برے نام سے یاد کرتے ہیں ان کے ساتھ جس بے ہودگی کا مظاہرہ کیا اس کی تفصیل حافظ ابن کثیرؒ کی زبانی سنیئے وہ لکھتے ہیں۔

واستدعی بعلی بن الحسین فجاء یمشی بین مروان بن الحکم	مسلم بن عقبہ نے حضرت علی بن حسین (زین العابدین) کو طلب کیا وہ مروان اور

وابنه عبد الملك ليأخذ له بهما
عنده اماناً ولم يشعران يزيد
اوصى به فلما جلس بين يديه
استدعى مروان لشراب وقد
كان مسلم بن عقبة حمل معه
من الشام ثلجاً الى المدينة
فكان يشاب له لشرابه فلما جئ
بالشراب شرب مروان قليلاً ثم
اعطى الباقي لعلي بن الحسين ليأخذ
له بذالك اماناً وكان مروان موادا
لعلي بن الحسين فلما نظر اليه مسلم
بن عقبة قد اخذ الاناء في يده
قال له: لاتشرب من شرابنا: ثم
قال له: انما جئت مع هذين
لتأمن بهما فارتعدت يد علي
بن الحسين وجعل لا يضع الاناء
من يده ولا يشربه ثم قال له
لولا امير المؤمنين اوصاني بك
لضربت عنقك ثم قال له: ان
شئت ان تشرب فاشرب وان
شئت دعونا لك بغيرها فقال هذه

اس کے بیٹے عبد الملک کے درمیان پا پیادہ
چل کر اس کے پاس پہنچے تاکہ ان دونوں کے
ذریعے اس سے امان لے سکیں ان کے علم میں
یہ بات نہ تھی کہ یزید نے ان کا خیال رکھنے
کے بارے میں مسلم کو تاکید سے کہدیا تھا چنانچہ جب
آپ اُن کے سامنے آکر بیٹھ گئے تو مروان نے
کچھ پینے کے لیئے مانگا مسلم بن عقبہ جب
شام سے مدینہ کی طرف چلا تھا تو اپنے ساتھ
وہاں سے برف لیکر آیا تھا اور وہ برف اسکے
مشروب میں ڈالدی جاتی تھی چنانچہ جب
پینے کے لیئے لایا گیا تو مروان نے اس میں سے
تھوڑا سا پی کر باقی حضرت علی بن الحسین کو
دے دیا تاکہ اس ذریعے سے ان کے لیئے امان
حاصل کرلی جائے۔ مروان حضرت علی بن الحسین
کا دوست بنا ہوا تھا مسلم بن عقبہ کی جیسے
ہی اس پر نظر پڑی کہ حضرت زین العابدین
نے برتن اپنے ہاتھ میں اٹھالیا تو کہنے لگا
ہمارا پانی نہ پینا اور پھر کہا۔ تو ان دونوں
کے ساتھ اس لیئے آیا ہے کہ ان کے ذریعہ
امان حاصل کرسکے! یہ سنکر آپکا ہاتھ کانپنے
لگا اور نہ برتن ہی ہاتھ سے رکھا جا سکتا تھا

الذی فی کفی ارید فشرب ثم
قال لہ مسلم بن عقبۃ قم
إلی ھھنا فاجلس فاجلسہ
معہ علی السریر وقال لہ: ان
امیر المؤمنین اوصانی بک وان
ھولاء شغلونی عنک ثم قال لعلی
بن الحسین لعل اھلک فزعوا فقال
ای واللہ فامر بدابتہ فاسرجت
ثم حملہ علیھا حتی ردہ
إلی منزلہ مکرماً
(البدایہ والنہایہ ج ۸
ص ۲۲۰)

اور نہ اسے پی ہی سکتے تھے تب اس شقی نے آپکو بتلایا کہ "اگر امیر المومنین تمہارا خیال رکھنے کی مجھے تاکید نہ کرتے تو میں تمہاری گردن مار دیتا" اس کے بعد کہنے لگا اچھا اب تم پینا چاہتے ہو تو پی لو اور چاہو تو ہم تمہارے لیئے اور منگا دیں حضرت نے فرمایا بس جو میرے ہاتھ میں ہے وہی پینا چاہتا ہوں پھر ان سے کہنے لگا ادھر اٹھ کر بیٹھ جاؤ اور آپ کو اپنے پاس تخت پر بٹھا لیا اور کہنے لگا کہ امیر المومنین نے تو مجھے تمہارے بارے میں تاکید کر دی تھی مگر ان لوگوں نے مجھے اتنا مشغول رکھا کہ تمہاری طرف توجہ ہی نہ ہو سکی پھر حضرت سے کہنے لگا شاید تمہارے گھر والے تمہاری طرف سے پریشان ہوں حضرت نے فرمایا بخدا ایسا ہی ہے چنانچہ مسلم نے اپنی سواری پر زین کسنے کا حکم دیا اور پھر اس پر سوار کر کے باعزت طور پر ان کو اپنے گھر پہنچا دیا۔

اہل شام کا حضرت زین العابدین کو ستانا

اور طبقات ابن سعد میں ہے

اخبرنا الفضل بن دکین قال: اخبرنا
حفص عن جعفر عن ابیہ ان علی

حضرت علی بن حسین کنکریاں مارنے کے لیئے
پیدل جایا کرتے منیٰ میں آپکا ایک مکان تھا

Marfat.com

بن حسين كان يمشي الى الجمار
وكان له منزل بمنى وكان اهل الشام
يؤذونه فتحول الى قرين الثعالب او
قريب من قرين الثعالب وكان
يركب فاذا اتى منزله مشى الى
الجمار (ج ۵ ص : ۲۱۹
مطبوعه بيروت ۱۳۷۷ھ)

اہل شام آپ کو ستایا کرتے تھے اس لیے آپ
اپنے مکان سے قرین الثعالب یا اس کے
قریب اٹھ کر آ گئے اب آپ سواری پر آنے
لگے اور جب اپنے گھر پہنچتے تو پھر
کنکریاں مارنے کے لیے پاپیادہ
جایا کرتے۔

اہل بیت کی حق تلفی

اور اسی میں ہے۔

اخبرنا مالك بن اسماعيل قال:
حدثنا سهل بن شعيب النهمي و
كان نازلا فيهم يؤمهم عن ابيه
عن المنهال يعني ابن عمرو قال
دخلت على علي بن حسين فقلت كيف
اصبحت اصلحك الله؟ فقال ما كنت
ارى شيخا من اهل المصر مثلك
لا يدري كيف اصبحنا فاما اذ لم
تدر او تعلم فسأخبرك اصبحنا في
قومنا بمنزلة بني اسرائيل في آل
فرعون اذ كانوا يذبحون ابناءهم
ويستحيون نساءهم واصبح شيخنا

سہل بن شعیب نہمی جو بنی نہم میں امامت
کرنے کی وجہ سے رہا کرتے تھے اپنے باپ شعیب سے
اور شعیب منہال بن عمرو سے روایت کرتے ہیں
کہ میں نے حضرت علی بن حسین کی خدمت میں
حاضر ہو کر عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کو خیریت
سے رکھے صبح کس حال میں ہوئی، فرمایا میں نہ
سمجھتا تھا کہ شہر میں آپ جیسا بزرگ بھی
یہ نہیں جانتا کہ ہم نے صبح کس حال میں کی اور
اور جب آپ یہ نہیں جانتے یا اس کا علم آپ کو
نہیں تو پھر میں اب بتائے دیتا ہوں کہ ہم نے
اپنی قوم کے ساتھ اس حال میں صبح کی جس طرح
بنی اسرائیل نے قوم فرعون کے ساتھ کی تھی

Marfat.com

وسيدنا يتقرب إلى عدونا بشتمه او سبه على المنابر واصبحت قريش تعد ان لها الفضل على العرب لان محمداً صلى الله عليه وسلم منها لا يعد لها فضل الا به واصبحت العرب مقرة لهم بذالك واصبحت العرب تعد ان لها الفضل على العجم لان محمداً صلى الله عليه وسلم منها لا يعد لها فضل الا به واصبحت العجم مقرة لهم بذالك فلئن كانت العرب صدقت ان لها الفضل على العجم وصدقت قريش ان لها الفضل على العرب لان محمداً صلى الله عليه وسلم منها ان لنا اهل البيت الفضل على قريش لان محمداً صلى الله عليه وسلم منا فاصبحوا ياخذون بحقنا ولا يعرفون لنا حقاً فهكذا اصبحنا اذ لم تعلم كيف اصبحنا قال فظننت انه اراد ان يسمع من في البيت ... ...

(ج ۵ ص ۲۱۹-۲۲۰)

گروہ ان کے لڑکوں کو توذبح کر دیتے تھے اور ان کی عورتوں کو جینے دیتے تھے اور ہمارے شیخ اور ہمارے سردار (حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ) کے ساتھ یہ معاملہ ہو رہا ہے کہ برسرِ منبران پر سب وشتم کر کے ہمارے دشمن کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے اور قریش نے اس حال میں صبح کی کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو عرب پر اسلیئے فضیلت حاصل ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قریشی ہیں اور ان کے بغیر ان کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی اور اہل عرب نے اس حال میں صبح کی کہ وہ بھی قریش کی اس فضیلت کے معترف ہیں۔ نیز اہل عرب نے اس حال میں صبح کی کہ وہ بھی اہل عجم پر اپنی فضیلت کو اسی لیئے شمار کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عربی تھے اور آپ کے بغیر عرب کی فضیلت شمار نہیں ہو سکتی۔ اور اہل عجم نے اس حالت میں صبح کی کہ انہیں بھی عرب کی اس فضیلت کا اعتراف ہے پس اگر عرب اس دعویٰ میں سچے ہیں کہ ان کو عجم پر فضیلت ہے اور قریش بھی سچے ہیں کہ ان کو عرب پر فضیلت ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرب

بھی تھے اور قریشی بھی تو ہم اہل بیت کو بھی قریش پر اسی لئے فضیلت ہے کہ حضرت محمدؐ ہم میں سے تھے اب قریش اور وقت کے حکمران بنی امیہ مراد ہیں) نے اس حال میں صبح کی ہے کہ خود کو ہمارا حق لے چکے ہیں مگر اپنے اوپر ہمارا کوئی حق نہیں سمجھتے۔ اب سنو جب تمہیں یہ علم ہے ہی نہیں کہ ہمیں صبح کس حال میں آئی تو اس حال میں آئی ہے منہال کا بیان ہے کہ مجھے خیال پڑتا ہے کہ حضرت ان لوگوں کو سنا رہے تھے جو اسی وقت گھر میں آئے ہوئے تھے۔

دسواں شبہ

یہ ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد علوی سادات کی رشتہ داریاں اموی سادات سے ہوتی رہی ہیں۔

اس شبہ کا جواب

واقعہ کربلا کے بعد بنی فاطمہ اور یزید کی اولاد میں کوئی رشتہ نہیں ہوا

یہ ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد بنی فاطمہ اور یزید کی اولاد کے درمیان کوئی رشتہ مناکحت قائم نہیں ہوا کتب تواریخ و انساب کا پڑھنا تو بڑی بات ہے اس سلسلہ میں ایک قرابت کا ذکر بھی کتب تاریخ و انساب سے ثابت نہیں محمود احمد عباسی نے اپنی کتاب خلافت معاویہ و یزید میں بنی ہاشم اور بنی امیہ کی بہت سی قرابتوں کا ذکر کیا ہے لیکن اس سلسلہ میں ایک نظیر بھی پیش نہ کر سکے اور امویوں کو سادات میں شامل کرنا ناصبیت ہے امویہ کا شمار اہل بیت میں نہیں ہے۔

عبدالملک کا زوال یزید سے عبرت پکڑنا

یہ بھی واضح رہے کہ بنو امیہ اور بنی ہاشم

کے بہت سے خاندان تھے عبدالملک مروانی جب تخت حکومت پر براجمان ہوا تو اس نے یزید کے زوال سے عبرت پکڑ کر حجاج بن یوسف کو یہ تاکید کردی تھی کہ بنو ہاشم سے کسی قسم کا کوئی تعرض نہ کیا جائے کیونکہ آل ابی سفیان نے جب ان پر زیادتی کی تو ان پر زوال آ گیا چنانچہ حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔

فان الحجاج مع کونہ مبیراً سفاکاً للدماء قتل خلقاً کثیراً لم یقتل من اشراف بنی ہاشم احداً قط بل سلطانہ عبدالملک بن مروان نہاہ عن التعرض لبنی ہاشم وہم الاشراف وذکر انہ اتی الی بنی الحرب لما تعرضوا لہم یعنی لما قتل الحسین الجمعہ نت ذی ابن تیمیہ ج ۳ ص ۵۰۴)

بلاشبہ حجاج نے باوجودیکہ وہ بڑا اُلاکو اور سخت خونریز تھا اور اس نے ایک خلق کثیر کو قتل کردیا تھا تاہم اشراف بنی ہاشم میں کبھی کسی کو قتل نہ کیا بلکہ اس کے سلطان عبدالملک نے بنی ہاشم سے جو اشراف کہلاتے ہیں کسی قسم کا بھی تعرض کرنے سے منع کردیا تھا اور کہدیا تھا کہ بنو حرب نے جب ان سے تعرض کیا تو ان کی شامت آ گئی مطلب یہ ہے کہ حضرت حسین رضؓ کو جب قتل کیا تو ان پر ادبار آ گیا۔

اس لئے بنو ہاشم اور بنو مروان میں اگر تعلقات قرابت بعد میں بھی قائم رہے اور ایک دوسرے سے رشتہ مناکحت کا سلسلہ چلتا رہا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ یزید کے مظالم کے مروانی بھی اقراری تھے۔

گیارھواں شبہ

یہ ہے کہ امیر معاویہ کی وفات کے بعد کوفہ کے شریر النفس لوگوں نے سیدنا حسین رضؓ کو یزید کے خلاف خروج پر آمادہ کیا اور جب آپ نے یہ جان لیا کہ یزید کی بیعت پر تمام امت

متفق ہے تو آپ اپنے ارادہ سے دست بردار ہو گئے۔

اس کا جواب

یہ ہے کہ یہ محض ہرزہ سرائی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں تاریخ طبری، البدایہ والنہایہ ابن الاثیر الاصابہ لابن حجر اللہ تاریخ الخلفاء یہ سب کتابیں ہمارے پیش نظر ہیں ان میں کہیں یہ مذکور نہیں جو مستفتی نے سوال میں ذکر کیا ہے

کیا العیاذ باللہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ محض نرے نادان عقل سے کورے احکام شرع سے بالکل ناواقف اور دینی تقاضوں سے سرے سے ناآشنا تھے کہ سائل کو تو اس حقیقت کا پتہ چلا گیا مگر ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا اور ان شریر النفس لوگوں کے بہکانے میں آکر جن کے

"نا مبارک عزائم و مقاصد کبھی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اور سیدنا عثمان غنی رضہ کی شہادت کی شکل میں نمودار ہوئے اور کبھی جنگ جمل وصفین کی ہلاکت سامانیوں کی شکل میں ظاہر ہوئے حتیٰ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت اور حسن رضہ کی توہین و تحقیر سے بھی انہیں کے نامہ اعمال سیاہ اور دامن داغدار ہیں۔"

آپ نے یہ باور کر لیا کہ امیر یزید امت کے متفق علیہ خلیفہ ہیں اور پھر ان کے خلاف خروج پر آمادہ ہو گئے سبحان اللہ اس سے زیادہ اور کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحمیق و تجہیل میں کہا جا سکتا ہے۔ اور پھر اس پر طرہ یہ ہے کہ نہ صرف حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ ان کے بعد ساری امت اسلامیہ پر آج تک یہ حقیقت منکشف ہی نہ ہو سکی جو مستفتی پر واضح ہوئی ہے نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات جھوٹ بولنے کی حد ہو گئی۔

فاروق اعظم کی شہادت میں کسی کوفی کا ہاتھ نہ تھا

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت میں کسی

Marfat.com

کوئی کا ہاتھ نہ تھا یہ محض جھوٹ ہے نہ ان کی شہادت کسی سازش کے تحت عمل میں آئی ان کی شہادت کے بارے میں سازش کا افسانہ موجودہ دور کے ملحد ناصبیوں کے ذہن کا ساختہ و پرداختہ ہے اس کی تفصیل کے لیے ہمارے رسالہ "اکابر صحابہ پر بہتان" کا مطالعہ کرنا چاہیے

بقیہ غلط باتوں پر تنبیہ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلین میں بھی کسی کوفی کا نام نہیں لیا جاتا محاصرین میں بھی اکثریت اہل مصر کی تھی جنگ جمل وصفین میں کیا طرفین سے سارے صحابہ کرام (نعوذ باللہ) دیوانے ہو گئے تھے کہ وہ بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح ان شریر النفس لوگوں کی شرارت کو بالکل نہ سمجھ سکے۔ اور قتل و قتال کا ہنگامہ کارزار جاری رکھا ایک ملحد تو ایسی بات سوچ سکتا ہے لیکن کسی مسلمان کا ذہن اس خرافات کو باور نہیں کر سکتا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی پکا خارجی تھا خارجیوں کا گڑھ کوفہ نہیں نہروان تھا ابن ملجم قاتل علی کوفی نہیں مصری تھا اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین و تحقیر میں خوارج اور نواصب پیش پیش رہے ہیں

یزید کے خلاف حضرت حسین کا اقدام للہ فی اللہ تھا۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اقدام یزید کے خلاف اس کی نااہلی کی بنا پر دوسرے لوگوں کے کہنے سے نہیں بلکہ دینی بصیرت کے مطابق محض للہ فی اللہ لغرض اعلاء کلمۃ اللہ تھا چنانچہ حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں

قسم خرجوا غضبا للدین من اجل	ایک قسم ان حضرات کی ہے جو حکام کے ظلم و ستم
جور الولاۃ وترک عملهم بالسنۃ	اور سنت نبوی پر انکے عمل نہ کرنے کی بنا پر دینی
النبویۃ فهولاء اهل الحق.	غیرت و حمیت میں نکلے یہ سب اہل حق ہیں اور
ومنهم الحسین بن علی واهل	حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اہل
المدینۃ فی الحرۃ والقراء الذین	مدینہ جنہوں نے مقام حرہ میں جہاد کیا اور وہ تمام

Marfat.com

خرجوا على الحجاج۔ علماء جو حجاج کے خلاف نکلے سب کا شمار ان ہی اہلِ حق میں ہے

(فتح الباری ص۲۴۰ ج ۱۲ طبع مصر)

جن حضرات نے یزید و حجاج کے خلاف اقدام کیا ان سے جنگ کرنا ناجائز تھا

شرعی نقطہ نظر سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اصحاب حرہ سے یزید کا جنگ کرنا کسی طرح بھی قطعاً جائز نہیں تھا چنانچہ حافظ ابن حجر فتح الباری میں رقمطراز ہیں

من خرج عن طاعة امام جائر اراد الغلبة على ماله او نفسه او اهله فهو معذور ولا يحل قتاله وله ان يدفع عن نفسه و ماله واهله بقدر طاقته

جو کسی ایسے حکمران کی اطاعت سے نکلے کہ جو ظالم ہو اور اس شخص کے جان یا مال یا اہل و عیال پر تغلب کرنا چاہتا ہو تو ایسا شخص معذور ہے اور اس سے قتال حلال نہیں اور اس شخص کو اپنی طاقت کے مطابق اپنی جان مال اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے دفاع کا حق حاصل ہے

وقد اخرج الطبری لبسند صحیح عن عبد اللہ بن الحارث عن رجل من بنی مضر عن علی وقد ذکر الخوارج فقال ان خالفوا اماماً عدلاً فقاتلوهم وان خالفوا اماماً جائراً فلا تقاتلوهم فان لهم مقالاً

چنانچہ امام طبریؒ نے بسند صحیح عبداللہ بن حارث سے روایت کیا ہے اور وہ بنی مضر کے ایک شخص کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ آپ نے ان لوگوں کا ذکر فرماتے ہوئے جو خلیفہ کے خلاف خروج کرتے ہیں فرمایا کہ اگر یہ لوگ امام عادل کے خلاف خروج کریں تو ان سے قتال کرو اور اگر ظالم حکمران کی مخالفت کریں تو ان سے قتل و قتال نہ کرو کیونکہ ان کو کہنے کا حق حاصل ہے (اس لئے معذور ہیں)

Marfat.com

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد حافظ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وعلی ذالک یحمل ما وقع للحسین بن علی ثم لاهل المدینة فی الحرة ثم لعبد اللہ بن الزبیر ثم للقراء الذین خرجوا علی الحجاج فی قصة عبد الرحمن بن محمد ابن الاشعث واللہ اعلم (ج ۱۲ ص ۲۵۳ - ۲۵۴)

اور اسی صورت پر محمول ہوگا۔ جو حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ پیش آیا اور پھر مقام حرہ میں اہل مدینہ کے ساتھ پھر عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ اور ان علماء کے ساتھ کہ جنہوں نے عبد الرحمن بن محمد بن الاشعث کے واقعہ میں حجاج کے خلاف خروج کیا تھا کہ ان سب حضرات سے قتال ناجائز تھا واللہ اعلم

حرمین میں یزید اور اس کے عمال نے حضرت حسین رض کو چین سے نہ بیٹھنے دیا

چوتھے شبہ کے جواب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وہ خط جو یزید کے نام لکھا گیا تھا درج کیا جاچکا ہے اس کے پڑھنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یزید کے عمال نے حرمین میں چین سے بیٹھنے ہی نہ دیا مدینہ میں تھے تو بیعت یزید پر اصرار تھا مکہ معظمہ آگئے تو وہاں بھی یزید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کے نام خط لکھ کر اپنے تلطف اشعار میں حضرت حسین رض کو قتل کی دھمکی دی [1] حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی وجہ سے حرم مکہ میں خونریزی ہو اور حرم کی عزت خاک میں ملے [2] ۔ اس لیے آپ نے کوفہ کا رخ کیا کہ وہاں آپ کے اعوان انصار تھے۔

جن حضرات نے کوفہ جانے سے حضرت حسین کو روکا بر بنائے شفقت روکا

اور جن حضرات نے آپ کو کوفہ جانے سے روکا وہ بھی بر بنائے شفقت تھا نہ اس بنا پر کہ آپ کا یہ اقدام

[1] ملاحظہ ہو تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۱۶۴ [2] ایضاً ص ۱۶۱ و ۱۶۵

Marfat.com

نعوذ باللہ خلافِ شرع تھا۔ ورنہ رد کرنے والے آپ سے صاف صاف کہہ دیتے کہ آپ ترکِب معصیت ہوئے ہیں یزید جیسے خلیفہ برحق کے خلاف خروج کرنے سے آپ شرع کی رو سے باغی مباح الدم اور واجب القتل ہوں گے۔ اسکے لیئے خلیفہ برحق سے بغاوت کرنا آپ کے شایانِ شان نہیں عذر فرمائیے یہ حضرات کوفیوں کی بے وفائی کا اندیشہ ظاہر کرتے ہیں مگر آپ کے اس اقدام کو گناہ قرار نہیں دیتے۔

کوفہ کے سب لوگ غدار نہ تھے

کوفہ کے سب لوگ غدار نہ تھے ان میں مخلصین کی کثیر جماعت تھی حضرت حسین رضی کو مرتبہ شہادت پر فائز ہونا تھا اس لیئے لاکھ جتن کیئے جاتے ہونا ہی تھا جیسے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسمت میں ازل سے شہادت مقدر تھی بہت سے صحابہ کرام رضی نے آپ کی نصرت میں اپنی خدمات پیش کیں اور محاصرین سے جنگ کی اجازت مانگی بظاہر خیال ہوتا ہے کہ اگر محاصرین سے جنگ کی جاتی تو ان کا فرار پر قرار ضروری تھا لیکن آپ نے اسے پسند ہی نہ فرمایا اور آخر جو ہونا تھا ہو کر رہا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انجام سے ناواقف نہ تھے راہ حق میں شہادت مطلوب مومن ہے اس لیئے آپ نے جو قرین مصلحت سمجھا اسی پر عمل کیا۔

کوفہ کی گورنری پر ابن زیاد کا تقرر اور حضرت حسین کی شہادت

کوفہ کے گورنر اس وقت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ یزید کو جیسے ہی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عازم کوفہ ہونے کی اطلاع ملی اُسنے فوراً حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہاں کی گورنری سے معزول کر کے عبید اللہ بن زیاد کو جسے یزید اپنا چچازاد بھائی بتاتا تھا کوفہ کا گورنر بنا کر روانہ کر دیا۔ اسنے آتے ہی جو ظلم و ستم ڈھایا اس سے تاریخ کے اوراق پُر ہیں۔ بڑے بڑے سرکردہ لوگوں کو دارو دہشت سے سر کیا۔ اور عوام کو

Marfat.com

جبر و قہر سے کوفہ کی چاروں طرف سے ناکہ بندی کر دی کہ کسی کو کسی کی خبر نہ ہو، اور کوئی کہیں نہ جا سکے صورتحال میں اس اچانک تبدیلی سے مخلصین کو آپ کی نقل و حرکت کی خبر نہ ملنے کے سبب مدد کا موقع نہ مل سکا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی کوفہ سے پچیس میل دور ہی تھے کہ ابن زیاد کے حکم سے راہ ہی میں حر بن یزید تمیمی کے دستہ فوج نے جو ایک ہزار سواروں پر مشتمل تھا آپ کا محاصرہ کر لیا پھر عمر بن سعد کی سرکردگی میں مزید چار ہزار سپاہ روانہ کر کے پہلے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارواں کا پانی بند کیا پھر ان سب حضرات پر حملہ کر کے ان کو شہید کر ڈالا چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ "تاریخ صغیر" میں لکھتے ہیں۔

حدثنا موسیٰ ثنا سلیمان بن مسلم ابو المعلی العجلی قال سمعت ابی ان الحسین لما نزل کربلا ناول من طعن فی سرادقه عمر بن سعد نرأیت عمر بن سعد وابنیه قد ضربت اعناقهم وعلقوا علی الخشب ثم الهبت فیهم النار (تاریخ صغیر ص: ۷۵)

ہم سے موسیٰ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم کو سلیمان بن مسلم ابو المعلی عجلی نے بتایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب کربلا میں فروکش ہوئے تو سب سے پہلے جس شخص نے ان کے سراپردہ میں نیزہ مارا وہ عمر بن سعد تھا پھر میں نے (کچھ عرصہ بعد یہ منظر بھی) دیکھا کہ عمر بن سعد اور اس کے دونوں بیٹوں کی گردنیں ماری گئیں اور انہیں شہتیر پر لٹکا کر نذر آتش کر دیا گیا۔

اور ان سب شہدائے کربلا کے سر کاٹ کر انکو کوفہ روانہ کر دیا گیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے ساتھ ابن زیاد کی گستاخی...

حضرت حسین کا سر مبارک جب عبید اللہ بن زیاد کے سامنے طشت میں رکھکر پیش کیا گیا تو اس ابن زیاد بد نہاد نے

آپ کے سر مبارک کے ساتھ جو گستاخی کی اس کی تفصیل صحیح بخاری میں ان الفاظ میں مذکور ہے۔

حدثنا محمد بن الحسين بن
ابراهيم ثنا حسين بن محمد
ثنا جرير عن محمد بن انس بن مالك
قال اتى عبيد الله بن زياد براس
الحسين رض فجعل فى طست فجعل
ينكت وقال فى حسنه شيئاً فقال
انس كان اشبههم برسول
الله صلى الله عليه وسلم وكان
مخضوباً بالوسمة
(صحيح البخاری ص: ٥٣٠ ج ١)

محمد بن سیرین حضرت انس بن مالک رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ عبید اللہ بن زیاد
کے سامنے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
سر مبارک طشت میں رکھ کر پیش کیا گیا
تو وہ مردود چھڑی سے اس کو چھیڑتا رہا
اور آپ کے حسن کے بارے میں بد زبانی کی اس
پر حضرت انس رض نے فرمایا کہ یہ تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے اور
حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک
پر اس وقت وسمہ کا خضاب تھا۔

اور جامع ترمذی میں یہ روایت ان الفاظ سے آئی ہے

حدثنا خلاد بن اسلم البغدادى
نا النضر بن شميل نا هشام بن حسان
عن حفصة بنت سيرين قالت
ثنى انس ابن مالك قال كنت
عند ابن زياد فجئ براس
الحسين فجعل يقول بقضيب
فى انفه ويقول ما رأيت مثل هذا
حسنا لو يذكر قال قلت اما انه

حفصہ بنت سیرین کا بیان ہے کہ مجھ سے
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے بیان فرمایا کہ میں ابن زیاد کے پاس تھا
اتنے میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا سر مبارک اس کے سامنے لایا گیا تو وہ
چھڑی سے آپ کی ناک کو چھیڑ کر بطور
طنز کہنے لگا میں نے تو ایسا حسین ہی نہیں
دیکھا پھر اس کے حسن کا کیوں چرچا ہے میں

Marfat.com

كان اشبههم برسول الله صلى الله عليه وسلم

هذا حديث حسن صحيح غريب

(ج ۲ ص: ۲۱۹)

نے کہا خبردار! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ہی مشابہ تھے۔

عمر بن سعد کا حشر

عمر بن سعد کا جو حشر ہوا وہ ابھی تاریخ بخاری کے حوالہ سے آپ پڑھ چکے کہ وہ بھی کچھ عرصہ کے بعد ہی قتل کر دیا گیا اور پھر اس کے لاشے کو آگ میں جلا دیا گیا۔ یہ واقعہ ۶۶ھ کا ہے

ابن زیاد کے سر کے ساتھ کیا عبرتناک معاملہ ہوا

اور ۶۷ھ میں بروز عاشوراء ہی ابن زیاد بدنہاد بھی ابراہیم بن الاشتر کے ہاتھ سے مارا گیا اور اسی قصر میں جہاں ۶۱ھ میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک اس کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ اس کا سر نامبارک بھی رکھا گیا پھر اس کے سر پر جو بیتی وہ سننے کے لائق ہے امام ترمذی اپنی جامع میں فرماتے ہیں۔

عن عمارة بن عمير قال لما جيء برأس عبيد الله بن زياد واصحابه نضدت في المسجد في الرحبة فانتهيت اليهم وهم يقولون قد جاءت قد جاءت فاذا حية قد جاءت تخلل الرؤس حتى دخلت في منخري عبيد الله بن زياد فمكثت هنية ثم خرجت فذهبت حتى تغيبت ثم قالوا

عمارہ بن عمیر کا بیان ہے کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لاکر چوک کی مسجد میں بالترتیب رکھے گئے تو میں بھی وہاں پہنچا اس وقت لوگوں کی زبان پر تھا وہ آیا' وہ آیا دیکھا تو ایک سانپ سروں میں سے گھستا ہوا ابن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہوا پھر ذرا دیر رہ کر غائب ہو گیا اب پھر لوگوں نے کہنا شروع کیا وہ آیا وہ آیا غرض اس سانپ

قد جاءت قد جاءت ففعلت ذالک
مرتین او ثلاثا هذا حدیث حسن
صحیح (ج ۲ ص ۲۱۹)

نے دو تین بار ایسا ہی کیا۔

یزید کا دنیا سے ناکام ونامراد جانا

وقد اخطاء یزید خطاء فاحشا فی قوله لمسلم بن عقبة ان یبیح المدینة ثلاثة ایام وهذا خطا کبیر فاحش مع ما انضم الی ذالک من قتل خلق من الصحابة وابناءهم وقد تقدم انه قتل الحسین واصحابه علی یدی عبید الله بن زیاد وقد وقع فی هذه الثلاثة ایام من المفاسد العظیمة فی المدینة النبویة مالا یحد ولا یوصف مما لا یعلمه الا الله عزوجل وقد اراد بارسال مسلم بن عقبة توطید سلطانه وملکه و دوام ایامه من غیر منازع فعاقبه الله بنقیض قصده وحال

اور یزید کا جو حشر ہوا وہ حافظ ابن کثیر کے الفاظ میں یہ ہے۔

یزید نے مسلم بن عقبہ کو یہ کہکر کہ وہ تین دن تک مدینہ نبوی میں قتل و غارتگری جاری رکھے بڑی خطا فاحش کی یہ بڑی سخت اور فحش غلطی ہے اور اس کے ساتھ صحابہ اور صحابہ زادوں کی ایک خلقت کا قتل عام اور شامل ہو گیا اور سابق میں گذر چکا کہ حضرت حسین اور ان کے اصحاب عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھوں قتل کر ڈالے گئے مدینہ منورہ میں ان تین دنوں میں وہ وہ مفاسد عظیمہ واقع ہوئے کہ جو حد وحساب سے باہر ہیں اور بیان کیے ہی نہیں جا سکتے بس اللہ عزوجل ہی کو ان کا علم ہے یزید نے تو مسلم بن عقبہ کو بھیج کر یہ چاہا تھا کہ اس کی سلطنت و اقتدار کی جڑیں مضبوط ہوں اور اس کے ایام حکمرانی کو بلا نزاع دوام حاصل ہو مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف مراد اس

Marfat.com

بینه وبین ما یشتهیه فقصمه اللہ قاصم الجبابرۃ و اخذہ اخذ عزیز مقتدر " وکذالک اخذ ربک اذا اخذ القرٰی وھی ظالمۃ ان اخذہ الیم شدید (ج ۸ ص ۲۲۲)

کو سزا دی اور اس کے اور اس کی خواہش کے درمیان آڑے آ گیا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے جو سب ظالموں کی کمر توڑ دیتا ہے اس کی بھی کمر توڑ کر رکھدی اور اسے اسی طرح دھر پکڑا جس طرح کہ غالب اور با اقتدار پکڑا کرتا ہے بستیوں کو اور وہ ظلم کرنے ہوتے ہیں بے شک اس کی پکڑ دردناک ہے شدت کی"

اس کی نسل کا منقطع ہو جانا

اور خواجہ محمد پارسا محدث نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فصل الخطاب میں فرماتے ہیں۔

روز طف باقی نماند از اولاد وے مگر زین العابدینؒ پس حق تعالیٰ از صلب وے آنقدر کرخواست از اہل بیت نبوت بیرون آورد و در شرق و غرب منتشر گردانید چنانچہ ہیچ ناحیہ و ہیچ شہرے از وجود شان خالی نیست و نباشد و از یزید و اخلافش یک تن نگذاشت کہ خانہ آباد ان کند و آتش افروزد و اللہ تعالیٰ راست ترین گویندگان است بر حبیب خود کہ فرمود اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۔ (ملاحظہ ہو

کربلا کے دن حضرت حسین رضؓ کی اولاد نرینہ میں بجز حضرت زین العابدینؒ کے کوئی مرد باقی نہ بچا پھر حق تعالیٰ نے آپکی پشت سے خاندان نبوت کے جتنے افراد کو بھی پیدا کرنا چاہا پیدا فرمایا اور ان کو مشرق و مغرب میں پھیلا دیا چنانچہ کوئی نواح اور کوئی شہر ایسا نہیں کہ جو ان حضرات کے وجود سے خالی ہو اور نہ کبھی خالی ہوگا اور یزید اور اسکی نسل سے ایک شخص کو بھی تو باقی نہ چھوڑا کہ جو گھر کو آباد رکھتے اور اس میں دیا جلا سکے (نہ کوئی نام لیوا رہا نہ پانی دیوا) اور اللہ تعالیٰ سب سے سچا ہے

Marfat.com

الفرع النامی من الاصل السامی از نواب صدیق حسن خان (ص ۵، طبع نظامی کانپور)

• کہ جس نے اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمادیا تھا کہ بے شک جو دشمن ہے تیرا وہی رہ گیا دم کٹا۔

یہ صحیح نہیں کہ اخیر وقت میں حضرت حسین یزید کی بیعت پر راضی ہو گئے تھے

اور ہمارے نزدیک یہ بات بھی محل نظر ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اخیر وقت میں عمر بن سعد کے سامنے جو تین شرطیں رکھیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ مجھے دمشق بھیجدیا جائے تاکہ میں اپنے ابن عم (چچازاد بھائی امیر یزید) کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر معاملہ اس طرح طے کرلوں جس طرح میرے بھائی حسن نے امیر معاویہ کے ساتھ کیا تھا۔ سائل نے "فاضع یدی فی یدہ" کے الفاظ تو نقل کیئے لیکن بقیہ الفاظ تاریخ کی کس کتاب میں منقول ہیں۔

اس پر روایت کے اعتبار سے تفصیلی بحث

یہاں سب سے پہلے غور طلب بات یہ ہے کہ کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی کے کسی دور میں بھی یزید کی خلافت منعقد ہونے پر اپنی رضامندی ظاہر کی ہے؟

سب سے پہلے جب یزید کی ولیعہدی کی تقریب عمل میں آئی تو کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اسکی ولی عہدی کی بیعت کی اور اسکو درست بتایا پھر جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر یزید کے عامل مدینہ ولید بن عتبہ نے آپ سے بیعت کا مطالبہ کیا تو کیا آپ نے اس مطالبہ کو منظور فرمایا؟ کیا آپ نے مدینہ طیبہ کو صرف اسی بنا پر خیرباد نہیں کہا کہ یزید کے مقرر کردہ عامل مدینہ کی طرف سے اس سلسلہ میں آپ پر ناجائز دباؤ ڈالا جا رہا تھا؟ کیا آپ اسی وجہ سے وہاں سے چل کر حرم مکہ میں نہیں آ گئے تھے؟ حرم مکہ میں بھی آپ نے یزید کی بیعت پر کبھی ایک لمحے کے لیئے بھی اظہار رضامندی کیا تھا؟ پھر اخیر وقت میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کی بیعت پر

Marfat.com

کس طرح راضی ہو سکتے تھے جبکہ وہ اس بیعت کو بیعت ضلالت بھی سمجھتے تھے چنانچہ حافظ ابن حزم ظاہری "الفصل فی الملل والاھواء والنحل" میں رقمطراز ہیں۔

اذ رأی انھا بیعۃ ضلالۃ (ج ۴ ص ۱۰۵) حضرت کی رائے یہ تھی کہ اس کی بیعت بیعت ضلالت ہے۔

آپ کا اخیر خطبہ جو آپ نے میدان کربلا میں دیا آپ کے موقف کو صاف بتا رہا ہے یہ خطبہ احیاء العلوم امام غزالی کے حوالہ سے نقل کیا جا چکا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا وہ خط بھی پڑھ لیجئے جو آپ نے یزید کے نام لکھا تھا اور جو سابق میں تاریخ الکامل ابن اثیر کے حوالہ سے ہم نقل کر چکے ہیں ان میں کہیں یہ ذکر نہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ اپنے موقف سے رجوع کر کے یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے راضی ہو گئے تھے حالانکہ یہ دونوں مواقع ایسے تھے کہ جہاں ایسی اہم بات کا ذکر ضروری تھا پھر یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے رفقاء یا حضرات انصار مدینہ میں سے کسی ایک فرد نے بھی جب سے وہ یزید کے خلاف کھڑے ہوئے کبھی اپنے موقف سے رجوع کیا جو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے۔ حضرت تو عزم و ہمت اور عزیمت کے اعتبار سے ان سب حضرات سے برتر اور بڑھ کر تھے۔ اور کمالات و فضائل کے اعتبار سے اپنے تمام معاصرین میں اس وقت کوئی ان کا ہمسر نہ تھا وہ بھلا کس طرح اپنے صحیح موقف سے رجوع فرما سکتے تھے وجہ یہ ہے کہ ان حضرات صحابہ و تابعین کے نزدیک یزید کی شخصیت ناپسندیدہ تھی چنانچہ حافظ ابن حزم اندلسی لکھتے ہیں۔

انما انکر من انکر من الصحابۃ	صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے
رضی اللہ عنہم ومن التابعین	جن حضرات نے بھی یزید بن معاویہ، ولید
بیعۃ یزید بن معاویۃ	اور سلیمان کی بیعت سے انکار فرمایا
والولید وسلیمان لانھم کانوا	وہ صرف اس بنا پر تھا کہ یہ ناپسندیدہ

Marfat.com

غیر مرضیین الفصل ج ۴ ص ۱۶۹ شخصیتیں تھیں
طبع مصر ۱۳۲۱ھ

نتیجہ ظاہر ہے کہ یزید نے اپنی حرکات سے توبہ کی، نہ ان حضرات میں سے کسی نے اس سے بیعت کا ارادہ فرمایا، بہرحال اگر اہل سنت کی کتابوں میں یہ روایت حاضرین واقعہ سے بسند صحیح مذکور ہو تو ضرور پیش کی جائے ہم بصد شکریہ اس تحقیق کو قبول کریں گے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا شمار نجبار صحابہ میں ہے

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس اعلیٰ طبقے میں ہے جن کو حق تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے "نجباء" (خاص برگزیدہ اصحاب) اور "رقباء" (جو آپ کے احوال کے نگران ہوں) میں داخل فرمایا ہے چنانچہ جامع ترمذی میں۔

عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم أن لکل نبی سبعة نجباء رقباء واعطیت انا اربعة عشرة قلنا من هم؟ قال أنا وابنای وجعفر وحمزة وابوبکر وعمر ومصعب ابن عمیر وبلال وسلمان وعمار وعبد الله ابن مسعود وابوذر والمقداد رواه الترمذی (مشکاة ص ۵۸۰ ج ۲)	حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے سات نجباء اور رقباء ہوئے ہیں اور مجھے حق تعالیٰ نے چودہ عنایت فرمائے ہیں ہم نے عرض کیا یہ کون کون حضرات ہیں آپ نے فرمایا میں یعنی حضرت علی اور میرے دونوں بیٹے (حسن و حسین) جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، عبد اللہ بن مسعود، ابوذر، اور مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

"نجیب" کے معنی برگزیدہ اور "رقیب" کے معنی نگران احوال کے ہیں، شیخ اجل عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ "اشعۃ اللمعات" میں اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ازیں معلوم میشود کہ دریں چہاردہ نجیب نجابت درقابت خصوصیتے است کہ در دیگراں نیست

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان چودہ کے چودہ بزرگوں کو نجابت درقابت کے اعتبار سے وہ امتیاز و خصوصیت حاصل ہے جو اوروں کو نہیں ہے۔

اہل سُنّت کا اس پر اتفاق ہے کہ علی و حسین اپنی تمام جنگوں میں حق پر تھے

اب غور فرمائیے کہ جو حضرات شرف نجابت سے ممتاز ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حالات کے نگراں ہوں ان کے مزاج شناس بن تہ ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے ظاہر ہے کہ ان حضرات کا جو اقدام بھی ایسے مراتب پر ہوگا وہ جادہ شریعت سے ذرا بھی ادھر اُدھر نہیں ہو سکتا اس لیئے حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے اپنے وقت میں مخالفین کے ساتھ جنگ وصلح کا جو اقدام بھی کیا وہ امت کے عین مفاد میں تھا اور تمام اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنی تمام جنگوں میں حق پر تھے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اقدام یزید کے خلاف بالکل صحیح تھا چنانچہ علامہ عبدالحی بن العماد حنبلی "شذرات الذہب" میں لکھتے ہیں۔

والعلماء مجمعون علی تصویب قتال علی لمخالفیہ لانہ الامام الحق ونقل الاتفاق ایضاً علی تحسین خروج الحسین علی یزید وخروج ابن الزبیر واھل الحرمین علی بنی امیہ وخروج ابن الاشعث ومن معہ من کبار التابعین وخیار

اور علما کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مخالفین سے قتال کرنے میں حق پر تھے کیونکہ آپ خلیفہ برحق تھے نیز اس پر بھی اتفاق منقول ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خروج یزید کے خلاف اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اہل حرمین کا بنی امیہ کے خلاف اور ابن الاشعث

المسلمين على الحجاج ثم الجمهور رائ جواز الخروج على من كان مثل يزيد والحجاج ومنهم من جوز الخروج على كل ظالم (ج ۱ ص ۶۸ طبع مصر ۱۳۵۰ھ)

اور ان کے ساتھ کبار تابعین اور بزرگان مسلمین کا خروج حجاج کے خلاف مستحسن تھا پھر جمہور علما کی رائے یہ ہے کہ یزید اور حجاج جیسے ظالم اور فاسق حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا جائز ہے اور بعض حضرات کا مذہب تو یہ ہے کہ ہر ظالم کے خلاف خروج کیا جا سکتا ہے

حسین اگر یزید کی بیعت پر راضی تھے تو پھر بیعت کیوں نہ کی؟

یہاں یہ امر بھی غور طلب ہے کہ اگر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کی بیعت پر آخر وقت میں راضی ہو گئے تھے تو پھر ان کو عمر بن سعد یا عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھ پر یزید کی بیعت کر لینے سے آخر کونسا امر مانع تھا کیا وہ بھی (العوذ باللہ) جب جاہ میں گرفتار تھے کہ صرف بادشاہ وقت ہی کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اس کے عمّال کے ہاتھ پر بیعت کرنا ان کی کسرِ شان ہے اسی طرح ایسی صورت میں خود یزید ہی عمّال کو انہیں دمشق پہنچانے میں آخر کیا عذر تھا؟ اور جب یہ اطاعت کے لیے تیار تھے تو پھر انہیں ناحق قتل کرنے سے کیا فائدہ تھا۔؟

اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بیعت پر آمادہ تھے مگر عبید اللہ بن زیاد نے زبردستی آپ کو قتل کر دیا تو سوال یہ ہے کہ عبید اللہ بن زیاد اور عمر بن سعد کو آخر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی کونسی ذاتی عداوت تھی جس نے ان لوگوں کو آپ کے قتل پر مجبور کیا تھا؟

اور اگر یہ لوگ اس قدر خود سر تھے کہ باوجود اس کے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کی بیعت پر آمادہ تھے مگر پھر بھی وہ ان کے قتل سے باز نہ آئے تو یزید کیا

برائے نام خلیفہ تھا کہ جو عضو معطل بنا بیٹھا تھا اور جو کچھ کرتے تھے اس کے عمال بداعمال ہی کرتے تھے۔ اور اگر واقعی یزید با اقتدار خلیفہ تھا اور اس کے منشا کے بغیر شہدائے کربلا کو قتل کیا گیا تو پھر اس نے اس بارے میں اپنے عمال سے باز پرس کیوں نہ کی؟

اتنی بحث درایت کے اعتبار سے اس روایت کے ناقابل قبول ہونے کے لئے کافی ہے جو مستفتی نے نقل کی ہے کہ "ناضع یدی فی یدہ" اور یہ کسی قابل وثوق سند سے ثابت بھی نہیں ہے

مزید یہ کہ اس کے برخلاف عقبہ بن سمعان کی صاف تصریح کتب تواریخ میں موجود ہے چنانچہ حافظ عزالدین ابن الاثیر جزری اپنی تاریخ الکامل میں فرماتے ہیں۔

وقد روی عن عقبۃ بن سمعان انہ قال صحبت الحسین من المدینۃ إلی مکۃ ومن مکۃ الی العراق، ولم افارقہ حتی قتل وسمعت جمیع مخاطبتہ الناس إلی یوم مقتلہ فواللہ ما اعطاھم ما یتذاکرہ الناس من انہ یضع یدہ فی ید یزید

(ج ۴ ص ۲۲، طبع مصر)

اور بلاشبہ عقبہ بن سمعان سے مروی ہے کہ انہوں نے بیان کیا میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ سے مکہ اور مکہ سے عراق تک برابر ساتھ رہا اور ان کی شہادت کے وقت تک ان سے کہیں جدا نہ ہوا۔ میں نے یوم شہادت تک آپ کی وہ تمام گفتگو میں سنی ہیں جو آپ نے لوگوں سے فرمائی ہیں۔ سو بخدا یہ بات آپ نے لوگوں کے سامنے رکھی ہی نہیں جس کا لوگ ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے ان کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ وہ یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدیں گے اور اس سے بیعت کرلیں گے۔

یہ عقبہ بن سمعان حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ رباب کے غلام تھے

Marfat.com

عمر بن سعد نے غلام ہونے کے باعث ان کو زندہ چھوڑ دیا تھا [1]

خضری کی تحقیق

"محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ" کے مصنف محمد خضری کی تحقیق بھی یہی ہے وہ لکھتے ہیں

ولیس بصحیح انه عرض علیهم ان یضع یده فی ید یزید فلم یقبلوا منه تلك العودة وعرضوا علیه ان ینزل علی حکم ابن زیاد ج ۲ ص: ۱۲۸ طبع مصر

یہ بات صحیح نہیں ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزیدی لشکر کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ وہ بیعت کے لئے یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کے لیے تیار ہیں مگر ان لوگوں نے آپ کی یہ پیشکش قبول نہ کی اور آپ کے سامنے یہ بات رکھی کہ ابن زیاد کے فیصلہ پر سر تسلیم خم کریں

غرض یہ دعویٰ کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخیر وقت میں یزید کی بیعت پر راضی ہو گئے تھے۔ نہ درایت کے اعتبار سے صحیح ہے نہ روایت کے اعتبار سے۔ اور جو اس امر کی صحت کا مدعی ہو۔ اس کو چاہیے کہ وہ اس بارے میں صحیح سند کے ساتھ کوئی روایت پیش کرے تاکہ اس کا مدعا ثابت ہو

---

[1] ملاحظہ ہو الکامل (ج ۳ ص، ۳۳)

Marfat.com

بارھواں شبہ

یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خروج بغاوت نہیں بلکہ ایک اجتہادی سیاسی خطاء تھی جس کا اصل سبب صرف سبائی کوفیوں کے جھوٹے دعادی پر اعتماد تھا۔

اس شبہ کا جواب

یہ شبہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ کہنے لگے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلوائیوں کے خلاف کوئی اقدام نہ کرکے سیاسی غلطی کی تھی اور یہ خطاء آپ کی اجتہادی تھی بہرحال بغاوت ہو یا" اجتہادی سیاسی خطاء جب بقول مستفتی حضرت نے اپنے پہلے موقف سے رجوع فرما لیا تھا تو اب ان کو شہید کرنے کا کیا جواز تھا؟ اور خیر حضرت کو تو خاک بدہن گستاخ بقول مستفتی شریر النفس لوگوں نے امیر یزید کے خلاف خروج پر آمادہ کیا تھا اور اس کا سبب صرف سبائی کوفیوں کی دھوکہ دہی اور ان کے جھوٹے دعادی پر اعتماد تھا" مگر ان ناصبی قاتلان حسین کو خاندان نبوت کا چراغ گل کرنے کے لئے کس شیطان نے کہا تھا اور انہوں نے اپنا دین وایمان کس خبیث کے کہنے میں آکر برباد کیا؟ اس پر مستفتی نے کچھ روشنی نہ ڈالی۔

سبائی کون تھے

اور یہ ابیح بھی خوب ہے کہ" اس کا اصل سبب صرف سبائی کوفیوں کی دھوکہ دہی ہے سبائیوں کو تو خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زندہ جلا یا تھا۔
صحیح بخاری میں آتا ہے کہ۔

Marfat.com

اتی علی رضی اللہ عنہ بزنادقۃ فاحرقھم
(ج ۳ ص ۱۰۲۳)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کچھ زنادقہ لائے گئے آپ نے ان کو نذر آتش کر دیا۔

"یہ زنادقہ کون تھے ان کے بارے میں علامہ محمد بن یوسف کرمانی رحمہ اللہ "الکوکب الدراری شرح بخاری" میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام ابو المظفر الاسفرائنی کی کتاب "التبصرہ" سے ناقل ہیں

هم طائفة من الروافض تدعى السبائية ادعوا ان عليا اله وكان رئيسهم عبد الله ابن سبا وكان اصله يهوديا
(ج ۲۲ ص ۵ طبع مصر)

یہ روافض کا وہ گروہ تھا جس کو سبائی کہا جاتا ہے۔ ان کا دعوی تھا کہ حضرت علی خدا ہیں ان کا سربراہ عبداللہ ابن سبا تھا جو اصل میں یہودی تھا۔

اور حافظ ابن حجر عسقلانی "لسان المیزان" میں لکھتے ہیں۔

واخبار عبد الله بن سبا شهيرة في التواريخ وليست له رواية ولله الحمد وله اتباع يقال لهم السبائية يعتقدون الهية علي بن ابي طالب وقد احرقهم علي بالنار في خلافته
(ج ۳ ص ۲۸۹، ۲۹۰)

عبداللہ بن سبا کے واقعات تو تاریخ میں مشہور ہیں بحمد اللہ اس سے کوئی روایت نہیں ہے اس کے متبعین کو سبائیہ کہا جاتا ہے یہ لوگ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی الوہیت کے قائل تھے ان کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زندہ جلا دیا تھا۔

اب ذرا غور فرمائیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سبائیوں کے

Marfat.com

ساتھ جو عبرت انگیز معاملہ کیا وہ سب کچھ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں کے سامنے ہوا پھر یہ کیسی لغو بات ہے کہ یہ سب کچھ دیکھنے اور جاننے کے بعد بھی اِن سے دھوکہ کھانے کے لیئے خود حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہی کو تجویز کیا ہے اس سے زیادہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اور کیا غلط بیانی ہو سکتی ہے ناصبی اور رافضی دونوں کا شمار خلق خدا میں بدترین جھوٹ بولنے والوں میں ہے۔

یہ اِفترا ہے کہ کوفی سبائیوں نے لڑائی میں پہل کر کے صُلح نہ ہونے دی

اور یہ قطعاً افترا ہے کہ یہ "کوفی سبائیوں کی محض سوچی سمجھی اسکیم تھی کہ لڑائی میں پہل کر کے صلح کو پورا نہ ہونے دیا جائے" جنگ میں پہل کرنے والے ناصبی تھے سبائی نہیں۔ مستفتی نے ابن زیاد اور ابن سعد کے سبائی ہونے پر کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ ہاں اس دور کے ناصبی ملحدوں نے ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت اب یہ جھوٹا، من گھڑت افسانہ تیار کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نہ صرف یزید کی بیعت پر بالکل تیار ہو گئے تھے بلکہ اس سے بیعت کرنے کے لیئے دمشق کی طرف بھی چل پڑے تھے اور عمر بن سعدؔ حر بن یزید اور شمر ذی الجوشن اپنی اپنی سپاہ کے ساتھ قافلہ حسینی کی نگرانی کے لیئے ان کے ساتھ تھے جو مخدرات حرم کے احترام کی وجہ سے قافلہ سے پیچھے رہتے تھے کہ اسی اثنا میں ان ساٹھ کوفیوں نے جو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ساتھ مکہ سے کربلا تک ساتھ رہے تھے ایک روز عصر کی نماز کے بعد موقع پا کر جھٹپٹے کے وقت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے کیمپ پر حملہ کر کے ان کو مع ان کے رفقاء کے اچانک شہید کر ڈالا اور پھر شمر اور عمر بن سعد کے

Marfat.com

دستۂ فوج نے ان قاتلوں کو پکڑ پکڑ کر قتل کر دیا" یہ وہ فسانہ ہے جو "مجلس عثمان غنی رضؓ" کے اراکین نے اپنے دِل سے گڑھ کر "داستانِ کربلا" اور "حادثۂ کربلا" نامی دو کتابچوں میں لکھ کر شائع کیا ہے اور پھر ان کو بار بار طبع کرا کر ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کیا ہے حالانکہ یہ وہ جھوٹ ہے جس کا ذکر صحیح تو درکنار کسی جھوٹی اور موضوع روایت میں بھی موجود نہیں، اس سے پہلے محمود احمد عباسی نے اس سلسلہ میں یہ داستان لکھی تھی کہ حضرت حسین رضؓ اور عمر بن سعد کے درمیان صلح کی گفتگو جاری تھی اور معاملہ باہمی طے ہونے کو تھا کہ جب مزید احتیاط کی غرض سے قافلۂ حسینی سے ہتھیار لینے کا مطالبہ کیا گیا تو ان کوفیوں نے اور مسلم بن عقیل کی اولاد نے اچانک عمر بن سعد کی فوج پر قاتلانہ حملہ کر دیا جس کی بنا پر عمر بن سعد کی فوج کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور ان کے ساتھیوں کو قتل کرنا پڑا" یہ دونوں باتیں محض جھوٹ اور من گھڑت ہیں۔ خدا تعالیٰ ان جھوٹوں کا منہ کالا کرے اس جھوٹ کی تفصیل معلوم کرنا ہو تو ہمارے رسالہ "شہدائے کربلا پر افتراء" کا مطالعہ کرنا چاہیئے

صحابہ کی جماعت حضرت حسین کے موقف کی حامی تھی

اور یہ کہنا کہ "کسی صحابی نے اس خروج میں آپ کا ساتھ نہ دیا حالانکہ اس وقت خاصی تعداد صحابہ کرام رضؓ کی موجود تھی بالکل غلط ہے صحابہ کرام رضؓ کی جو تھوڑی سی بہت تعداد اس وقت باقی رہ گئی تھی وہ آپ کے موقف کی حامی تھی چنانچہ حافظ ذہبیؒ سیر اعلام النبلاء میں جہاں یہ لکھتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرزدق شاعر کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصرت کے لئے

Marfat.com

ترغیب دے کر روانہ کیا تھا۔ وہاں ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں۔

قلت: هذا يدل على تصويب عبدالله ابن عمرو للحسين في مسيره وهو رأي ابن الزبير وجماعة من الصحابة شهدوا الحرّة۔

(ج۳ ص۱۹۷ مطبوعہ مصر)

میں (ذہبی) کہتا ہوں کہ یہ واقعہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے کوفہ کی مہم پر جانے کو صحیح سمجھتے تھے اور یہی رائے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور صحابہ کرام رضؓ کی ایک جماعت کی تھی جو واقعہ حرّہ میں شریک ہوئے۔

علامہ ابن حزم ظاہری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تصریحات اس بارے میں آپ کی نظر سے گزر چکی ہیں اور حافظ ابن کثیر رح "البدایہ والنہایہ" میں لکھتے ہیں۔

بل الناس انما ميلهم إلى الحسين لانه السيد الكبير وابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فليس على وجه الارض يومئذ احد يساميه ولا يساويه ولكن الدولة اليزيدية كانت كلها تناديه۔

(ج۸ ص، ۱۵۱)

بلکہ سب لوگوں کا میلان حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی طرف تھا کیونکہ وہ سید کبیر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے اور ان دنوں روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جو ان کے مماثل یا مساوی ہو لیکن یزید کی حکومت سب کی سب آپ کی عداوت پر تلی ہوئی تھی۔

Marfat.com

یہاں "الناس" کا لفظ قابل غور ہے کہ جس میں یزیدی ارکان سلطنت کے علاوہ اس عہد کے سارے ہی حضرات آجاتے ہیں اس لیے یہ شبہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ رافضی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پیش کیا کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ اس وقت صحابہ کرام رضی سے بھرا ہوا تھا مگر کسی ایک صحابی رضی نے بھی اس وقت ان کا ساتھ نہ دیا آخر بہایت بے کسی کی حالت میں عین حرم نبوی میں گھر کے اندر گھس کر ان کو قتل کر ڈالا گیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مکہ معظمہ سے نکلتے وقت یہ کس کو معلوم تھا کہ اسی سفر میں آپ کو منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی راہ میں شہید کر ڈالا جائے گا۔

صحابی رسول کا معرکہ کربلا میں شہید ہونا

پھر بھی حضرت انس بن الحارث رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں آپ ہی کے ساتھ معرکہ کربلا میں شہید ہوئے ہیں۔ چنانچہ امام بخاری "التاریخ الکبیر" میں فرماتے ہیں۔

انس بن الحارث قتل مع الحسین بن علی سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم (قسم ثانی ج ۱ ص ۳۰ طبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

انس بن الحارث یہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ شہید ہوئے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ وسلم سے حدیث سنی ہے۔

احادیث کی رو سے حضرت حسین کے موقف کی صحت

حضرت انس بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اس کا متن یہ ہے۔

ان ابنی یعنی الحسین۔ یقتل

میرا بیٹا حسین مقام کربلا میں قتل کیا

بارض یقال لھا کربلاء فمن شھد منکم ذالک فلینصرہ | جائے گا تم میں سے جو کوئی اس موقع پر موجود ہو اس کی مدد کرے۔

اسی حدیث کی بنا پر یہ صحابی معرکہ کربلا میں آپ کے ساتھ رہے اس روایت کو حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ میں امام بغوی کی معجم الصحابہ" کے حوالے سے بسند نقل کیا ہے (ج ۸ ص ۱۹۹)

اس روایت سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقف کی صحت روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی اور جیسا کہ سابق میں بھی گزرا۔ حضرت علی اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس امت کے "بحبار و رتبا" میں سے تھے اور اس منصب کی ذمہ داری تھی کہ امت میں جب بھی کوئی خرابی پیدا ہو یہ اس کا بروقت تدارک کریں خواہ اس سلسلہ میں جاہ کی قربانی دینی پڑے یا جان کی یا جان و مال دونوں کی اس لیے ان تینوں بزرگوں نے اپنے اپنے وقت میں اصلاح امت کے سلسلہ میں جو بھی قدم اٹھایا وہ عین رضاء الٰہی اور شریعت کے مطابق تھا اور حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ ان ہر سہ حضرات کا جنگ وصلح کے بارے میں جو اقدام بھی ہوگا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا کے عین مطابق ہوگا چنانچہ جامع ترمذی میں ہے۔

عن زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لعلی وفاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۷) | حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات علی وفاطمہ وحسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں فرمایا "جو ان سے لڑے میری ان سے لڑائی ہے اور جو ان سے صلح کرے میری ان سے صلح ہے۔"

Marfat.com

اور سنن ابن ماجہ" میں یہ روایت حضرت زید بن ارقم رضؓ سے باب فضائل الحسن و الحسین ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم" کے تحت ان الفاظ سے مروی ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی وفاطمۃ والحسن والحسین انا سلم لمن سالمتم وحرب لمن حاربتم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی فاطمہ حسن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا جن سے تم صلح کرو میری ان سے صلح ہے اور جن سے تمہاری لڑائی ہو ان سے میری لڑائی ہے۔

جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ کے علاوہ صحیح ابن حبان میں بھی حضرت زید ارقم رضؓ کی یہ روایت موجود ہے[ف] اور مسند احمد میں یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ میں آئی ہے کہ

عن ابی ھریرۃ رضؓ قال نظر النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلی علی والحسن والحسین وفاطمۃ فقال أنا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم (مسند احمد ج ۲ ص ۴۴۲)	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات علی، حسن، حسین و فاطمہ کی طرف دیکھ کر فرمایا "جو تم سے جنگ کرے ان سے میری جنگ ہے اور جو تم سے صلح کرے ان سے میری صلح ہے۔"

اس لیے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اقدام کو خطا کہنا بہت بڑی خطاء ہے۔

اہل بیت سے جنگ کرنا باجماع اُمّت مذموم ہے

اہل بیت سے جنگ کرنا ایسی مذموم حرکت ہے کہ جس کی مذمت پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے۔

ف ملاحظہ ہو موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان" باب فضل اہل البیت"

چنانچہ محدث ملا علی قاری ”مشکوٰۃ کی شرح“ مرقاۃ میں لکھتے ہیں

ففضل أهل البيت وذم من حاربهم امر مجمع عليه عند علماء السنة واكابر أئمة الامة (ج ١١ ص ٣٨٧)

اہل بیت کی فضیلت اور ان سے جنگ کرنے والوں کی مذمت علماء اہل سنت اور اکابر ائمہ امت کے نزدیک متفق علیہ ہے

یزید کے بارے میں اس کے بیٹے کی شہادت

یزید کے بارے میں سب سے بڑی شہادت خود اس کے گھر والوں کی موجود ہے۔ حقیقی بیٹے سے زیادہ باپ کے حالات سے اور کون واقف ہو سکتا ہے اور پھر بیٹا بھی وہ جو نہایت صالح ہو۔ اب دیکھئے معاویہ بن یزید رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے باپ کے بارے میں کیا شہادت دیتے ہیں۔ یزید کے یہ سعادت مند بیٹے جب متولی خلافت ہوئے تو انہوں نے برسر منبر اپنے باپ یزید کے بارے میں جو اظہار خیال کیا وہ یہ ہے۔

تقلد الامر وكان غير اهله ونازع ابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقصف عمره وانبتر عقبه وصار في قبره رهينا بذنوبه ثم بكى وقال ان من اعظم الامور علينا علمنا بسوء مصرعه وبئس منقلبه وقد قتل عترة رسول الله صلى الله عليه وسلم واباح الخمر

میرے باپ نے حکومت سنبھالی تو وہ اس کا اہل ہی نہ تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے سے نزاع کی آخر اس کی عمر گھٹ گئی اور نسل ختم ہو گئی اور پھر وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کی ذمہ داری لیکر دفن ہو گیا یہ کہکر رونے لگے پھر کہنے لگے جو بات ہم پر سب سے زیادہ گراں ہے وہ یہی ہے کہ اس کا برا انجام اور بری عاقبت ہمیں معلوم ہے (اور کیوں نہ ہو جبکہ

Marfat.com

خرب الكعبة ولم اذق حلاوة
الخلافة فلا اتقلد مرارتها
فشانكم امركم والله لئن كانت
الدنيا خيراً فقد نلنا منها حظاً
ولئن كانت شراً فكفى ذرية
ابى سفيان ما اصابوا منها
(الصواعق المحرقۃ ص ۱۳۴ مطبوعہ مصر)

اس نے واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت کو قتل کیا، شراب کو مباح کر دیا، بیت اللہ کو برباد کیا اور میں نے خلافت کی حلاوت ہی نہیں چکھی تو اس کی تلخیوں کو کیوں جھیلوں؟ اس لیے اب تم جانو اور تمہارا کام خدا کی قسم اگر دنیا خیر ہے تو ہم اس کا بڑا حصہ حاصل کر چکے اور اگر شر ہے تو جو کچھ ابوسفیان کی اولاد نے دنیا سے کما لیا وہ کافی ہے۔

یزید کے بارے میں ابن زیاد کی شہادت

اور یزید کے خاص الخاص شریک کار اس کے برادر عمزاد (بشرطیکہ استلحاق زیاد صحیح ہو) عبیداللہ بن زیاد کے الفاظ ملاحظہ ہوں جن کو امام اہل السنہ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بسند ذیل نقل فرمایا ہے

حدثنا ابن حميد قال: حدثنا جرير عن مغيرة قال كتب يزيد الى ابن مرجانة ان اغز ابن الزبير فقال لا اجمعهما للفاسق ابداً أقتل ابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم واغزو البيت

یزید نے ابن مرجانہ (عبیداللہ بن زیاد) کو لکھا کہ "جاکر حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جنگ کرو تو ابن زیاد نے کہا کہ میں اس فاسق (یزید) کی خاطر دونوں برائیاں اپنے نامہ اعمال میں کبھی جمع نہیں کر سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے .

قال وكانت مرجانة امرأة صدق فقالت لعبيد الله حين قتل الحسين عليه السلام ويلك ماذا صنعت وماذا ركبت
(تاریخ طبری ج ۵ ص ۴۸۳-۴۸۴)

کے نواسے کو قتل کر چکا اب خانہ کعبہ پر بھی چڑھائی کر دوں، مغیرہ کا بیان ہے کہ مرجانہ اس کی ماں بھلی عورت تھی جب عبید اللہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا تو اس نے اس سے کہا تھا کہ تجھ پر افسوس تو نے یہ کیا کیا اور کیا کر ڈالا۔

یزید کا فسق اہل سنت کے نزدیک متفق علیہ ہے

اس لیے علمائے اہل سنت والجماعہ میں جو حضرات اکابر یزید علیہ مالیستحقہ پر لعن لعن یا اس کی تکفیر و تفسیق کرتے ہیں وہ بلاوجہ نہیں کرتے۔ یزید کا فسق تمام اہل سنت کے نزدیک متفق علیہ ہے اس بارے میں دو رائے نہیں ہیں۔ اور کسی ناصبی کی بات اس سلسلہ میں در خور اعتنا نہیں البتہ اس کی تکفیر کے بارے میں اہل سنت میں اختلاف ہے امام صدر الاسلام ابو الیسر بزدوی نے کیا خوب لکھا ہے۔

واما يزيد بن معاوية كان ظالماً ولكن هل كان كافراً تكلم الناس فيه لبعضهم كفروه لما حكى عنه من اسباب الكفر ولبعضهم لم يكفروه لانهم قالوا لم يصح منه تلك الاسباب ولا حاجة بأحد الى معرفة حاله فان الله تعالى اغنانا عن ذلك (اصول الدين ص ۹۰ طبع مصر)

رہا یزید بن معاویہ وہ ظالم تھا لیکن آیا کافر بھی تھا یا نہیں اس بارے میں علماء میں گفتگو ہے بعض اس کو کافر بتاتے ہیں کیونکہ اس کے بارے میں وہ باتیں بیان کی جاتی ہیں جو کفر کا سبب بن سکتی ہیں اور بعض اس کی تکفیر نہیں کرتے وہ کہتے ہیں یہ باتیں صحیح نہیں اور کسی کو اس کا حال معلوم کرنے کی ضرورت بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے مستغنی فرما دیا۔

Marfat.com

بہر حال اگرچہ احتیاط اسی میں ہے کہ حتی الوسع اس کی تکفیر سے گریز کیا جائے مگر بہر صورت اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں جس کو علامہ ابن حجر مکی نے "الصواعق المحرقہ" میں بصراحت لکھا ہے کہ

وعلی القول بانہ مسلم فھو فاسق شریر سکیر جائر (ص ۱۳۲)

اور اس کو مسلمان کہنے کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ وہ فاسق تھا شریر تھا نشہ کا متوالا تھا ظالم تھا۔

یزید کی حمایت میں سرگرم ہو کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استخفاف کرنا ان کی شہادت کی اہمیت کو نظر انداز کرنا اور اس کی وقعت گرانا ایسی بیہودہ حرکت ہے کہ اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے

شہادت حسینؓ پر حضور علیہ السلام کا قلق

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبریل علیہ السلام اور ملک القطر (بارش کا فرشتہ) کے ذریعہ اپنی حیات مبارکہ ہی میں ہو چکی تھی جس سے آپ کو سخت رنج واضطراب ہوا تھا اور بعد وفات بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر آپ کے رنج وقلق اور سخت پریشانی واضطراب کا ذکر احادیث میں وارد ہے چنانچہ

عن ام الفضل بنت الحارث انھا دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ انی رائیت حلماً منکرا اللیلۃ

حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں نے

Marfat.com

قال وما هو؟ قالت: انه شديد
قال وما هو؟ قالت رأيت
كأن قطعة من جسدك قطعت
ووضعت في حجري فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم رأيت
خيراً تلد فاطمة ان شاء الله
غلاماً يكون في حجرك فولدت
فاطمة الحسين فكان في حجري
كما قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم فدخلت يوماً
على رسول الله صلى الله عليه وسلم
فوضعته في حجره ثم كانت مني
التفاتة فاذا عينا رسول الله
صلى الله عليه وسلم تهريقان الدموع
قالت فقلت يا نبي الله بابي انت و
امي مالك قال اتاني جبريل عليه
السلام فاخبرني ان امتي ستقتل
ابني هذا فقلت هذا، قال نعم
واتاني بتربة من تربته حمراء

آج رات ایک برا خواب دیکھا ہے آپ نے
فرمایا کیا؟ عرض کیا بہت ہی سخت ہے
بیان سے باہر ہے! آپ نے پھر فرمایا کیا
دیکھا ہے؟ عرض کیا میں نے دیکھا کہ
گویا کہ آپ کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ
کر میری گود میں ڈال دیا گیا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تم نے تو بہت اچھا خواب دیکھا ہے
اللہ تعالیٰ نے چاہا تو فاطمہ کے لڑکا پیدا
ہوگا اور وہ بچہ تمہاری گود میں رہے گا
(چنانچہ ایسا ہی ہوا) حضرت فاطمہ رضی کے یہاں
حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت
ہوئی اور وہ جیسا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے ارشاد فرمایا تھا میری گود میں آگئے
پھر ایک روز میں انکو لیکر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوئی
اور ان کو آپ کی آغوش میں دے دیا اسی اثنا
میں میری توجہ ذرا دیر کے لئے دوسری طرف
ہوئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی چشمان مبارک سے آنسو رواں
تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں

Marfat.com

باپ آپ پر نثار، آپ کو کیا ہو گیا فرمایا
جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے
انہوں نے مجھے بتایا کہ میری امت میرے
اس بیٹے کو عنقریب قتل کردیگی میں نے
عرض کیا، اس کو، فرمایا ہاں! اور مجھے ان کے
مقتل کی سُرخ ریت بھی لاکر دی ہے

واضح رہے کہ حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی اہلیہ محترمہ اور بڑی قدیم الاسلام صحابیہ ہیں صاحب مشکوٰۃ نے "اسماء رجال مشکوٰۃ" میں لکھا ہے کہ حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد یہ مشرف باسلام ہو گئی تھیں

وعن ابن عباس انه قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم فيما يرى النائم ذات يوم بنصف النهار اشعث اغبر بيده قارورة فيها دم فقلت بابي انت وامي ما هذا؟ قال هذا دم الحسين واصحابه ولم ازل التقطه منذ اليوم فاحصي ذالك الوقت فاجد قتل ذالك الوقت رواهما البيهقي في دلائل النبوة واحمد (الاخير امشکوٰۃ ص ۵۷۲ ج ۲)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک روز دوپہر کے وقت خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ بال بکھرے ہوئے ہیں چہرہ مبارک غبار آلود ہے اور آپ کے دست مبارک میں ایک شیشہ کی بوتل ہے جس میں خون بھرا ہوا ہے میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیا حالت ہے؟ یہ بوتل کیسی ہے، فرمایا یہ حسین اور ان کے رفقا کا خون ہے جس کو آج دن نکلے سے سمیٹ رہا ہوں ابن عباس رضی کا بیان ہے کہ اس وقت کو میں حساب لگاتا ہوں تو یہ

Marfat.com

یہ وہی وقت تھا جس وقت ان کو شہید کیا تھا ام الفضل اور ابن عباس دونوں کی روایتوں کو بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے اور امام احمد نے اپنی مسند میں اخیر کی روایت نقل کی ہے۔

وعن سلمی قالت دخلت علی ام سلمة وهی تبکی فقلت ما یبکیك؟ قالت رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم تعنی فی المنام وعلی رأسه ولحیته التراب، فقلت مالك یا رسول الله؟ قال شهدت قتل الحسین آنفا۔ رواه الترمذی و قال هذا حدیث غریب
مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۷۰۔

اور حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھا وہ رو رہی تھیں میں نے عرض کیا آپ کیوں روتی ہیں۔ فرمانے لگیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اس حالت میں دیکھا ہے کہ آپ کی ریش اور سر مبارک پر خاک پڑی ہوئی تھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کیا ہو گیا فرمایا ابھی ابھی حسین کو قتل ہوتے دیکھا ہے اس روایت کو امام ترمذی نے اپنی جامع میں نقل کیا ہے۔

اب غور فرمائیں کہ احادیث کیا بتاتی ہیں مگر یہ ناصبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شماتت پر خوش اور مسرور ہیں اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طنز وطعن اور ان کا استخفاف ان کا شیوہ ہے۔

Marfat.com

شہادتِ حسینؓ کے بارے میں ابنِ تیمیہؒ کا بیان

والحسین رضی اللہ عنہ اکرمہ اللہ تعالیٰ بالشہادۃ فی ہذا الیوم واہان بذلک من قتلہ او اعان علی قتلہ او رضی بقتلہ ولہ اسوۃ حسنۃ بمن سبقہ من الشہداء فانہ واخوہ سید شباب اھل الجنۃ وکان قد تربیا فی عز الاسلام لم ینالا من الھجرۃ والجہاد والصبر علی الاذی فی اللہ ما نالہ اھل بیتہ فاکرمہما اللہ تعالیٰ بالشہادۃ تکمیلا لکرامتہما ورفعا لدرجاتہما وقتلہ مصیبۃ عظیمۃ۔

(مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۴ ص ۵۱۱ مطبوعہ ریاض ۱۳۸۱ھ)

حافظ ابن تیمیہؒ نے خوب لکھا ہے کہ

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق تعالیٰ نے اس دن شہادت سے معزز ومکرم فرمایا اور اس لیے جس نے بھی ان کو قتل کیا یا ان کے قتل میں اعانت کی یا ان کے قتل سے راضی ہوا اس کی اہانت فرمائی حضرت تو اگلے شہدا کا اچھا نمونہ تھے کیونکہ بلاشبہ حضرت حسین اور ان کے بھائی حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں جوانانِ جنت کے سردار ہیں ان دونوں حضرات کی نشوونما چونکہ اس عہد میں ہوئی تھی جبکہ اسلام کا غلبہ تھا اس لیے دوسرے بزرگانِ اہل بیت کی طرح ان دونوں کو ہجرت جہاد اور راہِ خدا میں اذیت پر صبر کا وہ موقع نہ مل سکا جو ان کو ملا تھا لہذا حق تعالیٰ نے ان دونوں حضرات کو بھی مرتبہ شہادت پر فائز فرما کر معزز فرمایا تاکہ اللہ کے اعزاز وتکریم کی تکمیل ہو اور ان کے درجات بلند ہو جائیں حضرت حسینؓ

Marfat.com

کی شہادت بڑی عظیم مصیبت ہے۔

حضرت حسین سے حضور علیہ السلام کا محبت کرنا اور خلفاء ثلاثہ کا ان کا احترام کرنا

یہ ناصبی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیا قدر کر سکتے ہیں ان کی قدر تو حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دل سے کوئی پوچھے حافظ ابن کثیر رح البدایہ والنہایہ میں فرماتے ہیں۔

وقد ادرک الحسین من حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم خمس سنین او نحوها وروی عنہ احادیث ...... وسنذکر ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکرمهما بہ وما کان یظهر محبتهما والحنو علیهما والمقصود ان الحسین عاصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصحبہ الی ان توفی وهو عنہ راض ولکنہ کان صغیراً ثم کان الصدیق یکرمہ ویعظمہ وکذالک عمر وعثمان وصحب اباہ وروی عنہ وکان معہ فی مغازیہ کلها فی الجمل وصفین وکان

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے پانچ سال یا اس کے لگ بھگ پائے اور آپ سے حدیثیں روایت کیں اور ہم عنقریب ذکر کریں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں بھائیوں کی کس طرح عزت افزائی فرمایا کرتے تھے اور ان دونوں کے بارے میں کس قدر محبت و شفقت کا اظہار فرماتے تھے اور مقصود تو یہ بتانا ہے کہ حضرت حسین رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک پایا تھا اور وفات نبوی تک آپ کی صحبت اٹھائی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس جہان فانی سے رحلت فرمائی تو اس وقت آپ حضرت حسین رض سے خوش ہو کر گئے تھے لیکن یہ ابھی کمسن تھے پھر حضرت

Marfat.com

معظماً موقراً ولم یزل فی طاعۃ ابیہ حتی قتل (ج ۸ ص ۱۵۰)

صدیق اکبرؓ اور اسی طرح حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ان کا اکرام و تعظیم فرماتے رہے حضرت حسینؓ برابر اپنے والد بزرگوار کے ساتھ رہے ان سے حدیثیں بھی روایت کیں اور تمام غزوات حیدری میں جن میں جمل و صفین بھی شامل ہیں حضرت علیؓ کے ساتھ جہاد میں شریک رہے ہیں یہ ہر زمانے میں معظم و موقر تھے اور برابر اپنے والد ماجد کی اطاعت میں سرگرم رہے تا آنکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے شہادت پائی۔

اس لیے یزید کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں وقعت دینا حد درجہ گستاخی و خیرہ چشمی ہے۔ اور اپنے ایمان کو برباد کرنا ہے اللہ تعالیٰ اہل سنت کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین

یاد رہے یزید کی مذمت میں بکثرت حدیثیں وارد ہیں بعض میں صراحت کے ساتھ اس کا نام لیکر مذمت آئی ہے اور بعض میں اس کے عہد نحوست مہد کی نشاندہی کی گئی ہے اور بعض میں اس کی حرکات شنیعہ پر نکیر ہے اور بعض میں اس کے افعال قبیحہ پر لعنت کی تصریح ہے ان میں سے بعض حدیثوں کا ذکر سابق میں ہو بھی چکا ہے۔ ان احادیث کی تفصیل ہم ان شاء اللہ مستقل رسالہ میں قلم بند کریں گے واللہ الموفق

مفتی محمد شفیع صاحب کی طرف فتوٰی کا انتساب مشکوک ہے

اور یہ جو مستفتی نے لکھا ہے کہ اسی استفتاء کا جواب مذکورہ بالا امور کی تائید میں ۱۲ محرم ۱۳۸۵ھ میں

دارالعلوم کراچی سے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کی ماتحتی میں دیا جا چکا ہے کیا یہ صحیح ہے۔"

تو الحمد للہ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کا دارالعلوم بھی موجود ہے اور وہاں کا دارالافتاء بھی، وہاں سے دریافت کیا جا سکتا ہے ہم تو سمجھتے ہیں کہ ان بازو سوالات مذکورہ کی تائید و تصحیح حضرت مفتی صاحب مرحوم کے قلم سے ہرگز نہیں ہو سکتی حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کا رسالہ "شہید کربلا" کہیں چھپا نہیں چھپا ہوا موجود ہے پڑھکر دیکھ لیجئے اس رسالہ کے مطالعہ سے ان سوالات کی تردید ہوتی ہے یا تائید؟

یزید کے بارے میں مفتی صاحب کے اکابر کی تصریحات

بہرحال مفتی صاحب رح کا انتساب علماء دیوبند کی طرف ہے وہ وطناً تلمذاً مشرباً مسلکاً دیوبندی ہی ہیں اکابر علماء دیوبند جن حضرات علماء کی طرف انتساب میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ ان میں شیخ اجل عبدالحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ان کے خلف ارشد شاہ عبدالعزیز صاحب محدث کی تصریحات یزید کے بارے میں ان اوراق میں ناظرین کی نظر سے گزر چکی ہیں۔

لعن یزید کے بارے میں مجدد الف ثانی کی تصریحات

حضرت مجدد الف ثانی رح شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے معاصر اور شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز کے اکابر میں ہیں۔ یزید کے بارے میں ان کے مکتوبات شریف میں جو کچھ مرقوم ہے وہ یہ ہے۔

یزید بے دولت از زمرہ فسقہ است	یزید بدنصیب فاسقوں کے گروہ میں
توقف در لعنت او بنا بر اصل مقرر	شامل ہے اس پر لعنت کرنے میں توقف

اہل سنت است کہ شخص معین را اگرچہ
کافر باشد تجویز لعنت نکردہ اند مگر آنکہ
بیقین معلوم کنند کہ ختم او بر کفر بودہ کابی
لہب الجہنمی و امرأتہ، نہ آنکہ او شایان
لعنت نیست ان الذین یوذون
اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی
الدنیا والآخرۃ (دفتر اول
مکتوب ۲۵۱ حصہ چہارم
ص ۶۰ طبع مطبع مجددی امرتسر
۱۳۳۹ھ)

اہل سنت کے اس قاعدہ کی بنا پر ہے کہ
کسی شخص معین پر اگرچہ وہ کافر ہی کیوں
نہ ہو لعنت تجویز نہیں کیا کرتے الا یہ کہ
بالیقین یہ معلوم ہو جائے کہ اس شخص کا خاتمہ
کفر پر ہوا ہے جیسا کہ ابولہب جہنمی اور
اس کی بیوی تھی، یزید پر لعنت کرنے سے
توقف کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مستحق لعنت
نہیں ارشاد باری ہے کہ بے شک جو لوگ
اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان
پر اللہ نے دنیا میں بھی لعنت کی اور
آخرت میں بھی۔"

مکتوبات کے ایک دوسرے نسخے میں "از زمرہ فسقہ" کی بجائے "از مردہ فسقہ" کے الفاظ ہیں جس کے معنی ہوئے "یزید سرکش فاسقوں میں سے ہے اور اسی مکتوب میں سائل کے اس جواب میں کہ

اگر او مستحق لعنت است (الخ)
(ص ۵۸)

اگر وہ (جس کے بارے میں سوال کیا جا رہا ہے) مستحق لعنت ہے۔

فرماتے ہیں۔

اگر این سخن در باب یزید می گفت گنجائش
داشت

اگر یہ بات یزید کے بارے میں کہی
جاتی تو اس کی گنجائش تھی۔

اور "دفتر اول" کے مکتوب (۲۶۶) میں فرماتے ہیں۔

این منکر ترین یزید بے دولت

یہ فضیلت شیخین کا منکر یزید بدنصیب کا

Marfat.com

است کہ بواسطہ احتیاط در لعن او توقف
کردہ اند ایذائیکہ بحضرت پیغمبرؐ از
راہِ ایذا خلفائے راشدین او میرسد در
رنگ ایذائے است کہ از راہ ایذائے
امامین بار رسد علیہ وعلیہم الصلوٰۃ و
التسلیمات (حصہ چہارم ص ۱۳۰)

سالکی ہے کہ احتیاط کے خیال سے اس پر
لعنت کرنے سے رکتے ہیں حضرت پیغمبرؐ
کو جو ایذا آپ کے خلفائے راشدین کی ایذا
رسانی کے سبب ہوتی ہے وہ اسی رنگ
کی ایذا ہے کہ جو حضرات امامین حسنین
کی ایذارسانی کی بنا پر آپ کو ہوتی ہے
علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات

بحر العلوم کی تصریح یزید کے بارے میں

اور علامہ بحر العلوم لکھنوی علیہ الرحمہ
فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں رقم
فرماتے ہیں۔

(ویزید ابنہ مع انہ کان
من اخبث الفساق وکان بعیداً
بمراحل من الامامۃ بل الشک
فی ایمانہ خذلہ اللہ تعالیٰ
والشنیعات التی صنعہا معروفۃ
من انواع الخبائث) ج۔۲
ص ۲۲۳ طبع مصر ۱۳۲۴ھ)

اور ان کا بیٹا یزید اگرچہ فاسقوں میں بڑا
اخبث تھا اور منصب خلافت سے بمراحل
(کوسوں) دور تھا بلکہ اس کے تو ایمان
میں بھی شک ہے اللہ تعالیٰ اس کا بھلا
نہ کرے اور جو طرح طرح کی خبیث حرکتیں
اس نے کی ہیں سب جانی پہچانی ہیں

اور حضرت سید احمد صاحب شہید بریلوی ؒ اپنے "مکتوبات" میں فرماتے ہیں

رفیق من از جند حسین بن علی است و
رفیق مخالف من از زمرہ یزید شقی[1]

میرا رفیق حضرت حسین بن علی رضؓ کی سپاہ
میں داخل ہے اور میرے مخالف کا رفیق

---

[1] ملاحظہ ہو مکتوبات سید احمد ص ۲۹، شائع کردہ کتب خانہ رشیدیہ لاہور۔

Marfat.com

یزید نیتعقی کے زمرہ میں

اور پھر آگے چل کر لکھتے ہیں۔

بلاریب شارک ما یا غازی است یا شہید	بلا شبہ ہمارا شریک یا غازی ہے یا شہید
و مقابل ما یان ابوجہل است یا یزید	اور ہمارا مقابل ابوجہل ہے یا یزید

ورق ۱۵۱ الف[1]

ہندوستان کے اکابر علماء جب یزید کا نام لیتے ہیں تو اس کے نام کے ساتھ پلید کا لفظ بڑھا دیتے ہیں۔ یا یوں لکھتے ہیں۔ یزید علیہ ما ہو اہلہ (تیسیر القاری ج ۶ ص: ۲۹۹) یا یزید علیہ ما یستحقہ (تیسیر القاری ج ۲ ص ۱۵۶) اور یزید بن معاویہ علیہ من اللہ ما یستحقہ (مناہج الورس مادہ حر) یعنی یزید کے لیے رحمۃ اللہ علیہ کی بجائے یوں لکھا کرتے ہیں۔ کہ یزید جس معاملہ کا مستحق ہے اس کے ساتھ وہی معاملہ ہو۔[1]

اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کے مرشد اور شیخ مولانا اشرف علی تھانوی کے فتاوی یزید کے بارے میں امداد الفتاوی میں طبع شدہ موجود ہیں ان کو دیکھ لیا جائے وہ یزید کو فاسق ہی بتاتے ہیں۔[2]

غیر مقلد مفتیوں کے فتوی کی تنقیح

مطبوعہ استفتار جو "بشارت مغفرت کے امین حضرت یزید بن معاویہؓ سے متعلق ایک اہم استفتار اور اس کا جواب" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اس میں مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کے فتوی کے بعد غیر مقلدین کے دو مفتیوں کا فتوی بھی یزید کے بارے میں ان الفاظ میں درج ہے۔

---

[1] ان دونوں حوالوں کے بارے میں ہم مولانا سید لعل شاہ بخاری عم فیوضہم کے ممنون ہیں

[2] ملاحظہ ہو امداد الفتاوی ج ۴ ص ۴۶۵

"الجواب - امیر یزید علیہ الرحمۃ کے متعلق علاوہ تاریخی حوالجات کے صحیح بخاری کی حدیث مذکور درسوال بین طور پر یزید کی طہارت اور مغفرت پر دال ہے۔ پس مسلمانوں کو کب لازم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو مغفور فرمائیں اور ہم یزید کو مقہور و مغضوب علیہ قرار دیں - بلکہ حدیث میں آیا ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے - جبکہ اس میں کفر کی وجہ نہ ہو - نتیجہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پیشگوئی میں اس کو مغفور فرمائیں یہ کافر فاسق و فاجر کہنے والا خود اس کا مستحق بن رہا ہے۔ ایسے خیالات و نظریات بابت یزید علیہ الرحمۃ رکھنے والے کے پیچھے نماز کی ممانعت کہاں ؟ واللہ اعلم بالصواب "

مفتیان بالا کی رائے صحیح ہے

ابوالفضل عبدالحنان

۵/۶/۳۱ء

مولانا
محمد یوسف خاں
مفتی پاکستان کراچی
کلکتہ والے

نواب صدیق حسن خاں کا فیصلہ یزید کے بارے میں

"صحیح بخاری" کی حدیث

پر تو تفصیلی بحث گذر چکی، اور ان دونوں مفتیوں کا غیر مقلدین میں جو مقام ہے وہ جانیں، ہندوستان میں نواب صدیق حسن خانصاحب مرحوم سے بڑھ کر اہل حدیث میں کوئی کثیر التصانیف نہیں گزرا - ان کا جو فیصلہ یزید کے بارے میں ہے وہ ہم اُن کی کتاب "لغیۃ الرائد فی شرح العقائد" سے جو "عقائد نسفیہ" کی شرح ہے - پیش کئے دیتے ہیں - اور چونکہ اس کتاب کا تعلق علم عقائد سے ہے اس لئے اہل حدیث حضرات کو یزید کے بارے میں جو عقیدہ رکھنا چاہئے

نواب صاحب اسی کو بیان کر رہے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

وبعضے براہ غلو وافراط درشان وے روند وگویند امارت او باتفاق مسلمانان شد وطاعت وے بر امام حسین رضی اللہ عنہ واجب بود، وبخدا پناہ ازیں قول واعتقاد کہ وے باوجود امام حسین امام وامیر شود، واتفاق مسلمانان کجا است، جمعے از صحابہ واولاد ایشان کہ در زمان آں پلید بودند انکارش کردند واز طاعت او بیروں رفتند۔ وبعضے از اہل مدینہ بعد دریافت حال خلع بیعت کردند،

اور بعض لوگ یزید کے بارے میں غلو وافراط کا راستہ اختیار کر کے کہتے ہیں کہ اس کو تو مسلمانوں نے بالاتفاق امیر بنایا تھا لہٰذا اس کی اطاعت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر واجب تھی۔ اس بات کے زبان سے نکالنے اور اس پر اعتقاد رکھنے سے اللہ کی پناہ کہ وہ امام حسین کے ہوتے ہوئے امام اور امیر ہو اور مسلمانوں کا اتفاق کیسا۔ صحابہ کی ایک جماعت اور ان کی اولاد کہ جو اس پلید کے زمانہ میں تھی ان سب نے اس کا انکار کیا اور اس کی اطاعت سے باہر ہو گئے۔ اور اہل مدینہ کے بعض حضرات کو جب اس کے حال کا پتہ چلا تو انہوں نے اس کی بیعت توڑ ڈالی۔

ووے تارک صلوٰۃ وشارب خمر وزانی وفاسق ومستحل محارم بود۔ وبعضے بروے اطلاق لعن کردہ مثل امام احمد وامثال ایشان، وابن جوزی لعن وے از سلف نقل نمودہ زیرا کہ وے وقت امر بقتل حسین کافر شد وکسے کہ قتل

اور وہ تو تارک صلوٰۃ، شراب خوار، زانی، فاسق اور محرمات کا حلال کرنے والا تھا۔ اور بعض علما جیسے کہ امام احمد اور ان جیسے دوسرے بزرگ ہیں اس پر لعنت کو روا رکھتے ہیں حافظ ابن جوزی نے سلف سے اس پر لعنت کرنے کو نقل کیا ہے کیونکہ جس وقت اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا وہ کافر ہو گیا اور جس نے بھی حضرت ممدوح کو قتل کیا

Marfat.com

وے کرد یا امر بدان نمود بر جواز لعن وے اتفاق کردہ اند تفتازانی گفتہ حق آنست کہ رضائے وے بقتل حسین و استبشار وے بدان و اہانت نمودن اہل بیت متواتر المعنی است اگرچہ تفاصیلش احاد باشد فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہ واعوانہ انتہی وبالجملہ وے مبغوض ترین مردم است نزد اکثر مردم وکارہائے کہ آن بے سعادت درین امت کردہ از دست ہیچ کس ہرگز نیاید۔

یا آپ کے قتل کرنے کا حکم دیا اس پر لعنت کے جواز پر اتفاق ہے۔ علامہ تفتازانی فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ قتل حسین پر یزید کی رضا مندی اور اس پر اس کا خوش ہونا اور اہل بیت نبوی کی اہانت کرنا یہ متواتر المعنی ہے گو اس کی تفصیلات کا ثبوت اخبار احاد سے ہو لہذا ہم اس کے بارے میں تو کیا اس کے ایمان کے بارے میں بھی توقف سے کام نہیں لیتے۔ اللہ تعالی کی اس پر بھی لعنت ہو اور اس بارے میں اس کے اعوان وانصار پر بھی"۔ (تفتازانی کا کلام یہاں ختم ہو گیا) بہرحال وہ اکثر لوگوں کے نزدیک انسانوں میں سب سے زیادہ قابل نفرت ہے اور جو برے کام اس منحوس نے اس امت کے اندر کیے ہیں وہ ہرگز کسی کے ہاتھوں نہیں ہو سکتے۔

بعد قتل امام حسین لشکر بتخریب مدینہ منورہ فرستاد و بقیہ صحابہ وتابعین را امر بقتل کرد وبالحاد در حرم مکہ وقتل عبداللہ بن الزبیر پرداخت وہم درین حالت ناپسندیدہ از دنیا رفتہ دیگر احتمال توبہ ورجوع او کجا

امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کو قتل کرنے کے بعد اس نے مدینہ منورہ کی تخریب کے لئے لشکر بھیجا اور جو صحابہ وتابعین وہاں باقی رہ گئے تھے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا اور پھر حرم مکہ کی عزت کو پامال کرنے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہما کے قتل کرنے کے درپے ہو گیا۔ اور اسی ناپسندیدہ حالت میں دنیا سے چل بسا اب اس کے توبہ کرنے اور باز آنے کا

Marfat.com

است (ص ۶۳ طبع مطبع علوی لکھنؤ ۱۳۰۶ھ)

احتمال ہی کہاں رہا۔

علامہ مقبلی کی رائے یزید کے بارے میں

اور علامہ صالح بن مہدی مقبلی کو کہ یمانی نزیل مکہ جن کے مجتہد ہونے کی قاضی شوکانی نے "البدر الطالع" میں تصریح کی ہے اپنی کتاب "العلم الشامخ فی تفضیل الحق علی الآباء والمشائخ" میں رقمطراز ہیں۔

واعجب من ذلک من یحسن لیزید المؤید[1] الذی فعل بخیار الامۃ ما فعل، وھتک مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقتل الحسین السبط و اھل بیتہ وھتکھم وفعل مالو استمکن من مثل فعلہ عدوھم من النصاری ربما کان ارفق منہ

اور اس سے بھی عجیب وہ شخص ہے کہ جو یزید مرید[2] کو اچھا بنا کر پیش کرتا ہے۔ (یہ یزید وہی تو ہے) جس نے بزرگانِ امت کے ساتھ ناگفتہ بہ معاملہ کیا مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کو خاک میں ملایا سبط پیمبر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اہلِ بیت کو شہید کیا اور ان کی بے عزتی کی اور ان کے ساتھ وہ برتاؤ کیا کہ اگر دشمنانِ اسلام نصاریٰ کا بھی ان پر قابو چلتا تو شاید ان کا برتاؤ بھی ان حضرات کے ساتھ اس سے نرم ہی ہوتا۔

ومن جملۃ المحسنین لہ حجۃ الاسلام الغزالی ولکنہ فی تصرفاتہ کحاطب

اور یزید کو اچھا بنا کر پیش کرنے والوں میں حجۃ الاسلام غزالی بھی ہیں۔ لیکن وہ اپنی تمام کارگزاری کو میں حاطب اللیل (رات کے اندھیرے میں

---

[1] مطبوعہ نسخہ میں المؤید کے بجائے المرتد ہے۔ [2] "مرید" کے معنی سرکش کے ہیں۔

Marfat.com

لیل یجمع فی حطبه الحیة
والعقرب ولا
یدری۔
ومایهون صنع یزید
الامخذول ادرکته
الشقاوة فی مشارکته
بطوامه المردیات فایاك
والتفریط والافراط،
ولکن الصبر عنهما کالقبض
علی الجمر سیما مع تراکم الجهل
کزمننا هذا، نسأل الله
العافیة والسلامة آمین
ومن غریب الفقه ماذکره
ابن حجر الهیتمی فی صواعقه
أنه لایجوز لعن یزید وان
کان یجوز بالاجماع لعن من
شرب الخمر ومن قطع الارحام
ومن هتك مدینة الرسول
صلی الله علیه وسلم ومن قتل
الحسین او امر بقتله اورضی
بقتله۔ قال واما یزید

لکڑیاں جمع کرنے والے) کی طرح ہیں کہ جو اپنی
لکڑیوں میں سانپ بچھو بھی جمع کر لیتا ہے اور
اسے کچھ پتہ نہیں چلتا۔

اور یزید کی حرکت کو وہی معمولی سمجھے گا جو
توفیق الٰہی سے محروم ہو اور جس کو شقاوت نے
گھیر لیا ہو اس طرح وہ بھی اس کے مہلک کرتوتوں
میں اس کا شریک بن گیا۔ لہٰذا تمہیں تفریط و افراط
سے بچنا چاہیے۔ لیکن اس سلسلہ میں صبر سے کام لینا
ایسا ہی ہے جیسے انگارے کو مٹھی میں پکڑ لینا خصوصاً
جبکہ جہالت امڈی چلی آتی ہو جیسا کہ ہمارے
زمانہ میں ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت و سلامتی
کے خواہاں ہیں۔ آمین

اور فقہ کا نرالا مسئلہ جس کو ابن حجر ہیتمی نے
اپنی کتاب "صواعق محرقہ" میں بیان کیا ہے
یہ ہے کہ یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں اگرچہ
بالاجماع ایسے شخص پر لعنت کرنا جائز ہے جو
میخوارہ ہو اور جو قطع رحمی کا مرتکب ہو اور جو
مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کو پامال
کرے۔ اور جو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
قاتل ہو یا ان کے قتل کا حکم دے یا ان کے قتل
سے راضی ہو فرماتے ہیں لیکن خود یزید پر لعنت نہیں

Marfat.com

بعينه فلاداں کان قد فعل هذه
الاشياء فهو فاسق قطعًا. ونجد
فی فقههم نحو كلامنا عني انه لا
يجوز لعن المعين فهی كلية فيقال
لهم قياس الدلالة على فقهكم
هذا: ان لا يحد شارب الخمر
المعين والزانی المعين الی غير
ذلك فی جميع احكام الشريعة لان
الطريقة واحدة فطاح
ايضًا منطقكم لان هذا الشكل
الاول الضروری خالفتموه فای
برهان يقام بعده وصورته:
هذا يزيد شرب
الخمر، وشارب الخمر
ملعون هذا يزيد
ملعون۔

ولو قالوا ينبغی تحامی ذلك
من باب قوله صلى الله عليه وآله
وسلم "ليس المؤمن باللعان" لكان
فيه مندوحة للمتقين والله اعلم
(ص ٣٦٨ طبع مصر ١٣٢٨ھ)

کر سکتے اگرچہ اس نے ان تمام امور کا ارتکاب کیا تھا
اور وہ قطعًا فاسق تھا اور جیسا کہ ان کا بیان ہے
ایسا ہی ہم ان کی فقہ میں پاتے ہیں کہ کسی متعین شخص پر
لعنت کرنا روا نہیں یہ ان کا کلیہ ہے۔ تو ان کی خدمت
میں عرض ہے کہ تمہاری اس فقہ میں تو قیاس الدلالۃ
کی بنا پر یوں ہونا چاہیے تھا کہ نہ کسی معین شراب خوار
پر حد لگادی جاتی اور نہ کسی معین زانی پر، اور اسی
طرح اور سارے احکام شرعیہ میں بھی یہی ہونا چاہیے
تھا۔ کیونکہ طریقہ تو ایک ہی ہے۔

اور اس صورت میں تمہاری منطق بھی ہوا میں اڑ گئی،
کیونکہ تم تو منطق کی اس شکل اول کی بھی جو بدیہی الانتاج
ہے مخالفت کر رہے ہو۔ لہذا اب اس کے بعد اور کونسی دلیل
تمہارے سامنے ٹھہر سکتی ہے۔ کیونکہ قیاس کی شکل اول
کی صورت یہ ہے (۱) یہ ہے یزید جس نے شراب پی ہے
اور (۲) شراب کا پینے والا ملعون ہے۔ (۳) لہذا یہ
یزید ملعون ہے۔

ہاں اگر یہ حضرات یوں کہتے کہ لعنت کرنے سے اس لئے
بچنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد
گرامی ہے "مومن لعنت کا ڈھیر نہیں لگایا کرتا"
تو بیشک اس صورت میں اہل تقویٰ کے لئے اس سے
بچنے کی گنجائش ہوتی، واللہ اعلم

Marfat.com

اب نواب صدیق حسن خاں اور علامہ مقبلی کے مقابلہ میں ان دونوں نام نہاد غیر معروف مفتیوں کے فتوی کی جو وقعت ہو سکتی ہے ظاہر ہے۔

یزید کی طہارت و مغفرت کی بحث اور "صحیح بخاری" کی اس حدیث کے بارے میں جو استفتاء میں مذکور ہے ان غیر مقلد مفتیوں کا یہ کہنا کہ

"حدیث مذکور در سوال بین طور پر یزید کی طہارت اور مغفرت پر دال ہے، پس مسلمانوں کو کب لازم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو مغفور فرمائیں اور ہم یزید کو مقہور و مغضوب علیہ قرار دیں۔"

اور پھر کر راس بات پر زور دینا اور یہ کہے جانا کہ

"رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تو پیش گوئی میں اس کو مغفور فرمائیں۔"

اور اسی طرح مولوی محمد صابر نائب مفتی کا یہ لکھنا کہ

"امیر یزید . . . از روئے حدیث بخاری شریف مغفور لہم میں داخل ہیں۔"

محض غلط ہے۔ اگر یہ لوگ خود تحقیق کرتے یا محققین اہل علم سے دریافت کرتے تو ہر گز ایسی شدید غلطی میں مبتلا نہ ہوتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلا تحقیق ایک غلط بات کو منسوب کرنے کا گناہ اپنے سر نہ لیتے۔

غور فرمائیے "صحیح بخاری" کی جو حدیث استفتاء میں درج ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لھم۔	میری امت کا پہلا لشکر جو شہر قیصر پر جنگ کرے گا اس کی بخشش کر دی گئی ہے۔

اس کے بارے میں پہلے سوال کے جواب میں تفصیل سے یہ بحث گزر چکی ہے کہ

یزید کی نیت جہاد کی تھی ہی نہیں وہ تو زبردستی باپ کے دباؤ کی وجہ سے غازیانِ روم میں شامل ہو گیا تھا ورنہ اسے جہاد کفار سے کیا سروکار۔ آپ یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ یزید نے جیسے ہی تختِ حکومت پر قدم رکھا اپنی پہلی ہی تقریر میں بحری اور سرمائی جہاد کی معطلی کا اعلان کیا۔

یزید کا جزیرہ رودس اور جزیرہ ارواد سے مجاہدین کو واپس بلا لینا

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں ۵۳ھ میں جزیرہ "روڈس" فتح ہوا اور وہاں مسلمانوں کی فوجی چھاونی قائم کر دی گئی۔ اس چھاونی کی وجہ سے بحرِ روم میں عیسائی فوجوں کی نقل و حرکت خطرہ میں پڑ گئی تھی، امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان مجاہدینِ اسلام کا بڑا خیال رکھتے تھے اور ہر وقت ان کی مدد پر کمربستہ رہتے تھے مگر ان کے نالائق بیٹے نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ان مجاہدین کو اس جزیرہ سے منتقلی کے فوری احکام بھیجے آخرہ بیچارے پیچھے سے رسد اور کمک کے منقطع ہو جانے کے ڈر سے شاہی حکم کے مطابق "روڈس" کو خالی کر کے اپنی زمین جائداد، کھیت اور باغات کو خیر باد کہہ کر بادلِ ناخواستہ وہاں سے چلے آئے اور یوں بغیر لڑے بھڑے مفت میں یہ مسلمانوں کا مفتوحہ جزیرہ نصاریٰ کے ہاتھ آ گیا۔[1]

اسی طرح ۵۴ھ ہجری میں مسلمانوں نے قسطنطنیہ کے قریب جزیرہ "ارواد" فتح کیا تھا وہاں بھی مسلمان سات سال تک قابض رہے مگر یزید کو وہاں بھی مسلمانوں کا قبضہ ایک آنکھ نہ بھایا اور اپنے دورِ حکومت کے پہلے ہی سال میں مسلمانوں کو وہاں سے واپسی کا حکم دے کر بلوا لیا۔[2]

ظاہر ہے کہ جب یزید نے بحری جنگ بند کر دی تھی تو وہ ان دونوں جزیروں پر

---

[1] ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ از ابن کثیر بسلسلہ واقعات وحوادث ۵۳ھ ہجری۔

[2] تاریخ طبری بضمن واقعات ۵۴ھ ہجری۔

Marfat.com

اپنا قبضہ کیسے برقرار رکھ سکتا تھا۔

اس امر پر بھی بحث ہو چکی ہے کہ اس حدیث میں مغفرت سے "مغفرت عام" مراد نہیں ہے۔ کہ سارے اگلے پچھلے گناہوں کی معافی کا پروانہ مل گیا ہو، بلکہ تمام اعمال صالحہ میں جہاں مغفرت کا ذکر آتا ہے وہاں بالاتفاق سابقہ گناہوں کی مغفرت مراد ہوتی ہے اور وہ بھی عام طور پر صغائر کی مغفرت، کبائر کے لئے توبہ کی ضرورت ہے۔ بغیر توبہ کے معافی لازمی نہیں۔ بلکہ حق تعالیٰ کی مشیت پر معاملہ موقوف رہتا ہے کہ وہ رب کریم چاہے تو اپنے فضل سے معاف کر دے اور چاہے تو ازراہِ عدل اس گناہ کی پاداش میں عذاب فرمائے۔

"مدینۃ قیصر" سے کیا مراد ہے اس حدیث میں "مدینۃ قیصر" کے جو الفاظ ہیں وہ بھی غور طلب ہیں۔ "مدینۃ قیصر" یعنی شہر قیصر کی تعیین کسی حدیث میں مذکور نہیں کہ اس شہر سے کونسا شہر مراد ہے۔ اس لئے اس کی تعیین میں تین شہروں کا نام لیا جا سکتا ہے۔

(۱) "مدینۃ قیصر" سے مراد وہ شہر ہے جہاں قیصر اس وقت مقیم تھا جبکہ زبانِ رسالت سے یہ الفاظ ادا ہو رہے تھے۔ یعنی "حمص" جو کہ شام کا مشہور شہر ہے۔ اور جو یزید کی پیدائش سے بہت پہلے ۱۵ھ ہجری میں عہد فاروقی ہی میں فتح ہو چکا تھا۔ چنانچہ سابق میں گزر چکا ہے۔ کہ بعض علماء نے اس حدیث میں "مدینۃ قیصر" سے "حمص" ہی کو مراد لیا ہے۔

(۲) شہر "رومہ" جو قدیم زمانہ سے قیاصرہ روم کا دارالسلطنت چلا آرہا تھا۔ "رومہ" پر بھی اگرچہ مسلمان حملہ آور ہو چکے ہیں لیکن یہ حملہ یزید کی حیات میں نہیں ہوا ہے۔ بلکہ اس کے مرنے کے بہت بعد کا واقعہ ہے۔

(۳) شہر "قسطنطنیہ" جو قسطنطین اعظم کا پایہ تخت تھا۔

حدیث "مدینۃ قیصر" کا مصداق سلطان محمد فاتح اب اگر "مدینۃ قیصر" کو

قسطنطنیہ ہی قرار دینے پر اصرار ہے تو انصاف یہ ہے کہ اس بشارت نبوی کا مصداق یزید پلید نہیں بلکہ سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ علیہ الرحمۃ اور ان کی فوج ظفر موج ہے یہی وہ مجاہدین اسلام ہیں جن کی شمشیر خارا شگاف نے عیسائیت کے اس مرکز کو فتح کر کے اس کو قلمرو اسلامی میں داخل کیا۔ اور پھر وہ "بغداد" کے بعد صدیوں تک مسلمانوں کا دار الخلافہ رہا تا آنکہ مصطفٰے کمال نے اپنی حماقت سے خلافت ہی کے سلسلہ کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کی مرکزیت اور یکجہتی کا شیرازہ منتشر ہو کر رہ گیا اور اب شاید امام مہدی کے آنے پر ہی خلافت کا دوبارہ قیام عمل میں آئے۔

یہ بھی یاد رہے کہ جن احادیث میں کسی غزوہ پر بشارت آتی ہے اس میں عام طور پر فتح و کامرانی ہی مراد ہوتی ہے اس لئے اس حدیث کے صحیح مصداق اگر "مدینۂ قیصر" سے "قسطنطنیہ" ہی مراد لیا جائے تو فاتحین "قسطنطنیہ" ہی ہو سکتے ہیں۔ بھلا یزید اس بشارت کا مصداق کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ وہ تو قریش کے ان شریر النفس لونڈوں میں سرفہرست ہے جن کے متعلق زبانِ رسالت سے پیش گوئی کی جا چکی ہے کہ امت کی تباہی ان کے ہاتھوں ہونی ہے۔

یزید قسطنطنیہ کی پہلی مہم میں شریک نہ تھا

یہ بات بھی خوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ حدیث میں اول جیش من امتی (میری امت کا پہلا لشکر) کے الفاظ آئے ہیں اور یزید کے زیر کمان جو لشکر "قسطنطنیہ" کی طرف روانہ ہوا تھا۔ وہ "قسطنطنیہ" پر حملہ آور ہونے والا پہلا لشکر قطعاً نہ تھا۔ بلکہ اس سے بہت پہلے اسلامی لشکر "قسطنطنیہ" پر حملہ آور ہونے والا پہلا لشکر قطعاً نہ تھا۔

بلکہ اس سے بہت پہلے اسلامی لشکر "قسطنطنیہ" پر کئی جہاد کر چکے تھے۔ یزید کس سنہ میں "قسطنطنیہ" پر حملہ آور ہوا اس کے بارے میں اگرچہ مورخین کے بیانات مختلف ہیں لیکن ۴۹ھ ہجری سے پہلے کوئی مورخ اس واقعہ کو بیان نہیں کرتا۔ ناصبیوں کے

Marfat.com

شیخ التاریخ محمود احمد عباسی کا بھی "خلافت معاویہ و یزید" میں یہی بیان ہے وہ لکھتے ہیں۔

"۴۹ھ" میں حضرت معاویہؓ نے جہاد قسطنطنیہ کے لئے بری اور بحری حملوں کا انتظام کیا۔ بری فوج میں شامی عرب تھے، خصوصاً بنو کلب جو امیر یزید کا ننھیالی قبیلہ تھا۔ ان کے علاوہ حجازی و قریشی غازیوں کا بھی دستہ تھا۔ جس میں صحابہ کرام کی ایک جماعت شامل تھی۔ اس فوج کے امیر اور سپہ سالار امیر المؤمنین کے لائق فرزند امیر یزید تھے۔ یہی وہ پہلا اسلامی جیش ہے جس نے قسطنطنیہ پر جہاد کیا اسی اسلامی فوج کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارتِ مغفرت دی تھی" (ص ۳۷، طبع چہارم)

اگرچہ خود بدولت نے بھی اسی کتاب میں (ص ۷۹ پر) امیر شکیب ارسلان کی کتاب "حاضر العالم الاسلامی" کی تعلیقات سے بحوالہ "طبقات ابن سعد" اس غزوہ کی تاریخ ۵۲ھ ہجری ہی نقل کی ہے۔ بہر حال ۴۹ھ سے پہلے قسطنطنیہ کی کسی مہم میں یزید کی شرکت ثابت نہیں ہے۔

اور کتب حدیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ۴۹ ہجری سے بہت پہلے غازیانِ اسلام قسطنطنیہ پر حملہ آور ہو چکے تھے۔ چنانچہ "سنن ابو داؤد" میں مذکور ہے۔

حدثنا احمد بن عمرو بن السرح نا ابن وهب عن حيوة بن شريح و ابن لهيعة عن يزيد بن ابی حبيب عن اسلم أبی عمران قال غزونا من المدينة نريد

اسلم ابی عمران کا بیان ہے کہ ہم مدینہ نبوی سے جہاد کے لئے قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوئے، اس وقت امیر جیش حضرت عبدالرحمن بن خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔ رومی فوج شہر پناہ سے

القسطنطينية وعلى الجماعة
عبد الرحمن بن خالد بن الوليد
والروم ملصقو ظهورهم بحائط
المدينة فحمل رجل على العدو
فقال الناس مه مه لا اله الا
الله يلقي بيديه الى التهلكة
فقال ابو ايوب انما انزلت
هذه الاية فينا معاشر
الانصار لما نصر الله نبيه
صلى الله عليه وسلم واظهر
الاسلام قلنا هلم نقيم في
اموالنا ونصلحها فانزل الله
عز وجل وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ
اللهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى
التَّهْلُكَةِ فالالقاء بايدينا
الى التهلكة ان نقيم في
اموالنا ونصلحها وندع الجهاد
قال ابو عمران فلم يزل
ابو ايوب يجاهد في سبيل الله
عز وجل حتى دفن بالقسطنطينية

پشت لگائے مسلمانوں سے آمادہ پیکار تھی۔ اسی اثناء میں (مسلمانوں کی صفیں سے نکل کر) ایک شخص نے دشمن (کی فوج) پر حملہ کر دیا۔ لوگ کہتے رہے "رکو رکو لا الہ الا اللہ یہ شخص تو خود اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے" یہ سن کر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت تو ہم انصاریوں کے بارے میں اتری ہے۔ (واقعہ یہ ہے) کہ جب حق تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد فرمائی اور اسلام کو غلبہ نصیب فرمایا تو ہم نے کہا تھا کہ اب تو ہم کو مدینہ میں رہ کر اپنے اموال کی خبرگیری اور ان کی اصلاح کی طرف توجہ دینا چاہیے۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت شریفہ نازل فرمائی وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الآیہ (اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو) لہٰذا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا تو جہاد کو چھوڑ کر ہمارا اپنے اموال کی خبرگیری اور اس کی اصلاح کے خیال سے اپنے گھر میں بیٹھ رہنا تھا۔

ابو عمران کہتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلسل راہ خدا میں جہاد ہی کرتے رہے تا آنکہ آپ دفن بھی قسطنطنیہ ہی میں ہوئے۔

(باب فی قولہ عز وجل وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ)

Marfat.com

اور اسی غزوہ کا وہ واقعہ ہے جس کو امام ابو داؤد ہی نے "کتاب السنن" کے "باب فی قتل" الاسیر بالنبل" میں بایں الفاظ نقل کیا ہے۔

حدثنا سعید بن منصور ثنا عبد اللہ بن وھب قال أخبرني عمرو بن الحارث عن بكير بن الأشج عن ابن تعلى قال غزونا مع عبد الرحمن بن خالد بن الوليد فأتي بأربعة أعلاج من العدو فأمر بهم فقتلوا صبراً قال ابو داؤد قال لنا غير سعيد عن ابن وهب في هذا الحديث قال بالنبل صبراً فبلغ ذلك أبا أيوب الانصاري فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهى عن قتل الصبر فوالذي نفسي بيده لو كانت دجاجة ما صبرتها فبلغ ذلك عبد الرحمن بن خالد بن الوليد فأعتق أربع رقاب

ابن تعلی کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبد الرحمٰن بن خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ جہاد میں شریک تھے (اسی مہم میں) ان کے سامنے دشمن کے چار ہٹے کٹے شخص پیش کئے گئے۔ جن کے قتل کرنے کا انہوں نے حکم دیا۔ اور تعمیل حکم میں ان کو باندھ کر قتل کروا ڈالا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ ہم سے ہمارے استاذ سعید بن منصور کے علاوہ ایک دوسرے صاحب نے ابن وہب سے اس حدیث میں یوں نقل کیا ہے کہ ان چاروں کو باندھ کر تیروں کا ہدف بنایا گیا تھا جب اس امر کی خبر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ اس طرح باندھ کر قتل کرنے سے منع فرماتے تھے۔ پس قسم ہے اس ذات عالی کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر کوئی مرغی بھی ہو تو میں اس کا اس طرح باندھ کر نشانہ نہ لوں۔ پھر آپ کے اس فرمانے کی اطلاع جب حضرت عبد الرحمٰن بن خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پہنچی تو انھوں نے اس کے کفارے میں چار غلام آزاد کئے۔

Marfat.com

حضرت عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بعض محدثین نے صغار صحابہ میں ذکر کیا ہے یہ بھی اپنے والد بزرگوار حضرت سیف اللہ خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح شجاع و دلیر تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے "الاصابہ فی تمیز الصحابہ" میں ان کا مفصل ترجمہ لکھا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی تصریح کر دی ہے کہ

اخرج ابن عساکر من طرق کثیرۃ انه کان یؤمر علی غزو الروم أيام معاوية

حافظ ابن عساکر نے بہت سی سندوں سے نقل کیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد حکومت میں ان کو رومیوں سے جو جنگیں لڑی جاتی تھیں ان میں امیر بنایا جاتا تھا۔

امام ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں ۴۴ھ اور ۴۵ھ کے واقعات کے ضمن میں اور حافظ ابن کثیر نے "البدایہ والنہایہ" میں ۴۴ھ اور ۴۶ھ ہجری کے واقعات کے ذیل میں بلاد روم میں ان کی زیر امارت رومیوں سے مسلمانوں کے سرمائی جہاد کا ذکر کیا ہے افسوس ہے کہ ۴۶ھ ہجری ہی میں ان کو حمص میں زہر دے کر شہید کر دیا گیا تھا یہ اپنے غزوات و جہاد کی وجہ سے شامی مسلمانوں میں بڑے محبوب و با اثر تھے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ یزید کو ۴۹ھ ہجری یا اس کے بھی کئی سال بعد ۵۲ھ یا ۵۵ھ میں قسطنطنیہ کی مہم پر روانہ ہوا تھا۔ اور یہ اس سے برسوں پہلے قسطنطنیہ کی شہر پناہ پر جنگ کر چکے ہیں۔ سردست ہم "غزوہ قسطنطنیہ" کے سلسلہ میں اسی قدر بحث پر اکتفاء کرتے ہیں۔ زندگی بخیر رہی اور حق تعالیٰ نے توفیق دی تو تفصیلی بحث اس حدیث پر انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہماری کتاب "یزید کی شکل وصورت حدیثوں کے آئینے میں" میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

یہ بھی یاد رہے کہ شارح بخاری مہلب المتوفی ۴۳۳ھ جنہوں نے سب سے پہلے یہ شوشہ چھوڑا ہے کہ حدیث بخاری سے یزید کی منقبت نکلتی ہے۔ اندلس میں مالقہ کے قاضی تھے اور اندلس میں اس زمانے میں خلفاء بنی امیہ کا آخری تاجدار ہشام بن محمد المعتمد علی اللہ فرمانروا تھا۔ اس لئے موصوف کی یہ ساری کارگزاری جیسا کہ محدث قسطلانی نے شرح بخاری (ج ۵ ص ۱۰۱) میں تصریح کی ہے بنی امیہ کی حمیت میں تھی۔

Marfat.com

یزید کا عقیدہ اور عمل دونوں خراب تھے

خلاصہ بحث یہ ہے کہ یزید علمائے اہل سنت و جماعت کی تحقیق کے مطابق عقیدہ اور عمل دونوں کے اعتبار سے نہایت خراب آدمی تھا اس کے عقیدہ میں دو خرابیاں تھیں۔

(۱) "ناصبیت" یعنی حضرت علی رضی اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالے عنہما سے عداوت۔ چنانچہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ تعالے کی یزید کے بارے میں تصریح ہے کہ " از رؤسائے نواصب است" [1]

اور مورخ اسلام حافظ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ سیر اعلام النبلاء میں فرماتے ہیں۔

یزید بن معاویۃ کان ناصبیاً فظاً غلیظاً جلفاً یتناول المسکر و یفعل المنکر افتتح دولتہ بقتل الشہید الحسین رضی اللہ عنہ واختتمہا بوقعۃ الحرۃ فمقتہ الناس ولم یبارك فی عمرہ وخرج علیہ غیر واحد بعد الحسین رضی اللہ عنہ کاھل المدینۃ للہ (الروض الباسم فی الذب عن سنۃ ابی القاسم ج ۲ ص ۳۶ طبع منیریہ مصر)

یزید بن معاویہ ناصبی تھا، سنگدل بدزبان غلیظ جفاکار مے نوش، بدکار۔ اس نے اپنی حکومت کا افتتاح حسین شہید رضی اللہ عنہ کے قتل سے کیا اور اختتام واقعہ حرہ (کے قتل عام) پر۔ اسی لیے لوگوں نے اس پر پھٹکار بھیجی اور اس کی عمر میں برکت نہ ہوسکی حضرت حسین رضی کے بعد بہت سے حضرات نے اس کے خلاف محض اللہ فی اللہ خروج کیا جیسے کہ حضرات اہل مدینہ نے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

(۲) "ارجاء" یعنی ناصبی ہونے کے ساتھ "مرجی" بھی تھا چنانچہ سوال اول کے جواب میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کی تصریح اس کے بارے میں گزر چکی ہے اور "ارجاء" کی تفصیل بھی وہیں مذکور ہے۔ اور رہی اس کی بدعملی سو اس کے اعمال قبیحہ اور حرکات شنیعہ کی تفصیل سے اس مقالہ کے اوراق پر ہیں آپ خود ہی سوچ لیجئے کہ ایسے نابکار و نالائق شخص کی محبت کا دم بھرنا اور اس کے گن گانا کیا کسی مسلمان کو زیب دیتا ہے؟

---

[1] مکتوب قاسمی در بارہ شہادت حسین طبع ملتان ص ۳۹

Marfat.com

حافظ ابن تیمیہ کا فتویٰ یزید سے محبت کے بارے میں

وامّا ترک محبتہ فلان المحبۃ الخاصۃ انما تکون للنبیین والصّدیقین والشھدٰ والصالحین ولیس واحداً منھم وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المرء مع من احب ومن آمن باللہ والیوم الآخر لا یختار ان یکون مع یزید ولا مع امثالہ من الملوک الذین لیسوا العادلین (مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۴ ص: ۴۸۳)

حافظ ابن تیمیہ نے ٹھیک ہی لکھا ہے کہ یزید سے محبت نہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ محبت خاص کر انبیاء صدیقین و شہداء اور صالحین سے رکھی جاتی ہے اور یزید کا شمار ان میں سے کسی زمرہ میں بھی نہیں۔ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ "انسان کا حشر انہی لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے اسے محبت ہوگی۔" اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اس بات کو پسند ہی نہیں کرے گا کہ اس کا حشر یزید یا اس جیسے بادشاہوں کے ساتھ ہو جو عادل نہیں تھے۔

روافض و نواصب دونوں راہِ ہدایت سے دور ہیں

اخیر میں ہم اتنا اور عرض کریں گے کہ احادیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو "نجوم ہدایت" بتایا گیا ہے۔ ارشاد ہے۔

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم (رواہ رزین)

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ اس روایت

(مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہ کو رزین نے نقل کیا ہے۔
الفصل الثالث)

اور اہل بیت عظام "رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو "کشتی نوح" سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جو اس میں سوار ہو گا بحرِ ضلالت میں غرق ہونے سے بچے گا ارشاد ہے کہ

الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا، ومن تخلف عنھا ھلک رواہ احمد (مشکوٰۃ باب مناقب اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفصل الثالث)

یاد رکھو میرے اہل بیت کی مثال تمہارے لیئے ایسی ہی ہے جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی تھی کہ جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس میں سوار ہونے سے رہ گیا وہ ہلاک ہوا اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے

مطلب صاف ہے جو لوگ "سفینہ اہل بیت" سے دور رہے جیسے خوارج اور نواصب کہ "اہل بیت" کے دشمن ہیں ان کو کافر کہتے اور ان سے بغض و عناد رکھتے ہیں وہ اول دہلہ ہی میں غرق دریائے ضلالت ہوئے اور جو کشتی میں تو سوار ہوئے مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ضیا پاشی سے کہ نجوم ہدایت ہیں انہوں نے رہنمائی حاصل نہ کی جیسے روافض ہیں تو اندھیرے اور تاریکی کی وجہ سے عین منجدھار میں جا کر ان کی کشتی بحرِ ضلالت میں غرقاب ہوئی اور اہل سنت و جماعت امام فخر الدین رازی کے الفاظ میں

نحن معاشر اھل السنۃ بحمد اللہ رکبنا سفینۃ محبۃ اھل البیت واھتدینا بنجم ھدی اصحاب النبی صلی

ہم گروہ "اہل سنت" بحمد اللہ محبت اہل بیت کے سفینہ میں سوار ہیں اور اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نجم ہدایت سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں اس لیئے امید ار

اللہ علیہ وسلم فنوجوا النجاۃ	ہیں کہ قیامت کی ہولناکیوں اور جہنم کے
من اھوال القیامۃ ودرکات	طبقات سے ہمیں نجات ملے گی اور وہ
الجحیم والھدایہ الی مایوجب	ہدایت ہمیں عطا ہوگی جو جنت کے
درجات الجنان والنعیم المقیم	درجات اور دائمی نعمت کو واجب
	کر دیتی ہے۔

محدث ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں حدیث "سفینہ نوح" کی شرح میں امام رازی کی تفسیر کبیر سے ان کی یہ عبارت نقل کی ہے یزید پلید نے نہ اہل بیت نبوی کی لاج رکھی نہ صحابہ کرام کی اس لیئے اب جو اہل سنت کے زمرہ سے خارج ہو کر نواصب کے گروہ شقاوت پژدہ میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ شوق سے یزید پر اپنی جان نچھاور کرے اپنا مال نثار کرے اور اس کی مداحی کو اپنا شعار بنائے۔

ان ساری تفصیلات سے اب یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ سائل نے استفتا میں جو بارہ سوالات قائم کیئے ہیں وہ سب واہی تباہی شبہات پر مبنی ہیں۔ واقعہ میں ان کی کوئی اصل نہیں ہے اور ان سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین و تذلیل اور تحمیق و تجہیل میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی۔ اس لیئے ایسے امور کو حقائق باور کرنے والا پکا ناصبی فاسق اور بدعتی ہے اور اہل سنت کے زمرہ سے خارج اور واجب التعزیر ہے ایسا شخص نہ امامت کے لائق ہے نہ خطابت کے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے۔

واللہ اعلم بالصواب والحمد للہ اولاً و آخراً

کتبہ الفقیر الی اللہ تعالیٰ محمد عبد الرشید النعمانی غفر اللہ ذنوبہ

۳۰ جمادی الثانیہ ۱۴۰۱ھ

اہل سنت کیلئے لمحہ فکریہ

حافظ ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۴۵۶ھ نے شہادتِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حادثہ کربلا، واقعہ حرہ، حصار کعبہ و قتل ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان چاروں جان گسل واقعات کو اسلام کے چار رخنوں سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ شہادت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرکز کا احترام ختم ہوا، اور خلافت کا رعب داب اٹھ گیا، حادثہ کربلا سے آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت خاک میں ملی، واقعہ حرہ سے "مدینۃ الرسول" کی بے حرمتی ہوئی، قتل ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے کعبہ کی عزت کو داغ لگا۔ غرض ان چاروں ہنگاموں میں ناحق کوشوں نے وہ قیامت برپا کی کہ خدا کی پناہ، خلیفۃ الرسول، عترت پیغمبر اور اصحاب نبی سب کا بے دریغ خون بہایا۔ اور حرم نبی، خانہ کعبہ جملہ شعائرِ اسلام کی عظمت کا ذرہ برابر پاس و لحاظ نہیں کیا۔

ان چاروں حادثات کے بارے میں ناصبیوں کا موقف یہ ہے کہ وہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذمہ دار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے ہیں اور حادثہ کربلا کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اور واقعہ حرہ کا ان صحابہ کرام کو جنھوں نے یزید کی اطاعت سے انحراف کیا تھا اور حصارِ کعبہ کا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ادعاء خلافت کو، شیعہ مروانیہ کا ایمان و عقیدہ یہی ہے۔ ان کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد نہیں بلکہ خلافت کے غاصب تھے اور مسلمانوں

Marfat.com

کے خون سے ہولی کھیلنے والے ، حضرت حسینؓ ۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ اور وہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جو حادثۂ حرّہ اور حصار کعبہ کے خونی ہنگاموں میں یزید اور عبد الملک بن مروان کی تیغ ستم کا نشانہ بنے شہید نہیں ۔ بلکہ خلافت کے باغی تھے جو اپنی بغاوت کی پاداش میں کیفر کردار کو پہنچے ۔ شیعۂ مروانیہ کا یہ نظریہ مروانیوں کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو گیا تھا ۔ لیکن محمود احمد عباسی نے کتاب " خلافت معاویہ و یزید " لکھ کر اس فتنہ کو پھر نئے سرے سے زندہ کرنے کی کوشش کی ہے ۔

اس کتاب کے شائع ہونے سے ملک میں ایک تازہ فتنہ " ناصبیت " کا پیدا ہو گیا ہے جس سے ابتک ہند و پاک کی سرزمین یکسر پاک تھی ، اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ملک کا اچھا خاصہ سنجیدہ پڑھا لکھا طبقہ بھی اس فتنہ کے اثر سے محفوظ نہ رہ سکا ، اور اب تو بہت سے حلقوں میں اس کو ایک تاریخی ریسرچ کا درجہ حاصل ہے ۔

یہ کتاب سرتاسر فریب ، خداع ، تلبیس اور کذب و افتراء کا مرقع ہے ۔ اور اس نام نہاد تاریخی ریسرچ کے چار ماخذ ہیں ۔

(۱) مستشرقین کی تصریحات ، جن کو مؤلف جا بجا آزاد اور بے لاگ محققین کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں ، اور ہر باب میں ان کے اقوال کو قول فیصل سمجھتے ہیں ۔

(۲) شیعہ مؤرخین جن کے کذب و افتراء کا جا بجا ڈھنڈورا پیٹنے کے باوجود مؤلف ہر جگہ ان سے اپنے مطلب کی بات کہیں ان کی عبارت میں قطع و برید کر کے اور کہیں بغیر اس کے ہی لے لیتے ہیں ۔

(۳) بعض وہ مصنفین جن پر ناصبیت کا الزام ہے اور وہ اہل بیت سے انحراف رکھتے ہیں ۔

Marfat.com

(۴) خود اپنی دماغی اُپج جس میں مؤلف بڑی دور دور کی کوڑی لاتے ہیں، اور ایسی ایسی بات اپنے دل سے گڑھتے ہیں کہ پڑھنے والا حیران و ششدر رہ جائے۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ اہلِ سنت میں سے کسی محقق عالم کے قول کو کہیں بھی اثباتِ مدعا کے لئے مؤلف نے اپنے اصلی رنگ میں پیش نہیں کیا بلکہ ہر جگہ ابلہ فریبی سے کام لے کر "ناصبیت" کی داغ بیل ڈالی ہے۔ اس ملک میں رفض کا فتنہ قدیم سے تھا۔ باطنیہ اسماعیلیہ اور امامیہ سب پہلے سے موجود تھے البتہ خوارج و نواصب کا ڈھونڈے سے بھی پتہ نہ تھا، لیکن عباسی صاحب نے یہ کتاب لکھ کر اہلِ سنت میں ناصبیت کا تازہ فتنہ کھڑا کر دیا ہے۔ اب بہت سے لوگ ہیں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور یزید کے مقابلہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خاطی و غلط کار سمجھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب سے سوائے ضرر کے فائدہ کوئی مرتب نہ ہوا۔ روافض تو اپنی جگہ اور سخت ہو گئے لیکن اہلِ سنت کے اعتدال میں فرق آ گیا بہت سے لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شک کرنے لگے۔ آج تک کسی ایک رافضی کے متعلق بھی یہ نہیں بتلایا جا سکتا کہ وہ عباسی صاحب کی کتاب پڑھ کر تائب ہو گیا ہو، لیکن اس کے برخلاف اس کتاب کے مطالعہ کرنے والوں میں ایک اچھی خاصی تعداد ایسے لوگوں کی نکلے گی جو اس جھوٹ کے پلندہ کو صحیح سمجھ کر حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے اپنے دلوں کو صاف نہ رکھ سکے۔ اس کتاب نے سادہ لوح عوام نہیں اچھے خاصے پڑھے لکھے طبقہ کو متاثر کیا ہے جن میں عربی مدارس کے بھی بہت سے فارغ التحصیل شامل ہیں، جن لوگوں کی دسترس موضوع کتاب کے اصل ماخذ تک نہیں وہ اس کو تحقیق اور

Marfat.com

ریسرچ کا ایک نادر شاہکار سمجھتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ نتیجہ ہے اس بات کا کہ مسلمان من حیث القوم علوم اسلامیہ سے نابلد ہو گئے ہیں۔ لہٰذا جو کوئی شخص بھی اپنے کسی غلط نظریے کو ذرا نئے انداز سے بنا سجا کر پیش کر دیتا ہے یہ اس کے ہو جاتے ہیں۔

سوچنے کی بات ہے جو شخص عربی، فارسی کی معمولی عبارتوں کے صحیح ترجمے نہ کر سکے۔ کتابوں کے غلط حوالے دے۔ مصنفین کی عبارتوں کو اپنے مفید مطلب بنانے کے لئے غلط معنے پہنائے اور ان میں قطع و برید سے کام لے، ایسے شخص کا کوئی پیش کردہ نظریہ کس درجہ قابلِ قبول ہو سکتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ روافض کے سب وشتم سے لوگ تنگ آئے ہوئے تھے ایسے میں یہ کتاب شائع ہوئی، جس میں حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے موقف پر اس سے کہیں زیادہ سلجھے ہوئے اور سنجیدہ انداز میں جرح کی گئی تھی جو روافض کی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے موقف کو مجروح کرنے میں عام روش ہے۔ اس لئے ردّ عمل کے طور پر بہت سے لوگ عباسی صاحب کے اس طرزِ عمل سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ حالانکہ تمام اہلِ سنت اس پر متفق ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد تھے اور جو لوگ ان سے برسرِ جنگ رہے وہ خطا پر تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت نہ کر کے غلطی کی اور وہ خلیفہ راشد نہ تھے، ان کا بیٹا یزید ظالم و جابر حکمراں تھا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور وہ تمام صحابہ کرام جو جنگ حرہ میں شہید ہوئے اور جنہوں نے یزید کے تسلط و اقتدار کو برہم کرنے کی کوشش کی وہ سب حق کے داعی اور خیر کے علمبردار تھے۔ مگر اس کتاب کی تصنیف صرف ان ہی امور کی تردید کے لئے عمل میں آئی ہے۔ اور اس کے مطالعہ سے اہلِ سنت کا یہ نقطۂ نظر صریح طور پر غلط معلوم ہوتا ہے۔ اور یہی ناصبیت کا عین منشا ہے۔

Marfat.com

پیشِ نظر "استفتاء" کو جس کا جواب آپ کے سامنے ہے "بشارت مغفرت کے امین حضرت یزید بن معاویہ سے متعلق ایک اہم استفتاء اور اس کا جواب" کے نام سے ہزاروں کی تعداد میں پہلے "مجلس عثمان غنی کراچی" نے طبع کرا کر تقسیم کیا اور بعد کو "انجمن تحفظ ناموس صحابہ لاہور" نے اس کے تمام سوالات عباسی کی اسی کتاب سے منقول ہیں۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ناصبیت کے پرچارک شیعۂ مروانیہ نے تو اپنی بدعت کی اشاعت کے لئے کراچی اور لاہور میں مستقل ادارے بنا رکھے ہیں اور سارے ذخیرہ احادیث اور تاریخ اسلام کے اثرات کو ملیامیٹ کرنے پر تُلے ہوئے ہیں مگر اہلِ سنت وجماعت کہ صحابہ اور خاندانِ رسالت دونوں کی تعظیم و توقیر ان کا جزو ایمان ہے وہ اس فتنہ کے سدباب کے لئے کیا کر رہے ہیں۔

محمد عبد الرشید نعمانی

سہ شنبہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

هو الرشید

یاران جهان طلبی دورنگی دارند

مصحف به بغل برهمن و رنگی دارند

چون ما همه تشنه لبی زنیستانیم

در دل ما همه عرفان کاخانه جنگی دارند

مشقه محمد عبدالرحیم ... هجری